لینن

LENIN

ریاست اور انقلاب

STATE AND REVOLUTION

www.struggle.com.pk

فہرست

پہلے ایڈیشن کا پیش لفظ
دوسرے ایڈیشن کا پیش لفظ

پہلا باب۔ طبقاتی سماج اور ریاست

1۔ ریاست _ ناقابل مصالحت طبقاتی تضادات کے پیداوار
2۔ مسلح لوگوں کے مخصوص دستے اور جیل وغیرہ
3۔ ریاست _ مظلوم طبقے کے استحصال کا آلہ کار
4۔ [illegible] اور [illegible] انقلاب

دوسرا باب۔ ریاست اور انقلاب۔ 1848-1851 کا تجربہ

1انقلاب سے ماقبل
2-انقلاب کے نتائج
3-مارکس نے 1852 میں اس سوال کو کیسے پیش کیا

تیسرا باب-ریاست اور انقلاب-1871 کے پیرس کمیون کا تجربہ-مارکس کا تجزیہ
1-کمیون والوں کی ہیروازم کس بات میں ہے؟
2-توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ کیا چیز لائی جائے؟
3-پارلیمانیت کا خاتمہ
4-قومی اتحاد کی تنظیم
5-طفیل خور ریاست کی تباہی

چوتھا باب-سلسلے وار-اینگلز کی مزید وضاحتیں
1-"رہائشی مکانوں کا سوال"
2-انارکسٹوں سے بحث مباحثہ
3-بیبل کے نام خط
4-ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر تنقید
5-مارکس کی کتاب "فرانس میں خانہ جنگی" کا 1891 کا پیش لفظ
6-جمہوریت پر قابو پانے کے بارے میں اینگلز کی رائے

پانچواں باب-ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیادیں
1-مارکس نے سوال یوں پیش کیا
2-سرمایہ داری سے کمیونزم میں عبور کا مرحلہ
3-کمیونسٹ سماج کا پہلا مرحلہ
4-کمیونسٹ سماج کا اعلیٰ رتبہ

چھٹا باب۔ موقع پرستوں کے ہاتھوں مارکس ازم کی تخریب
1۔ انارکسٹوں کے ساتھ پلیخانوف کا بحث مباحثہ
2۔ موقع پرستوں کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث مباحثہ
3۔ پانے کوک کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث مباحثہ

پہلے ایڈیشن کے لئے پیش لفظ
تشریحی نوٹ
ناموں کا اشاریہ

پہلے ایڈیشن کا پیش لفظ

اس وقت ریاست کا سوال نظریے اور عملی سیاست دونوں میں خاص اہمیت اختیار کر رہا ہے۔ سامراجی جنگ نے اجارہ دارانہ سرمایہ داری کے ریاستی اجارے دارانہ سرمایہ داری میں تبدیل ہونے کے عمل کو انتہائی تیز اور شدید بنا دیا ہے۔ ریاست کے ہاتھوں جو سرمایہ داروں کے طاقتور اتحادوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ملتی جلتی ہے محنت کش عوام پر انتہائی شدید جبر و تشدد اور زیادہ وحشیانہ ہوتا جا رہا ہے۔ ترقی یافتہ ملک مزدوروں کے لئے فوجی قیدیوں کے جیل بنتے جاتے ہیں (ہمارا مطلب ان کے "عقبی" حصوں سے ہے)

طویل جنگ کی بے مثال دہشت ناکیوں اور مصیبتوں نے لوگوں کی حالت نا قابل برداشت کر دی ہے اور ان کا غصہ بڑھ رہا ہے۔ عالمی پرولتاری انقلاب صاف طور پر بڑھ رہا ہے۔ ریاست سے اس کے تعلق کا سوال عملی اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

موقع پرست عناصر نے جو نسبتاً پر امن ارتقا کے دسیوں برسوں میں جمع ہوئے ہیں سوشل شاونزم کا رجحان پیدا کر دیا ہے جو ساری دنیا میں سرکاری سوشلسٹ پارٹیوں میں حاوی ہے۔ یہ رجحان (روس میں پلیخانوف، پوتریسوف، بریشکوفسکایا، روبانووچ اور پھر ذرا ڈھکی چھپی صورت میں تسرے تیلی، چیرنوف اینڈ کمپنی۔ جرمنی میں شیئڈ مان، لیگین، ڈیوڈ وغیرہ۔ فرانس اور بلجیم میں ریناڈیل، گید، واندرویلڈے۔ انگلستان میں ہائنڈمان اور فیبئن لوگ (2) وغیرہ وغیرہ) جو قول میں سوشلزم اور عمل میں شاونزم ہے، اس بات کے لئے نمایاں ہے کہ اس نے

"سوشلزم کے لیڈروں" کو نہ صرف "اپنی "قومی بورژوازی کے بلکہ "اپنی "ریاست کے مفادات کا بھی ذلیل اور غلامانہ طور پر موافق بنالیا ہے کیونکہ نام نہاد عظیم طاقتوں کی اکثریت مدتوں سے بہت سی چھوٹی اور کمزور قومیتوں کا استحصال کر رہی ہے اور ان کو غلام بنا رہی ہے۔ اور سامراجی جنگ اسی قسم کے مال غنیمت کی تقسیم اور دوبارہ تقسیم کے لئے جنگ ہے۔ محنت کش عوام کو بورژوازی کے اثر سے عام طور پر اور سامراجی بورژوازی کے اثر سے خاص طور پر، آزاد کرانے کی جدوجہد کی کامیابی "ریاست " سے متعلق موقع پرست تعصّبات کے خلاف جدوجہد کے بغیر ناممکن ہے۔

پہلے ہم ریاست کے بارے میں مارکس اور اینگلز کے نظریات کا جائزہ لیں گے اور خاص طور سے اس نظریے کے ان پہلوؤں پر تفصیلی بحث کریں گے جن کو موقع پرستوں نے یا تو نظرانداز کر دیا ہے یا توڑ مروڑ دیا ہے۔ پھر ہم اس شخص کا خاص طور سے جائزہ لیں گے جو اس توڑ مروڑ میں پیش پیش ہے یعنی کارل کاؤتسکی کا، جو دوسری انٹرنیشنل (1889-1914) کا سب سے زیادہ مشہور لیڈر رہے اور جس کا دیوالہ موجودہ جنگ میں بری طرح نکل گیا ہے۔ آخر میں ہم 1905 اور خاص طور سے 1917 کے روسی انقلابوں کے تجربے کے اہم نتائج اخذ کریں گے۔ ظاہر ہے کہ مؤخرالذکر انقلاب اب (اگست 1917 کی ابتدا) اپنے ارتقا کی پہلی منزل ختم کر رہا ہے لیکن اس انقلاب کو عام طور پر صرف ان سوشلسٹ پرولتاری انقلابوں کے سلسلے کی ایک کڑی کی حیثیت سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ جو سامرانی جنگ کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے ریاست سے سوشلسٹ پرولتاری انقلاب کے تعلق کا سوال نہ صرف عملی سیاسی اہمیت اختیار کر رہا ہے بلکہ آج کا انتہائی اہم مسئلہ بن گیا ہے، عوام سے یہ وضاحت کرنے کا مسئلہ کہ سرمایہ داری کے جوے سے آزاد ہونے کے لئے ان کو مستقبل قریب میں کیا کرنا ہوگا۔

اگست۔ 1917

مصنف!

دوسرے ایڈیشن کا پیش لفظ

موجودہ ایڈیشن بغیر کسی تبدیلی کے بغیر شائع کیا جا رہا ہے۔ صرف دوسرے باب میں تیسرے پیراگراف کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ماسکو، 17 دسمبر، 1918
مصنف

پہلا باب

طبقاتی سماج اور ریاست

1۔ ریاست __ ناقابل مصالحت طبقاتی تضادات کی پیداوار

مارکس کے نظریے کے ساتھ اس وقت وہی ہورہا ہے جو تاریخ میں کئی بار انقلابی مفکروں اور مظلوم طبقات کے لیڈروں کے نظریات کے ساتھ آزادی کے لئے ان کی جدوجہد میں ہوا۔ عظیم انقلابیوں کی زندگی میں ظلم کرنے والے طبقات نے متواتر ان کا پیچھا کیا، ان کے نظریات کے خلاف انتہائی کینہ، انتہائی نفرت برتی اور جھوٹ اور تہمت تراشی کی انتہائی بے شرمانہ مہمیں چلائیں۔ ان کی موت کے بعد، یہ کوششیں کی جارہی ہیں کہ ان کو بے ضرر مذہبی شبیہوں میں تبدیل کردیا جائے، یعنی یہ کہنا چاہئے، ان کو مقدس بنادیا جائے، ان کے ناموں کو ایک حد تک مشہور بناکر مظلوم طبقات کو "تسلی" دی جائے اور ان کو بے وقوف بنایا جائے، ساتھ ہی انقلابی نظریے کو اس کے مافیہ سے محروم کردیا جائے، اس کی انقلابی دھار کو کند کرکے بدنما بنادیا جائے۔ آج بورژوازی اور مزدور تحریک کے اندر موقع پرست مارکس ازم کا اس طرح "ملغوبہ بنانے" میں متفق ہیں۔ وہ اس نظریے کے انقلابی رخ کو، اس کی انقلابی روح کو فراموش کرتے، مٹاتے اور مسخ کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو صف اول میں لاتے ہیں اور سراہتے ہیں جو بورژوازی کے لئے قابل قبول ہے یا قابل قبول معلوم ہوتی ہے۔ اس وقت سارے سوشل شاونسٹ "مارکس کے حامی" بن گئے ہیں۔ (ہنسئے نہیں!) اور جرمن بورژوا عالم جو کل تک مارکس ازم کو ختم کرنے کے ماہر تھے اب اکثر "قومی جرمن" مارکس کا ذکر کرتے ہیں جنھوں نے جیسے ان مزدور یونینوں کی تربیت کی ہے جو لوٹ مار والی جنگ کے لئے اتنے شان دار طریقے سے منظّم کی گئی ہیں!

ان حالات میں، مارکس ازم کو اتنے بے نظیر وسیع پیمانے پر مسخ کرنے کی صورت میں ہمارا سب سے پہلے یہ فریضہ ہے کہ ہم ریاست کے بارے میں مارکس کے اصلی نظریے کو بحال کریں۔ اس کے لئے خود مارکس اور اینگلز کی تصانیف سے متعدد طویل حوالے دینے کی ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ طویل حوالے تحریر کو بھاری بنا دیتے ہیں اور اس کو مقبول عام بنانے میں بالکل مدد نہیں دیتے۔ لیکن ان کے بغیر کام چلنا ناممکن ہے۔ ریاست کے موضوع پر مارکس اور اینگلز کی تصانیف سے تمام یا بہر نوع تمام ضروری حصوں کا امکانی طور پر پوری طرح حوالہ دینا چاہئے تاکہ قاری سائنسی سوشلزم کے بانیوں کے خیالات اور ان خیالات کے ارتقا کا مجموعی طور پر خود تصور کر سکے، تاکہ آج کل رائج "کاؤتسکی ازم" نے جس طرح ان کو توڑا مروڑا ہے اس کو دستاویزوں سے ثابت کیا جا سکے اور صاف طور سے دکھلایا جا سکے۔

ہم اینگلز کی سب سے مشہور و مقبول تصنیف "خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا ارتقا" سے شروع کریں گے جس کا چھٹا ایڈیشن 1894 میں اشٹوٹگارٹ میں شائع ہو چکا تھا۔ ہمیں اصلی جرمن کتاب سے حوالوں کا ترجمہ کرنا پڑے گا کیونکہ روسی ترجمے، کثیر تعداد ہونے کے باوجود، زیادہ تر غیر مکمل ہیں یا بہت ہی ناقابل اطمینان ہیں۔

اپنے تاریخی تجزیے کے نتائج اخذ کرتے ہوئے اینگلز نے لکھا ہے:

"ریاست کسی طرح ایسی طاقت نہیں ہے جو سماج پر باہر سے مسلط کی گئی ہو۔ اسی طرح ریاست "اخلاقی نظریے کی حقیقت"، "عقل و دانش کی صورت اور حقیقت" بھی نہیں جیسا کہ ہیگل کا دعویٰ ہے۔ ریاست ارتقا کی خاص منزل پر سماج کی پیداوار ہے، ریاست اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ سماج خود اپنے ناقابل حل تضاد میں پھنس گیا ہے، کہ یہ ایسے ناقابل مصالحت تضادات میں پڑ کر ٹوٹ گیا ہے جن کو دور کرنے میں وہ لاچار ہے۔ لیکن اس لئے کہ یہ تضادات، متضاد معاشی مفادات رکھنے والے طبقات ایک دوسرے کو اور سماج کو اس بے سود جد و جہد میں تباہ نہ کر دیں، طاقت کی ضرورت پیدا ہوئی جو بظاہر سماج سے بالاتر ہو، طاقت جو تصادم کو معتدل بنائے، اس کو 'قاعدے' کے اندر رکھے اور یہ طاقت، جو سماج سے پیدا ہوتی ہے لیکن اپنے کو اس سے بالاتر رکھتی ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ بے گانہ ہوتی جاتی ہے، ریاست ہے" (صفحات 178 - 177 چھٹا جرمن ایڈیشن)

یہاں پوری صفائی کے ساتھ ریاست کے تاریخی رول اور معنی کے سوال پر مارکس ازم کے بنیادی نظریے کا اظہار کیا گیا ہے۔ ریاست طبقاتی تضادوں کے ناقابل مصالحت ہونے کی پیداوار اور مظہر ہے۔ ریاست وہاں، تب اور اس حد تک پیدا ہوتی ہے، جہاں، جب اور جتنی حد تک طبقاتی تضادوں میں معروضی طور پر مصالحت نہیں پیدا کی جا سکتی۔ اور اس کے برعکس ریاست کا وجود یہ ثابت کرتا ہے کہ طبقاتی تضادات ناقابل مصالحت ہیں۔

اس انتہائی اہم اور بنیادی نکتے پر ہی مارکس ازم کی توڑ مروڑ شروع ہوتی ہے اور وہ دو خاص لائنوں پر چلتی

ہے۔

ایک طرف بورژوا اور خاص طور سے پیٹی بورژوا نظریہ داں، مسلمہ تاریخی واقعات کے دباؤ سے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے ہوئے کہ ریاست کا وجود صرف وہاں ہوتا ہے جہاں طبقاتی تضادات اور طبقاتی جدوجہد ہوتی ہے، مارکس کی "تصحیح" اس طریقے سے کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ ریاست طبقات کی مصالحت کا ادارہ ہے۔ مارکس کے مطابق نہ تو ریاست پیدا ہو سکتی تھی اور نہ اپنے کو قائم رکھ سکتی تھی اگر طبقات میں مصالحت ممکن ہوتی۔ پیٹی بورژوا پروفیسر اور مبلغ جو کچھ کہتے ہیں (مارکس کے کافی اور خیرخواہانہ حوالوں کے ساتھ!) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست طبقات میں مصالحت کراتی ہے۔ مارکس کے مطابق ریاست طبقاتی تسلط کا ادارہ ہے، ایک طبقے کا دوسرے طبقے کو دبانے کا آلہ، یہ "نظم ونسق" کا قیام ہے جو طبقات کے درمیان تصادم کو معتدل بنا کر اس دباؤ کو قانونی اور مستقل بناتا ہے۔ بہرحال پیٹی بورژوا سیاست دانوں کی رائے میں نظم ونسق کا مطلب ایک طبقے کا دوسرے طبقے کو دبانا نہیں بلکہ طبقات کی مصالحت ہی ہے، نہ کہ دباؤ کے شکار طبقات کو ظالموں کا تختہ الٹنے کی جدوجہد کے خاص ذرائع اور طریقوں سے محروم کرنا۔

مثلاً جب 1917 کے انقلاب میں ریاست کی اہمیت اور کردار کا سوال پورے زور کے ساتھ ایسے عملی سوال کی حیثیت سے اٹھا جس کا تقاضہ فوری اقدام تھا اور مزید براں اقدام بڑے پیمانے پر، تو تمام سوشلسٹ انقلابی (3) اور منشویک (4) ایک دم اور پوری طرح اس پیٹی بورژوا نظریے پر اتر آئے کہ "ریاست" طبقات میں "مصالحت" کراتی ہے۔ ان دونوں پارٹیوں کے سیاست دانوں کی بے شمار قراردادیں اور مضامین اس پیٹی بورژوا اور تنگ نظر "مصالحتی" نظریے سے بالکل تر بتر ہیں۔ ریاست کسی خاص طبقے کے تسلط کا ادارہ ہے جس کی مصالحت اس کی ضد (اس کے مخالف طبقے) سے نہیں کرائی جا سکتی۔ یہ بات ایسی ہے جس کو پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کبھی نہیں سمجھ سکے گی۔ ریاست کی طرف ان کا رویہ اس واقعہ کا ایک بہت ہی نمایاں مظہر ہے کہ ہمارے سوشلسٹ انقلابی اور منشویک بالکل سوشلسٹ نہیں ہیں (یہ ایسا نکتہ ہے جس کو ہم بالشویکوں نے ہمیشہ ثابت کیا ہے) بلکہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ ہیں جو تقریباً سوشلسٹوں کا طرز بیان اختیار کرتے ہیں۔

دوسری طرف مارکس ازم کی "کاوتسکی والی" توڑ مروڑ زیادہ باریک ہے۔ "نظریاتی طور پر" اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ ریاست طبقاتی تسلط کا ادارہ ہے یا طبقاتی تضادات ناقابل مصالحت ہیں۔ لیکن مندرجہ ذیل بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے یا دھندلکے میں ڈالا جاتا ہے: اگر ریاست طبقاتی تضادات کی غیر مصالحت کا نتیجہ ہے، اگر یہ ایسی طاقت ہے جو اپنے کو سماج سے بالاتر رکھتی ہے اور "سماج سے زیادہ سے زیادہ بے گانہ ہوتی جاتی ہے" تو یہ بات صاف ہے کہ مظلوم طبقے کی آزادی نہ صرف بغیر تشدد آمیز انقلاب کے ناممکن ہے، بلکہ ریاستی اقتدار کی اس

مشینری کو تباہ کئے بغیر بھی ناممکن ہے جس کو حکمران طبقے نے بنایا تھا اور جو اس "بیگانگی" کا مجسمہ ہے جیسا کہ ہم بعد کو دیکھیں گے مارکس نے یہ نظریاتی طور پر صریحی نتیجہ انقلاب کے فریضوں کے ٹھوس تاریخی تجزیے کی بناء پر پوری صحت کے ساتھ اخذ کیا۔ اور اسی نتیجے کو ہی، جیسا کہ ہم آگے چل کر تفصیل سے دکھائیں گے، کاؤتسکی نے "فراموش اور مسخ کیا۔

مسلح لوگوں کے مخصوص دستے اور جیل وغیرہ

آگے اینگلز لکھتا ہے:

> "بمقابلہ قدیم قبائلی (یا جرگے والی) تنظیم (5) کے ریاست کا امتیاز یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے باشندوں کو علاقوں کے مطابق تقسیم کرتی ہے....."

یہ تقسیم ہمیں "ُفطری" معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے لئے قدیم تنظیم سے طویل جدو جہد کرنا پڑی جو نسلوں یا قبیلوں پر مشتمل تھی۔

> "....دوسری امتیازی خصوصیت پبلک اقتدار کا قیام ہے جو اب اپنے آپ کو مسلح طاقت کی حیثیت سے منظّم کرنے والی آبادی سے براہ راست مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ مخصوص، پبلک اقتدار ضروری ہے کیونکہ آبادی کی خود کام کرنے والی مسلح تنظیم سماج کی طبقات میں تقسیم کی وجہ سے ناممکن ہوگئی ہے...اس پبلک اقتدار کا وجود ہر ریاست میں ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلح لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے بلکہ مادی ضمیمے، جیل اور ہر قسم کے جبر و تشدد کے اداروں پر بھی، جن کے بارے میں قبائلی (جرگے والا) سماج جانتا تک نہیں تھا...."

اینگلز اس "طاقت" کے خیال کی وضاحت کرتے ہیں جس کو ریاست کہتے ہیں، ایسی طاقت جو سماج سے پیدا ہوئی ہے لیکن اپنے کو اس سے بالاتر رکھتی ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ بیگانہ ہوتی جاتی ہے۔ یہ طاقت خاص طور سے کس پر مشتمل ہے؟ یہ مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں پر مشتمل ہے جن کے زیر حکم جیل وغیرہ ہیں۔

ہم بجا طور پر مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں کا ذکر کر سکتے ہیں کیونکہ پبلک اقتدار جو ہر ریاست کی خصوصیت ہے مسلح آبادی کے ساتھ، اس کی "خود کام کرنے والی مسلح تنظیم" کے ساتھ "براہ راست مطابقت نہیں رکھتا"۔

تمام عظیم انقلابی مفکروں کی طرح اینگلز طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتے ہیں جس کو اس وقت پھیلی ہوئی تنگ نظری کم سے کم توجہ کے قابل، بہت ہی عام بات، ایسے تعصّبات کی

مقدس بنائی ہوئی سمجھتی ہے جو نہ صرف گہری جڑیں رکھتے ہیں بلکہ کہنا چاہئے افتاد زمانے سے پتھرا چکے ہیں۔ مستقل فوج اور پولیس ریاستی اقتدار کی قوت کا خاص آلہ کار ہیں۔ لیکن اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟

19 صدی کے آخر کے یورپی لوگوں کی غالب اکثریت کے نقطہ نظر سے جن کی طرف اینگلز کا تخاطب تھا اور جو نہ تو واحد بڑے انقلاب سے گذرے تھے اور نہ قریب سے اس کا مشاہدہ کیا تھا، اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔ ان کی سمجھ میں یہ بالکل نہیں آتا کہ " آبادی کی خود کام کرنے والی مسلح تنظیم " ہے کیا۔ اس سوال کے جواب میں کہ مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں (پولیس اور مستقل فوج) کو سماج سے بالاتر رکھنے اور اپنے آپ کو سماج سے بیگانہ کرنے کی کیا ضرورت ہوئی، مغربی یورپ اور روس کے تنگ نظر لوگ شوق سے چند جملے دہراتے ہیں جو انہوں نے اسپینسر یا میخائیلوفسکی سے مستعار لئے ہیں۔ وہ سماجی زندگی کی بڑھتی ہوئی پیچیدگیوں اور کاموں میں تفریق وغیرہ کا حوالہ دیتے ہیں۔

ایسا حوالہ " سائنسی " معلوم ہوتا ہے اور اہم اور بنیادی واقعہ یعنی نا قابل مصالحت طور پر متضاد طبقات میں سماج کی تفریق کو دھندلا بنا کر تنگ نظر آدمی کو مزے میں سلا دیتا ہے۔

اگر یہ تفریق نہ ہوتی تو " آبادی کے خود کام کرنے والی مسلح تنظیم " اپنی پیچیدگی، اپنی اعلیٰ ٹکنیکی سطح وغیرہ میں، ہاتھ میں لکڑیاں لئے بندروں کے غولوں کی ابتدائی تنظیم یا قدیم آدمیوں یا جرگوں میں متحد لوگوں کی تنظیم سے ممتاز ہوتی، لیکن ایسی تنظیم ممکن ہوتی۔

یہ ناممکن ہے کیونکہ مہذب سماج کی تفریق متضاد اور مزید براں نا قابل مصالحت طور پر متضاد طبقات میں ہے جن کی " خود کام کرنے والی " اسلحہ بندی کا نتیجہ ان کے درمیان مسلح جدو جہد ہوتا۔ ریاست پیدا ہوتی ہے 'خاص طاقت کی' مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں کی تخلیق کی جاتی ہے، اور ہر انقلاب ریاست کی مشینری کو تباہ کر کے ہمیں عریاں طبقاتی جدو جہد دکھاتا ہے، صاف طور پر یہ دکھاتا ہے کہ حکمران طبقہ کس طرح مسلح لوگوں کے مخصوص دستوں کو بحال کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کی خدمت کرتے ہیں اور کیسے مظلوم طبقہ اس قسم کی نئی تنظیم بنانے کی کوشش کرتا ہے جو استحصال کرنے والوں کے بجائے استحصال کے شکار لوگوں کی خدمت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اوپر کی بحث میں اینگلز نے وہی سوال نظریاتی طور پر اٹھایا ہے جو ہر عظیم انقلاب ہمارے سامنے عملی، صریحی اور مزید براں عوامی اقدام کے پیمانے پر اٹھاتا ہے یعنی مسلح لوگوں کے " مخصوص " دستوں اور " آبادی کی خود کام کرنے والی مسلح تنظیم " کے درمیان باہمی تعلقات کا سوال۔ ہم دیکھیں گے کہ اس سوال کی ٹھوس طور پر تصویر کشی یورپی اور روسی انقلابوں کے تجربے سے ہوتی ہے۔

لیکن ہم اینگلز کے بیان کی طرف واپس آتے ہیں۔

انہوں نے بتایا ہے کہ کبھی کبھی، مثلاً شمالی امریکہ کے بعض حصوں میں یہ پبلک اقتدار کمزور ہے (ان کے ذہن میں یہ سرمایہ دار سماج کا ایک کمیاب استثنٰی ہے اور شمالی امریکہ کے وہ حصے سامراج سے قبل کے دنوں کے ہیں جہاں آزاد نو آبادکاروں کا تسلط تھا) لیکن عام طور پر یہ زیادہ طاقت ور ہوتا جا رہا ہے:

> "....پبلک اقتدار اس حد تک بڑھتا ہے جتنے طبقاتی تضادات ریاست کے اندر زیادہ شدید ہوتے جاتے ہیں اور جس حد تک متصل ریاستیں زیادہ بڑی اور زیادہ آبادی والی ہوتی جاتی ہیں۔ ہمیں صرف موجودہ یورپ پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے جہاں طبقاتی جدوجہد اور فتوحات کے مقابلے نے پبلک اقتدار کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ وہ پورے سماج اور حتیٰ کہ ریاست تک کو ہڑپ کرنے کی دھمکی دے رہا ہے..."

یہ پچھلی صدی کی دسویں دہائی کی ابتدا میں ہی لکھا گیا ہے کیونکہ اینگلز کے آخری پیش لفظ پر 16 جون 1891 کی تاریخ ہے۔ اس وقت سامراج کی طرف موڑ_ ٹرسٹوں کے مکمل تسلط کے معنی میں، قادر مطلق بڑے بڑے بینکوں کے معنی میں اور بڑے پیمانے پر نو آبادیاتی پالیسی کے معنی میں وغیرہ وغیرہ_ صرف ابھی فرانس میں شروع ہو رہا تھا اور شمالی امریکہ اور جرمنی میں اور بھی کمزور تھا۔ تب سے "فتوحات کے مقابلے" نے زبردست قدم بڑھائے ہیں اور اس وجہ سے اور بھی کہ بیسویں صدی کی دوسری دہائی کی ابتدا میں دنیا ان "مقابلہ کرنے والے فاتحوں" میں یعنی عظیم لوٹ مار کرنے والی طاقتوں میں مکمل طور پر تقسیم ہو گئی ہے۔ اس وقت سے فوجی اور بحری اسلحہ بندی میں ناقابل یقین اضافہ ہوا ہے اور برطانیہ یا جرمنی کے دنیا پر تسلط حاصل کرنے کے لئے، لوٹ مار کی تقسیم کے لئے 1914-17 کی غارت گر جنگ نے نوبت یہاں تک پہنچا دی کہ بہیمانہ ریاستی اقتدار سماج کی تمام طاقتوں کو "ہڑپ" کر کے بالکل تباہ کر دے۔

اینگلز نے 1891 میں ہی یہ بتایا تھا کہ "فتوحات کا مقابلہ" عظیم طاقتوں کی خارجہ پالیسی کی ایک بہت ہی امتیازی خصوصیت ہے اور منحوس سوشل شاونزم نے 1914-17 میں جبکہ یہ مقابلہ کئی گنا زیادہ ہو گیا اور سامراجی جنگ کا سبب بنا "اپنی" بورژوازی کے قزاقانہ مفادات کی پشت پناہی "وطن کی مدافعت"، "ریپبلک اور انقلاب کی مدافعت" وغیرہ کی لفاظیوں سے کی!

ریاست__ مظلوم طبقے کے استحصال کا آلہ کار

سماج سے بالاتر رہنے والے مخصوص پبلک اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے ٹیکسوں اور ریاستی قرضوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اینگلز لکھتا ہے۔

".... پبلک اقتدار اور ٹیکس وصول کرنے کا اختیار رکھنے والے افسران سماج کے آلہ کار کی حیثیت سے سماج سے بالاتر بن جاتے ہیں۔ وہ آزادا ور رضا کارانہ عزت جو قبائلی (جرگے والے) سماج کے اداروں کو نصیب تھی ان کو مطمئن نہ کرتی، اگر ان کو حاصل بھی ہوسکتی..." ۔ افسروں کے تقدس اور عام قوانین سے بالاتر ہونے کے لئے مخصوص قوانین بنائے جاتے ہیں۔ "پولیس کا انتہائی معمولی ملازم" بھی جرگے کے نمائندے سے زیادہ "اختیار" رکھتا ہے لیکن کسی مہذب ریاست کی فوجی طاقت کے سربراہ کے لئے سماج کی وہ "بلا ڈنڈے کے زور کی عزت" قابل رشک ہے جو جرگے کے سردار کو حاصل ہوتی ہے۔

یہاں ریاستی اقتدار کے اداروں کی حیثیت سے افسروں کے خصوصی حقوق کا سوال اٹھایا جاتا ہے۔ خاص نکتہ یہ دکھایا گیا ہے کہ کیا بات ہے جو ان کو سماج سے بالاتر بناتی ہے؟ ہم دیکھیں گے کہ اس نظریاتی سوال کا 1871 میں پیرس کمیون نے عملی طور پر کس طرح جواب دیا اور 1912 میں کاؤتسکی نے رجعت پرست نقطہ نظر سے کس طرح اس کو دھندلا بنا دیا۔

"... کیونکہ ریاست طبقاتی تضادات کو محدود رکھنے کی ضرورت سے پیدا ہوئی، کیونکہ یہ ان طبقات کے درمیان تصادم کے دوران ہی پیدا ہوئی اسی لئے یہ ریاست عام قاعدے کے مطابق انتہائی طاقتور اور معاشی طور پر حکمراں طبقے کی ہوتی ہے جو ریاست کے ذریعہ سیاسی طور پر بھی حکمراں طبقہ بن جاتا ہے اور اس طرح مظلوم طبقے کو دبانے اور اس کا استحصال کرنے کے نئے ذرائع حاصل کر لیتا ہے..."

نہ صرف قدیم اور جاگیردارانہ ریاستیں غلاموں اور کسان غلاموں کے استحصال کے ادارے تھے بلکہ اسی طرح "موجودہ نمائندہ ریاست سرمائے کے ہاتھوں اجرتی محنت کے استحصال کا آلہ کار ہے۔ بہر حال، استثنٰی کے طور پر ایسے دور آتے ہیں جن میں لڑنے والے طبقات اتنی متوازن طاقت حاصل کر لیتے ہیں کہ ریاستی اقتدار کو کچھ وقت کے لئے دونوں طبقات سے اپنے تعلقات میں کسی حد تک خود مختاری حاصل ہو جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے درمیان ثالث کا رول ادا کرتا ہے..." ۔ 17 ویں اور 18 ویں صدیوں کی مطلق العنان شاہی سلطنتیں ایسی ہی تھیں، فرانس میں بوناپارٹ ازم کی پہلی اور دوسری سلطنتیں اور جرمنی میں بسمارک کی سلطنت۔

ہم اپنی طرف سے اضافہ کر سکتے ہیں کہ ریپبلکن روس میں کیرینسکی کی حکومت بھی ایسی ہی ہوگئی جب اس نے انقلابی پرولتاریہ پر ایسے وقت جبر و تشدد شروع کیا جب کہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کی قیادت کی وجہ سے سوویتیں بے بس ہو چکی ہیں اور بورژوازی ابھی تک اتنی مضبوط نہیں ہوئی ہے کہ ان کو منتشر کر سکے۔

اینگلز آگے چل کر کہتے ہیں:

جمہوری ریپبلک میں "دولت اپنی طاقت بالواسطہ استعمال کرتی ہے لیکن زیادہ اعتماد کے ساتھ "پہلے"

افسروں کو براہ راست رشوت دے کر" (امریکہ)، دوسرے " حکومت اور اسٹاک ایکس چینج کے اتحاد" کے ذریعہ (فرانس اور امریکہ)۔

آج کل سامراج اور بینکوں کے راج نے ہر طرح کی جمہوری ریپبلکوں میں دولت کی ہمہ گیر طاقت کو برقرار رکھنے اور رائج کرنے کے ان دونوں طریقوں کو غیر معمولی آرٹ کی حد تک "فروغ" دیا ہے۔ مثلاً اگر روسی جمہوری ریپبلک کے پہلے ہی مہینوں میں، بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ مخلوط حکومت میں "سوشلسٹوں" یعنی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی بورژوازی کے ساتھ شادی کے ماہ عسل میں ہی جناب پالچینسکی نے ان تمام میں توڑ پھوڑ کی جن کا مقصد سرمایہ داروں اور ان کی غارتگر کاروائیوں کو، جنگی ٹھیکوں کے ذریعہ ریاست کے خزانے کو لوٹنے کو روکنا تھا، اگر اس کے بود جناب پالچینسکی کو کابینہ سے استعفیٰ دینے پر (اور واقعی ان کی جگہ ایک اور شخص کو دیئے جانے پر جو بالکل پالچینسکی جیسا تھا) سرمایہ داروں نے ایک لاکھ 20 ہزار روبل سالانہ کی موٹی "ملازمت" دے دی ___ تو یہ سب کیا ہے؟ براہ راست یا بالواسطہ رشوت؟ حکومت اور سینڈیکیٹوں کا اتحاد یا "محض" دوستانہ تعلقات؟ چیرنوف اور تسرے تیلی، اوکسین تیف اور اسکوبیلیف جیسے لوگ اس میں کیا رول ادا کرتے ہیں؟ وہ خزانہ لوٹنے والے کروڑ پتیوں کے "براہ راست" اتحادی ہیں یا صرف بالواسطہ اتحادی؟

جمہوری ریپلک میں " دولت " کے ہمہ گیر اقتدار کے زیادہ پر اعتماد ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ سیاسی مشینری کی الگ الگ خامیوں پر، سرمایہ داری کے برے سیاسی چھلکے پر منحصر نہیں ہوتا۔ جمہوری ریپلک سرمایہ داری کے لئے بہترین امکانی سیاسی چھلکا ہے اور اسی لئے ایک بار سرمایہ اس بہترین چھلکے کی ملکیت حاصل کرنے کے بعد (پالچیسکنیوں، چیرنوفوں، تسرے تیلوں اینڈ کمپنی کے ذریعہ) اپنے اقتدار کو اتنے اعتماد، اتنے یقین کے ساتھ جماتا ہے کہ بورژوا جمہوری ریپلک میں اشخاص، اداروں یا پارٹیوں میں کوئی بھی تبدیلی اس کو نہیں ہلا سکتی۔

ہمیں اس بات کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے کہ اینگلز پورے بھروسے کے ساتھ عام حق رائے دہی کو بھی بورژوازی کے تسلط کا آلہ کہتے ہیں۔ جرمن سوشل ڈیموکریسی کے طویل تجربے کے پیش نظر ہی وہ کہتے ہیں کہ عام حق رائے دہی:

"مزدور طبقے کی پختگی کا پیمانہ ہے۔ موجودہ ریاست میں نہ تو وہ اس سے زیادہ دے سکتا ہے اور نہ کبھی دے گا"۔ ہمارے سوشلسٹ انقلابی اور منشویک جیسے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ اور ان کے سگے بھائی مغربی یورپ کے سارے سوشل شاؤنسٹ اور موقع پرست بھی اس عام حق رائے دہی سے ٹھیک اسی "زیادہ" کی توقع رکھتے ہیں۔ وہ خود اس خیال کے ہیں اور عوام کے دماغ میں بھی یہ غلط خیال بٹھاتے ہیں کہ " آج کی ریاست میں "عام حق رائے دہی واقعی اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ محنت کشوں کی اکثریت کی مرضی کا اظہار کر سکے اور زندگی میں اس کے

نفاذ کو مضبوط بنا سکے۔

ہم یہاں صرف اس غلط خیال کی طرف توجہ کر سکتے ہیں، صرف یہ دکھا سکتے ہیں کہ اینگلز کے بالکل صاف، ٹھیک اور ٹھوس بیان کو "سرکاری" (یعنی موقع پرست) سوشلسٹ پارٹیوں کے پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن میں ہر قدم پر مسخ کیا جاتا ہے۔ اس خیال کے سارے جھوٹ کی تفصیلی وضاحت جس کو اینگلز نے رد کر دیا ہے، ہمارے یہاں آگے چل کر "آج کی" ریاست کے بارے میں مارکس اور اینگلز کی رائے کے سلسلے میں کی گئی ہے۔

اینگلز نے اپنی رائے کے عام نتائج اپنی انتہائی مقبول عام تصنیف میں مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کئے ہیں:

"تو ریاست کا وجود ابد سے نہیں ہے۔ ایسے سماج بھی ہوئے ہیں جو اس کے بغیر بھی تھے، جو ریاست اور ریاستی اقتدار کا کوئی تصور نہ رکھتے تھے۔ معاشی ارتقاء کی ایک معینہ منزل پر، جو لازمی طور پر سماج کی طبقات میں تفریق سے منسلک تھی، ریاست اس تفریق کے باعث ضروری ہوگئی۔ اب ہم پیداوار کے ارتقاء کی ایسی منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں جس میں ان طبقات کا وجود نہ صرف ضروری نہیں رہے گا بلکہ پیداوار کے لئے براہ راست رکاوٹ بن جائے گا۔ طبقات اسی طرح لازمی طور پر غائب ہو جائیں گے جیسے وہ ماضی میں لازمی طور پر نمودار ہوئے تھے۔ طبقات کے غائب ہونے پر لازمی طور سے ریاست بھی غائب ہو جائے گی۔ سماج، جو پیداوار کرنے والوں کے آزاد اور مساوی اتحاد کی بناء پر پیداوار کو نئے طریقے سے منظّم کرے گا، ساری ریاستی مشینری کو اس کے صحیح مقام پر بھیج دے گا یعنی آثار قدیمہ کے میوزیم میں، چرخوں اور کانسے کی کلہاڑیوں کے پہلو میں"۔

ہمیں یہ اقتباس موجودہ سوشل ڈیموکریسی کے پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن کے لٹریچر میں کم نظر آتا ہے۔ لیکن جب کبھی یہ اقتباس ملتا ہے تو اس کا حوالہ زیادہ تر اس طریقے سے دیا جاتا ہے جیسے کوئی کسی مذہبی شبیہہ کے سامنے احترام سے جھکے یعنی اینگلز کے لئے رسمی طور پر احترام کا اظہار کیا جاتا ہے، اس بات کو سمجھنے کی کوشش کئے بغیر کہ اس انقلاب کا کیسی وسعت اور گہرائی سے اندازہ لگایا جاتا ہے جو اس "ساری ریاستی مشینری کو آثار قدیمہ کے میوزیم بھیجنے کا تصور پیش کرتا ہے۔ زیادہ تر یہ بھی نہیں سمجھا جاتا کہ اینگلز جس کو ریاستی مشینری کہتے ہیں وہ کیا چیز ہے۔

4۔ ریاست کا "رفتہ رفتہ مٹنا" اور تشدد آمیز انقلاب

ریاست کے "رفتہ رفتہ مٹنے" کے بارے میں اینگلز کے الفاظ اس قدر مشہور ہیں، ان کا اتنا زیادہ حوالہ دیا جاتا ہے اور وہ اتنی وضاحت کے ساتھ یہ دکھاتے ہیں کہ موقع پرستی میں مارکس ازم کے ساتھ جعل سازی کا نچوڑ کیا ہے کہ ہمیں ان پر تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہیے۔ ہم اس تمام بحث کو پیش کریں گے جس سے یہ الفاظ لئے گئے ہیں:

"پرولتاریہ ریاستی اقتدار پر قبضہ کر کے سب سے پہلے ذرائع پیداوار کو ریاستی ملکیت بناتا ہے لیکن اس طرح وہ پرولتاریہ کی حیثیت سے اپنے کو ختم کر لیتا ہے، سارے طبقاتی امتیاز اور طبقاتی تضاد ختم کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ریاست کو بھی ریاست کی حیثیت سے ختم کر دیتا ہے۔ جو سماج پہلے تھا اور اب بھی موجود ہے اس کو طبقاتی تضادات کے درمیان کارفرما ہوتے ہوئے ریاست کی ضرورت تھی یعنی استحصال کرنے والے طبقے کی ایک تنظیم کی تاکہ وہ پیداوار کی اپنی خارجی شرائط کو برقرار رکھ سکے اور اسی لئے، خاص طور سے، موجودہ طریقہ پیداوار کے متعین کئے ہوئے جبر و تشدد کے حالات میں (غلامی، کسان غلامی، اجرتی محنت) استحصال کے شکار طبقے کو جبریہ قائم رکھنے کے مقصد سے۔ ریاست مجموعی طور پر سارے سماج کی سرکاری نمائندہ تھی، مجسم کارپوریشن میں اس کا ارتکاز تھا۔ لیکن وہ ایسی صرف اس حد تک تھی جس حد تک وہ اس طبقے کی ریاست تھی جو اپنے دور کے لئے سارے سماج کا واحد ترجمان ہوتا تھا: قدیم زمانے میں وہ غلام دار شہریوں کی ریاست تھی، ازمنہ وسطی میں جاگیردار امراء کی اور ہمارے زمانے میں بورژوازی کی۔ اور جب آخر میں ریاست پورے سماج کی حقیقی نمائندہ بنتی ہے تو وہ اپنے آپ کو بے ضرورت بنا دیتی ہے۔ اس وقت سے جب کوئی ایسا سماجی طبقہ نہیں رہ جاتا جس کو دباؤ میں رکھنے کی ضرورت ہو، اس وقت سے جب طبقاتی حکمرانی اور پیداوار میں موجودہ نراج کی وجہ سے انفرادی وجود کی جدوجہد کے ساتھ وہ تصادم اور شدائد (انتہا پرستی) جو اس جدوجہد سے پیدا ہوتے ہیں، غائب ہو جاتے ہیں_ اس وقت سے کسی کو نہیں دبایا جائے گا اور دباؤ ڈالنے والی مخصوص طاقت، ریاست کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ پہلا اقدام جس کے ذریعہ ریاست حقیقت میں سارے سماج کی نمائندہ کی حیثیت سے سامنے آتی ہے_ سماج کی طرف سے ذرائع پیداوار کا مالک بن بیٹھنا ہے_ یہ ریاست کی حیثیت سے اس کا آخری آزاد اقدام بھی ہے_ سماجی تعلقات میں ریاستی اقتدار کی مداخلت یکے بعد دیگرے ہر شعبے میں بے ضرورت ہوتی جاتی ہے اور پھر خود ہی مر جاتی ہے۔ اشخاص کی حکومت کی جگہ چیزوں کا انتظام اور پیداواری عوامل کی رہنمائی لے لیتی ہے۔

ریاست "منسوخ" نہیں ہوتی بلکہ وہ رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے۔ اس بنیاد پر "آزاد عوامی ریاست" کے فقرے کے معنی کا اندازہ لگانا چاہیے، فقرہ جو ایجی ٹیشن کے نقطہ نظر سے کچھ وقت کے لئے بجا طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا اور آخری اندازے میں سائنسی طور پر ناموزوں تھا۔ اس بنیاد پر نام نہاد انارکسٹوں کے اس مطالبے کا بھی اندازہ لگانا چاہیے کہ ریاست کو بس فوراً منسوخ کر دیا جائے" ("اینٹی ڈیورنگ"۔ سائنس میں الٹ پلٹ، جو جناب ایوگیٹی ڈیورنگ کی تخلیق ہے" تیسرا جرمن ایڈیشن)۔

بلا کسی غلطی کے خوف کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اینگلز کی اس بحث سے، جو لا جواب خیالات سے مالا مال ہے، صرف ایک نکتہ موجودہ سوشلسٹ پارٹیوں میں سوشلسٹ خیال کا واقعی جزو بن چکا ہے یعنی یہ کہ بقول مارکس کے

ریاست ’’رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے‘‘ جو انارکسٹوں کے اس نظریے سے مختلف ہے کہ ریاست ’’منسوخ‘‘ ہو جاتی ہے۔ اس حد تک مارکس ازم کی کتر بیونت کرنے کا مطلب اس کو موقع پرستی تک گرا دینا ہے کیونکہ یہ "توضیح" ایک سست، ہموار اور رفتہ رفتہ تبدیلی کا، چھلانگوں اور طوفانوں کی غیر موجودگی کا صرف ایک بہت مبہم تصور پیدا کرتی ہے۔ ریاست کے "رفتہ رفتہ مٹنے" کا مطلب، رائج، عام طور پر پھیلے ہوئے اور اگر اس طرح کہا جا سکتا ہے، مقبول تصور کے لحاظ سے بلاشبہ اگر انقلاب سے انکار نہیں تو اس کو غیر واضح بنانا ضرور ہے۔

بہر حال ایسی "توضیح" مارکس ازم کو بھونڈے طریقے سے مسخ کرنا ہے جو صرف بورژوازی کے لئے مفید ہے۔ نظریاتی لحاظ سے اس کی بنیاد ایسے انتہائی اہم واقعات اور خیالات کو نظر انداز کرنے پر ہے جن کا حوالہ اینگلز کی "مختتم" بحث میں ہے جس کو ہم نے پورے کا پورا یہاں دے دیا ہے۔

اول اینگلز نے اس بحث کی ابتدا ہی میں کہا ہے کہ ریاستی اقتدار پر قبضہ جما کر پرولتاریہ "اس طرح ریاست کو ریاست کی حیثیت سے ختم کر دیتا ہے"۔ اس کا کیا مطلب ہے، اس کے بارے میں سوچنا "منظور نہیں" ہے۔ عام طور پر اس کو قطعی نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا اس کو اینگلز کی "ہیگلیائی کمزوری" سمجھا جاتا ہے۔ در اصل ان الفاظ میں ایک بہت ہی بڑے پرولتاری انقلاب کے تجربے کا، 1871 کے پیرس کمیون کے تجربے کا مختصر طور سے اظہار کیا گیا ہے جس کا ذکر ہم زیاد تفصیل سے مناسب جگہ پر کریں گے۔ دراصل اینگلز یہاں پرولتاری انقلاب کے ہاتھوں بورژوا ریاست کے "خاتمے" کے بارے میں بتاتے ہیں جبکہ ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے الفاظ کا تعلق سوشلسٹ انقلاب بعد پرولتاری ریاست کی باقیات سے ہے۔ اینگلز کے بیان کے مطابق بورژوا ریاست "رفتہ رفتہ مٹی" نہیں ہے بلکہ پرولتاریہ اس کو انقلاب کے دوران "ختم" کر دیتا ہے۔ اس انقلاب کے بعد جو رفتہ رفتہ مٹتا ہے وہ پرولتاری ریاست یا نیم ریاست ہے۔

دوسرے، ریاست ’’دباؤ کے لئے مخصوص طاقت ہے۔ اینگلز کی اس لاجواب تعریف میں اعلیٰ درجے کی گہرائی ہے اور اس کو انہوں نے بڑی صفائی سے پیش کیا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس "دباؤ" کے لئے مخصوص طاقت کی جگہ جس کے ذریعہ بورژوازی پرولتاریہ کو، مٹھی بھر امیر لوگ کروڑوں محنت کشوں کو دباتے ہیں، "دباؤ کے لیے اس مخصوص طاقت" کو لینا چاہئے جس کے ذریعہ پرولتاریہ (پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ) بورژوازی کو دبا سکے۔ "ریاست کی حیثیت سے ریاست کے خاتمے" کا ٹھیک یہی مطلب ہے۔ ٹھیک یہی "اقدام" ہے سماج کی طرف سے ذرائع پیداوار پر ملکیت حاصل کرنے کا۔ اور یہ بات خود واضح ہے کہ ایک (بورژوا) "مخصوص طاقت" کی جگہ دوسری (پرولتاری) "مخصوص طاقت" کو اس طرح لانا "رفتہ رفتہ مٹنے" کی صورت ممکن نہیں ہے۔

تیسرے، ریاست کے "رفتہ رفتہ مٹنے" اور اس سے بھی زیادہ تشریحی اور رنگین الفاظ میں "مرجانے" کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے اینگلز نے بہت صاف اور واضح طور پر اس دور کا حوالہ دیا ہو جو "سارے سماج کی طرف سے ذرائع پیداوار پر ریاست کے ملکیت حاصل کرنے" کے بعد آئے گا یعنی سوشلسٹ انقلاب کے بعد۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس وقت "ریاست" کی سیاسی شکل انتہائی مکمل جمہوریت ہوگی۔ لیکن کسی موقع پرست کے سر میں نہیں سماتا، جو بے شرمی سے مارکس ازم کو مسخ کرتے ہیں، کہ اینگلز یہاں جمہوریت کے "مرجانے" اور "رفتہ رفتہ مٹنے" کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ پہلی نظر میں تو عجیب سا لگتا ہے۔ لیکن یہ "ناقابل فہم" صرف ان لوگوں کے لئے ہے جنھوں نے یہ نہیں سوچا ہے کہ جمہوریت بھی ریاست ہوتی ہے اور اس طرح جب ریاست غائب ہوتی ہے اور تو جمہوریت بھی غائب ہوجاتی ہے۔ صرف انقلاب ہی بورژوا ریاست کو "ختم" کرسکتا ہے۔ عام طور پر ریاست یعنی انتہائی مکمل جمہوریت صرف "رفتہ رفتہ مٹ" سکتی ہے۔

چوتھے، اپنا یہ مشہور نظریہ مرتب کرنے کے بعد کہ "ریاست رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے" اینگلز فوراً ٹھوس طریقے سے وضاحت کرتے ہیں کہ یہ نظریہ موقع پرستوں اور انارکسٹوں دونوں کی مخالفت کے لئے ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اینگلز "ریاست رفتہ رفتہ مٹ جانے" کے نظریے کی بناء پر اس نتیجے کو اولیں جگہ دیتے ہیں جس کا رخ موقع پرستوں کے خلاف ہے۔

یہ بات شرط لگا کر کہی جا سکتی ہے کہ ان ہر دس ہزار لوگوں میں سے جنھوں نے ریاست کے "رفتہ رفتہ مٹنے" کے بارے میں پڑھا یا سنا ہے 9990 لوگ اس بات سے بالکل بے خبر ہیں یا ان کو یاد نہیں ہے کہ اینگلز نے اس نظریے سے اخذ کئے ہوئے اپنے نتائج کا رخ صرف انارکسٹوں کے خلاف نہیں رکھا ہے۔ اور بقیہ دس لوگوں میں سے نو "آزاد عوامی ریاست" کے معنی اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اس نعرے پر حملے کے معنی موقع پرستوں پر حملے کے معنی کیوں ہیں۔ تاریخ اسی طرح لکھی جاتی ہے! اسی طرح عظیم انقلابی تعلیم کو مخفی طور پر جھٹلایا جاتا ہے اور رائج تنگ نظری کے مطابق ڈھالا جاتا ہے۔ انارکسٹوں کے خلاف اخذ کیا ہوا نتیجہ ہزاروں بار دہرایا جا چکا ہے، اس کو بھونڈا بنایا گیا ہے، انتہائی چھچھوری صورت میں لوگوں کے دماغوں میں ٹھونسا گیا ہے اور اس نے ایک تعصب کی صورت اختیار کر لی ہے جبکہ موقع پرستوں کے خلاف نتیجے کو مبہم بنا کر "فراموش" کر دیا گیا ہے۔

آٹھویں دہائی میں جرمن سوشل ڈیموکریٹوں میں "آزاد عوامی ریاست" پروگرام والا مطالبہ اور چلتا ہوا نعرہ تھا۔ یہ نعرہ سیاسی مطلب سے بالکل عاری ہے سوائے اس کے کہ وہ جمہوریت کے نظریے کو شاندار عامیانہ طریقے سے پیش کرتا ہے۔ جس حد تک اس میں قانونی طور پر جمہوری ریپلک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس حد تک اینگلز اس کے استعمال کو "کچھ وقت کے لئے" ایجی ٹیشن کے نقطہ نظر سے "جائز" سمجھنے کو تیار ہو گئے۔ لیکن یہ موقع پرست

نعرہ تھا کیونکہ یہ نہ صرف بورژوا جمہوریت کے آرائش حسن کے لئے تھا بلکہ اس میں عام طور سے ہر ریاست پر سوشلسٹ تنقید کو سمجھنے میں ناکامی کا اظہار بھی تھا۔ سرمایہ دار نظام کے تحت پرولتاریہ کے لئے ریاست کی بہترین شکل کی حیثیت سے ہم جمہوری ریپلک کے حق میں ہیں لیکن ہمیں یہ بھولنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ انتہائی جمہوری بورژوا ریپلک میں بھی اجرت کی غلامی لوگوں کا نوشتہ تقدیر ہے۔ مزید یہ کہ ہر ریاست آزاد اور عوامی نہیں ہوتی ہے۔ مارکس اور اینگلز نے اس بات کی وضاحت بار بار اپنے پارٹی رفیقوں سے آٹھویں دہائی میں کی۔

پانچویں، اینگلز کی اسی تصنیف میں، جس کی ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی دلیل ہر ایک کو یاد ہے، ایک دلیل تشدد آمیز انقلاب کی اہمیت کے بارے میں بھی ہے۔ اینگلز نے اس کے تاریخی رول کا جو تجزیہ کیا ہے وہ تشدد آمیز انقلاب کا سچ سچ کا قصیدہ بن گیا ہے۔ اس کو " کوئی بھی یاد نہیں کرتا"۔ موجودہ سوشلسٹ پارٹیوں میں ان خیالات کی اہمیت کے بارے میں بات کرنا یا سوچنا بھی پسندیدہ نہیں ہے اور لوگوں کے درمیان روزمرہ کے پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور اس کے باوجود وہ ریاست کے " رفتہ رفتہ مٹنے " کے ساتھ لازمی لازمی طور پر مجموعی طور سے منسلک ہیں۔

یہ ہے اینگلز کی دلیل:

"... یہ بات کہ تشدد تاریخ میں ایک اور رول " (بدی کی طاقت کے علاوہ) " بھی ادا کرتا ہے یعنی ایک انقلابی رول، کہ مارکس کے الفاظ میں یہ ہر پرانے سماج کی دایہ ہے جو نئے سماج کی حاملہ ہوتی ہے، کہ تشدد ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ سماجی تحریک اپنا راستہ بناتی ہے اور وہ مردہ، پتھرائے ہوئے سیاسی پیکروں کو توڑ پھوڑ دیتی ہے _ اس کے بارے میں جناب ڈیورنگ کے یہاں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ وہ صرف آہوں اور کراہٹوں کے ساتھ اس بات کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں کہ استحصال کرنے والوں کی حکمرانی ختم کرنے کے لئے شاید تشدد کی ضرورت ہوگی _ افسوس کی بات ہے، کیونکہ، دیکھئے نا، تشدد کا ہر استعمال اس شخص کو بداخلاق بنا دیتا ہے جو اس کو استعمال کرتا ہے۔ اور یہ اس زبردست اخلاقی اور نظریاتی ابھار کے باوجود کہا جاتا ہے جو ہر فتح یاب انقلاب کا نتیجہ رہا ہے! اور یہ جرمنی میں کہا جاتا ہے، جہاں تشدد آمیز تصادم کا، جو عوام پر مسلط کیا جا سکتا ہے، کم از کم یہ فائدہ ہوا ہوتا کہ وہ اس غلامانہ ذہنیت کو دھو ڈالے جو قوم کے ذہن میں تیس سال جنگ (6) کی ذلت کی وجہ سے رچ بس گئی ہے۔ اور یہ پھیکا، غیر دلچسپ اور کمزور پادریوں جیسا طریقہ فکر اپنے کو تاریخ میں انتہائی انقلابی پارٹی پر مسلط کرنا چاہتا ہے"؟ (صفحہ 193، تیسرا جرمن ایڈیشن، حصہ 2 باب 4 کا آخر)۔

تشدد آمیز انقلاب کے اس قصیدے کو، جس کی طرف اینگلز نے 1878 سے اور 1894 تک یعنی اپنی موت کے وقت تک جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی توجہ مستقل طور پر دلائی، کیسے ریاست کے " رفتہ رفتہ مٹنے " کے

سے مربوط کیا جاسکتا ہے تاکہ واحد نظریہ بن جائے؟

عام طور پر دونوں کو متحد کیا جاتا ہے Electicism کی مدد سے یعنی بے اصول یا سوفسطائی من مانے طریقے سے (یا صاحبان اقتدار کو خوش کرنے کے لئے) کبھی ایک اور کبھی دوسری دلیل لے کر اور اگر زیادہ نہیں تو 100 میں سے 99 صورتوں میں "رفتہ رفتہ مٹنے" کے خیال کو صف اول میں رکھا جاتا ہے۔ جدلیات کی جگہ Electicism کو دی جاتی ہے۔ مارکس ازم کے تعلق سے موجودہ سرکاری سوشل ڈیموکریٹک لٹریچر میں یہ بہت ہی عام اور وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا مظہر ہے۔ اس طرح کی تبدیلی دراصل کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس کو یونان کے کلاسیکی فلسفے میں بھی دیکھا گیا ہے۔ موقع پرستانہ ڈھنگ سے مارکس ازم کو جھٹلانے کے لئے جدلیات کی جگہ Electicism کو رکھنا لوگوں کو دھوکہ دینے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔ اس سے پرفریب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ وہ عمل کے تمام پہلوؤں، ارتقاء کے سارے رجحانوں اور سب متضاد اثرات وغیرہ کو نظر میں رکھتا ہے جبکہ حقیقت میں وہ سماجی ارتقاء کے عمل کے سالم اور انقلابی خیال کو ذرا بھی نہیں پیش کرتا۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں اور آگے چل کر یہ زیادہ تفصیل سے بتائیں گے کہ تشدد آمیز انقلاب کے ناگزیر ہونے کے بارے میں مارکس اور اینگلز کے   کا تعلق بورژوا ریاست سے ہے۔ اس کو "رفتہ رفتہ مٹنے" کے ذریعہ پرولتاری ریاست (پرولتاری ڈکٹیٹر شپ) میں نہیں بدلا جا سکتا بلکہ عام قاعدے کے مطابق صرف تشدد آمیز انقلاب کے ذریعہ بدلا جاسکتا ہے۔ اینگلز نے اس کے اعزاز میں جو قصیدہ پیش کیا ہے اور جو مارکس کے متعدد بیانوں سے مطابقت رکھتا ہے (یاد کیجئے "فلسفے کا افلاس" اور "کمیونسٹ مینی فسٹو" کے آخری حصے جن میں فخر کے ساتھ کھلم کھلا تشدد آمیز انقلاب کے ناگزیر ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یاد کیجئے کہ مارکس نے تیس سال بعد 1875 کے گوتھا پروگرام (7) تنقید کرتے ہوئے کیا لکھا تھا جب انہوں نے اس پروگرام کی موقع پرستی پر سختی سے سرزنش کی ہے) _ یہ قصیدہ کسی طرح محض "جوش" محض ہیجانی تقریر یا کٹ حجتی نہیں ہے۔ باقاعدگی کے ساتھ عوام کو تشدد آمیز انقلاب کے اسی اور ٹھیک اسی خیال کی تربیت دینے کی ضرورت مارکس اور اینگلز کے پورے   کی بنیاد ہے۔ فی الحال رائج سوشل شاؤنسٹ اور کاؤتسکی والے رجحانات کی اس   سے غداری کا اظہار نمایاں طور پر اس سے ہوتا ہے کہ ان دونوں رجحانوں میں ایسے پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

تشدد آمیز انقلاب کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ پرولتاری ریاست بورژوا ریاست کو بدل دے۔ پرولتاری ریاست کا خاتمہ یعنی عام طور پر ریاست کا خاتمہ "رفتہ رفتہ مٹنے" کے عمل سے گزرے بغیر ناممکن ہے۔

ان خیالات کی تفصیلی اور ٹھوس وضاحت مارکس اور اینگلز نے ہر انقلابی صورت حال کے مطالعہ، ہر انقلاب کے تجربے کے سبقوں کے تجزیے کے دوران کی ہے۔ ہم اب اس طرف آئیں گے جو بلاشبہ ان کے   کا انتہائی اہم

حصہ ہے۔

دوسرا باب

ریاست اور انقلاب

1848_51 کا تجزیہ

1۔ انقلاب سے ماقبل

پختہ مارکس ازم کی پہلی تصانیف "فلسفے کا افلاس" اور "کمیونسٹ مینی فسٹو" 1848 کے انقلاب سے ذرا پہلے شائع ہوئیں۔ اسی سبب سے، مارکس ازم کے عام اصول پیش کرنے کے علاوہ وہ ایک حد تک اس وقت کی ٹھوس انقلابی صورت حال کی عکاسی کرتی ہیں۔ اسی لئے شاید اس کا جائزہ لینا زیادہ مناسب ہوگا کہ ان تصانیف کے خالقوں نے ریاست کے بارے میں 1848_51 کے تجربے سے نتائج اخذ کرنے سے فوراً پہلے کیا کہا ہے۔

طبقات کے خاتمے کے بعد ریاست کے غائب ہونے کے خیال کی ایسی عام تشریح کا اس تشریح سے مقابلہ کرنا سبق آموز ہوگا جو کمیونسٹ مینی فیسٹو میں دی گئی ہے جس کو مارکس اور اینگلز نے چند مہینے بعد یعنی نومبر 1874 میں لکھا تھا:

> ... پرولتاریہ کے ارتقا کے انتہائی عام ادوار کی تشریح کرتے ہوئے، ہم نے موجودہ سماج میں اس کم و بیش ڈھکی چھپی خانہ جنگی کا پتہ اس حد تک لگایا جہاں پہنچ کر یہ جنگ کھلے انقلاب کی شکل میں پھوٹ پڑتی ہے اور جہاں تشدد کے ساتھ بورژوازی کا تختہ الٹ کر پرولتاریہ اپنے تسلط کی بنیاد ڈالتا ہے...
>
> پرولتاریہ اپنے سیاسی تسلط کو اس لئے استعمال کرتا ہے ہ درجہ بدرجہ وہ سارا سرمایہ بورژوازی سے چھین لے، پیداوار کے سارے آلات و اوزار ریاست کے ہاتھوں میں مرکوز کر دے یعنی پرولتاریہ کے ہاتھوں میں جو حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظّم ہو اور جتنی جلد ممکن ہو مجموعی پیداواری طاقتوں کیں اضافہ کر دے۔ (صفحات، 37 ,31 ساتواں جرمن ایڈیشن، 1906)

یہاں ہم ریاست کے سوال پر مارکس ازم کے ایک بہت ہی لاجواب اور انتہائی اہم خیال کو کلیے کی صورت میں دیکھتے ہیں یعنی "پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ" کے خیال کو (جیسا کہ مارکس اور اینگلز اس کو پیرس کمیون کے

بعد کہنے لگے تھے) اور ریاست کی ایک بہت ہی دلچسپ تعریف کو بھی۔ یہ بھی مارکس ازم کے " بھولے بسرے الفاظ " میں شامل ہے۔ " ریاست یعنی حکمران طبقے کی حیثیت سے منظّم پرولتاریہ "۔

ریاست کی اس تعریف کی وضاحت سرکاری سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے رائج پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن کے لٹریچر میں کبھی نہیں کی گئی ہے۔ مزید براں، اس کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے کیونکہ یہ اصلاح پرستی سے ذرا بھی میل نہیں کھاتی اور " جمہوریت کے پرامن ارتقا " کے بارے میں عام موقع پرست تعصّبات اور تنگ نظر فریبوں کے منہ پر تھپڑ ہے۔

پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت ہے___ یہ سب موقع پرست، سوشل شاونسٹ اور کاؤتسکی والے دہراتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ مارکس کی تعلیم یہی ہے لیکن اس میں یہ اضافہ کرنا " بھول جاتے ہیں " کہ اول تو، مارکس کے کہنے کے مطابق پرولتاریہ کو صرف ایسی ریاست کی ضرورت ہے جو رفتہ رفتہ مٹ رہی ہے یعنی ریاست کی تشکیل اس طرح ہوئی ہو کہ وہ فوراً رفتہ رفتہ مٹنا شروع کرے اور سوائے اس کے کچھ اور نہیں کر سکتی ہو۔ اور دوسرے یہ کہ محنت کش لوگوں کو ضرورت ہے ایک " ریاست " " یعنی حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظّم پرولتاریہ " کی۔

ریاست طاقت کی ایک مخصوص تنظیم ہے، یہ تشدد کی ایک تنظیم ہے کسی نہ کسی طبقے کو دبانے کے لئے۔ پرولتاریہ کو کس طبقے کو دبانے کی ضرورت ہے؟ بے شک، صرف استحصال کرنے والے طبقے کو یعنی بورژوازی کو۔ محنت کش لوگوں کو ریاست کی ضرورت ہے صرف استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کو دبانے کے لئے، اور صرف پرولتاریہ اس دباؤ کی رہنمائی کر سکتا ہے، اس پر عمل کر سکتا ہے کیونکہ پرولتاریہ ہی صرف وہ طبقہ ہے جو مستقل طور پر انقلابی ہے، صرف یہی طبقہ جو تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کو بورژوازی کے خلاف جدوجہد کے لئے، اس کو بالکل ہٹا دینے کے لئے متحد کر سکتا ہے۔

استحصال کرنے والے طبقوں کو استحصال برقرار رکھنے کے لئے سیاسی تسلط کی ضرورت ہے یعنی عوام کی زبردست اکثریت کے خلاف بہت ہی حقیر اقلیت کے خودغرضانہ مفادات کے لئے۔ استحصال کے شکار طبقوں کو سیاسی تسلط کی ضرورت ہے تاکہ وہ ہر قسم کے استحصال کو بالکل ختم کر دیں یعنی موجودہ دور کے غلام مالکوں___ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل بہت ہی حقیر اقلیت کے خلاف لوگوں کی زبردست اکثریت کے مفادات کے لئے۔

پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں، ان نقلی سوشلسٹوں نے جو طبقاتی جدوجہد کی جگہ طبقاتی مصالحت کے خوابوں کو لائے، سوشلسٹ تبدیلی کا تصور بھی خواب کے انداز میں کیا___ استحصال کرنے والے طبقے کے تسلط کو ختم کرنے کے ذریعہ نہیں بلکہ اقلیت کی پرامن اطاعت کے ذریعہ اس اکثریت کے سامنے جو اپنے مقاصد کا پورا شعور رکھتی

ہے۔ یہ پیٹی بورژوا یوٹوپیا، جو لازمی طور پر اس خیال سے منسلک ہے کہ ریاست طبقات سے ماورا ہے، عملی طور پر محنت کش لوگوں کے طبقات کے مفادات سے غداری کی طرف لے جاتا تھا جیسا کہ مثال کے طور پر فرانس کے 1848 اور 1871 کے انقلابوں کی تاریخ نے اور 19 ویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی اابتداء میں برطانیہ، فرانس، اٹلی اور دوسرے ملکوں کی بورژوا وزارتوں میں "سوشلسٹ "شرکت کے تجربے نے دکھایا(8)۔

مارکس اپنی ساری زندگی اس پیٹی بورژوا سوشلزم سے لڑتے رہے جس کی تجدید اب روس میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی پارٹیوں نے کی ہے۔ مارکس نے اپنے طبقاتی جدوجہد کے کو مسلسل فروغ دیا، سیاسی اقتدار کے بارے میں، ریاست کے بارے میں تک۔

بورژوا تسلط کا تختہ صرف پرولتاریہ الٹ سکتا ہے، وہ مخصوص طبقہ جس کے وجود کے معاشی حالات اس کو اس فریضے کے لئے تیار کرتے ہیں اور اس کی تکمیل کے لئے امکان اور طاقت فراہم کرتے ہیں۔ جب کہ بورژوازی کسانوں اور تمام پیٹی بورژوا پرتوں کو توڑتی پھوڑتی اور منتشر کرتی ہے تو وہ پرولتاریہ کو متحد، مستحکم اور منظّم کرتی ہے۔ صرف پرولتاریہ ہی اس معاشی رول کی وجہ سے جو وہ بڑے پیمانے کی پیداوار میں ادا کرتا ہے اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ ان تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کا لیڈر بنے جن کا بورژوازی، اکثر پرولتاریہ سے کم نہیں بلکہ زیادہ استحصال کرتی ہے، دباتی اور کچلتی ہے لیکن وہ اپنی نجات کے لئے کسی خودمختارانہ جدوجہد کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

طبقاتی جدوجہد کا نظریہ جس کو مارکس نے ریاست اور سوشلسٹ انقلاب کے سوال کے لئے استعمال کیا ہے لازمی طور پر پرولتاریہ کے سیاسی تسلط، اس کی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرنے کی طرف لے جاتا ہے یعنی اس اقتدار کو جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو اور جس کی پشت پناہ براہ راست عوام کی مسلح طاقت ہو۔ بورژوازی کا تختہ صرف اسی طرح الٹا جا سکتا ہے کہ پرولتاریہ حکمراں طبقہ ہو جائے جو بورژوازی کی ناگزیر اور سخت مزاحمت کو کچلنے اور تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کو نئے معاشی نظام کے لئے منظّم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

پرولتاریہ کو ریاستی اقتدار کی ضرورت ہے، طاقت کی ایک مرکوز تنظیم کی، تشدد کی تنظیم کی تاکہ وہ استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کچلے اور سوشلسٹ معیشت کی " تنظیم " کے کام میں آبادی کی زبردست اکثریت کی_ کسانوں، پیٹی بورژوازی اور نیم پرولتاریہ کی رہنمائی بھی کر سکے۔

مزدوروں کی پارٹی کی تربیت کے ذریعہ مارکس ازم پرولتاریہ کے ہراول دستے کی تربیت کرتا ہے جو اقتدار سنبھالنے اور سارے عوام کو سوشلزم کی طرف لے جانے، نئے نظام کی رہنمائی اور تنظیم کرنے، بورژوازی کے بغیر اور بورژوازی کے خلاف اپنی سماجی زندگی کی تنظیم کے کام میں تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کا معلم،

رہنما اور لیڈر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے برعکس، آج کل جس موقع پرستی کا راج ہے وہ مزدوروں کی پارٹی کو اس طرح تربیت دیتی ہے کہ وہ مزدوروں کے ان نمائندوں کی پارٹی بن جاتی ہے جو عوام سے کٹے ہوئے ہیں اور زیادہ اچھی تنخواہ پاتے ہیں، جو سرمایہ دار نظام میں اچھی طرح "نباہ کرتے ہیں" اور اپنے اولیں پیدائشی حق کو روٹی کے ایک سوکھے ٹکڑے کے لئے بیچتے ہیں یعنی بورژوازی کے خلاف عوام کے انقلابی لیڈروں کی حیثیت سے اپنے رول سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔

مارکس کا یہ نظریہ ـ "ریاست حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظّم پرولتاریہ ہے" تاریخ میں پرولتاریہ کے انقلابی رول کے بارے میں ان کی ساری تعلیم سے اٹوٹ طور پر منسلک ہے۔ اس رول کی تکمیل پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ، پرولتاریہ کا سیاسی تسلط ہے۔

لیکن اگر پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت بورژوازی کے خلاف تشدد کی خاص تنظیم کی حیثیت سے ہے تو اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کیا ایسی تنظیم کی تخلیق کا تصور پہلے سے اس ریاستی مشینری کو ختم اور برباد کئے بغیر کیا جا سکتا ہے جس کو بورژوازی نے اپنے لئے تخلیق کیا تھا؟ "کمیونسٹ مینی فیسٹو" براہ راست اس نتیجے کی طرف لے جاتا ہے اور 1851_1848 کے انقلاب کے تجربے کے نتائج اخذ کرتے ہوئے مارکس اسی نتیجے کا ذکر کرتے ہیں۔

2۔ انقلاب کے نتائج

ریاست کے بارے میں ہماری دلچسپی کے موضوع سے متعلق مارکس نے 1851_1848 کے انقلاب سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل بحث میں دئے گئے ہیں جو "لوئی بونا پارٹ کا 18 واں بروميئر" نامی کتاب سے لی گئی ہے:

> "....لیکن انقلاب بنیادی چیز ہے۔ ابھی وہ تطہیر کے مدارج سے گزر رہا ہے۔ وہ قاعدے کے ساتھ اپنا کام کرتا ہے۔ 2 دسمبر 1851 تک "(لوئی بونا پارٹ سے حکومت کا تختہ الٹنے کے دن تک)" اس نے اپنے تیاری کے کام کا نصف حصہ پورا کر لیا تھا۔ اب وہ دوسرا حصہ پورا کر رہا ہے۔ پہلے اس نے پارلیمانی اقتدار کی تکمیل کی تا کہ اس کا تختہ الٹنے کا امکان فراہم ہو سکے۔ اس وقت جبکہ یہ کام اس نے کر لیا ہے وہ انتظامی اقتدار کی تکمیل میں لگ گیا ہے، اس کو انتہائی خالص مظہر بنا رہا ہے، اس کو الگ کر کے واحد مدعا کی حیثیت سے اپنے خلاف بنا رہا ہے تا کہ اس کے خلاف تباہی کی ساری طاقتیں مرکوز کر سکے" (خط کشیدہ ہمارا ہے)۔" اور جب انقلاب اپنے

ابتدائی کام کا یہ دوسرا نصف کر لے گا تو یورپ اپنی جگہ سے اٹھے گا اور تعریف کے ساتھ کہے گا واہ واہ، تم نے کمال کیا، بڑے میاں!

> یہ انتظامی اقتدار اپنی زبردست نوکر شاہی اور فوجی تنظیم کے ساتھ، اپنی پیچیدہ اور پرفن ریاستی مشینری کے، مع اپنے پانچ لاکھ افسروں کی فوج کے اور ان کے علاوہ پانچ لاکھ سپاہیوں کی فوج کے، یہ زبردست طفیل خورا جسم جس نے سارے فرانسیسی سوسائٹی کو اپنے جال میں لپیٹ لیا ہے اور اس کے تمام مسامات کو بند کر دیا ہے، مطلق العنان شاہی کے زمانے میں جاگیردار نظام کے زوال کے ساتھ ساتھ ابھرا تھا، زوال جس کو اس جسم نے تیز کرنے میں مدد دی"۔ پہلے فرانسیسی انقلاب نے مرکزیت کو فروغ دیا، "لیکن بیک وقت اس نے سرکاری اقتدار کی وسعت، خصوصیات اور ایجنٹوں کی تعداد میں اضافہ کیا۔ نپولین نے اس ریاستی مشینری کی تکمیل کی"۔ جائز شاہی اور جولائی کی شاہی نے "اس میں محنت کی اور زیادہ تقسیم کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا ....
>
> "....آخر میں، انقلاب کے خلاف اپنی جدوجہد میں پارلیمانی ریپلک اس بات پر مجبور ہوئی کہ وہ جبر وتشدد کے اقدامات کے ساتھ سرکاری اقتدار کے وسائل اور مرکزیت کو مضبوط بنائے۔ سارے انقلابیوں نے اس مشینری کو توڑنے کی بجائے اس کو مکمل بنایا" (خط کشیدہ ہمارا ہے)۔ "ان کی پارٹیوں نے جنہوں نے ایک دوسرے کو ہٹا کر تسلط کے لئے جدوجہد کی اس زبردست ریاستی ڈھانچے پر قبضہ کو اپنی فتح کا خاص مال غنیمت سمجھا (لوئی بوناپارٹ کا 18 واں برومئیر۔ صفحات 98_99، چوتھا ایڈیشن، ہیمبرگ، 1907)۔

اس لاجواب بحث میں مارکس ازم نے بمقابلہ " کمیونسٹ مینی فسٹو" کے ایک زبردست قدم آگے بڑھایا۔ مؤخرالذکر میں ریاست کے سوال کو اس وقت تک بہت ہی مجرد طریقے پر، انتہائی عام مفہوم اور الفاظ میں پیش کیا گیا تھا۔ مندرجہ بالا اقتباس میں اس سوال کو انتہائی ٹھوس طریقے پر لیا گیا اور نتیجہ بہت ہی ٹھیک، واضح اور عملی طور پر صریحی ہے کہ سارے پچھلے انقلابوں نے ریاستی مشینری کو مکمل بنایا جبکہ اس کو توڑنا، پاش پاش کرنا چاہیے تھا۔

یہ نتیجہ ریاست کے مارکسی میں خاص اور بنیادی نکتہ ہے۔ اور ٹھیک اسی بنیادی نکتے کو حکمراں سرکاری سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں نے نہ صرف بالکل فراموش کیا بلکہ دراصل دوسری انٹرنیشنل کے سب سے ممتاز نظریہ داں کارل کاؤتسکی نے اس کو مسخ کیا (جیسا کہ ہم بعد میں دیکھیں گے)۔

’’کمیونسٹ مینی فیسٹو‘ نے تاریخ کے عام نتائج پیش کئے ہیں جو ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ ریاست کو طبقاتی حکمرانی کا ادارہ سمجھیں، اور ہم کو اس ناگزیر نتیجے کی طرف لے جاتے ہیں کہ پرولتاریہ پہلے سے سیاسی اقتدار حاصل

کئے بغیر، سیاسی تسلط حاصل کئے بغیر، ریاست کو ’’حکمران طبقے کی حیثیت سے منظّم پرولتاریہ‘‘ میں تبدیل کئے بغیر بورژوازی کا تختہ نہیں الٹ سکتا اور یہ پرولتاری ریاست اس کی فتح کے بعد فوراً ہی رفتہ رفتہ مٹنے لگے گی کیونکہ ایسے سماج میں ریاست بے ضرورت ہے اور اس کا وجود ممکن نہیں جس میں طبقاتی تضادات نہ ہوں۔ یہ سوال کہ آیا تاریخی ارتقا کے نکتہ نظر سے بورژوا ریاست کی جگہ پرولتاری ریاست کیسے لے، یہاں نہیں اٹھایا گیا۔

یہ سوال مارکس نے 1852 میں اٹھایا اور اس کا جواب دیا۔ اپنے جدلیاتی مادیت کے فلسفے پر یقین رکھتے ہوئے مارکس نے 1848 سے 1851 تک کے انقلاب کے عظیم برسوں کے تاریخی تجربے کو اپنی بنیاد بنایا۔ یہاں بھی، تمام دوسری جگہوں کی طرح مارکس کا نظریہ تجربے سے اخذ کیا ہوا نتیجہ ہے جو گہرے فلسفیانہ عالمی نکتہ نظر اور تاریخ کے زبردست علم سے روشن ہے۔

ریاست کے سوال کو ٹھوس طریقے سے پیش کیا گیا ہے: کیسے بورژوا ریاست، بورژوازی کے تسلط کے لئے ضروری ریاستی مشینری تاریخی طور پر وجود میں آئی؟ اس میں کیا تبدیلیاں ہوئیں، بورژوا انقلاب کے دوران اور مظلوم طبقوں کے خودمختارانہ اقدام کے دوبدو اس کا ارتقا کیسے ہوا؟ اس ریاستی مشینری کے تعلق سے پرولتاریہ کے فریضے کیا ہیں؟

مرکوز ریاستی اقتدار جو بورژوا سماج کی خصوصیت ہے مطلق العنانی کے زوال کے دور میں ظہور میں آیا۔ دو ادارے __ نوکر شاہی اور مستقل فوج اس ریاستی مشیری کی بڑی خصوصیات ہیں۔ مارکس اور اینگلز نے اپنی تصانیف میں بار بار یہ دکھایا ہے کہ ہزاروں رشتوں کے ذریعہ یہ ادارے بورژوازی ہی سے کس طرح متعلق ہیں۔ ہر مزدور کا تجربہ اس رشتے کو انتہائی واضح اور موثر طریقے سے دکھاتا ہے۔ اپنے تلخ تجربے سے مزدور طبقہ اس رشتے کو پہچاننا سیکھتا ہے۔ اسی لئے وہ اس نظریے کو جو اس رشتے کی ناگزیریت کا اظہار کرتا ہے اتنی آسانی سے سمجھ لیتا ہے، اور اس پر مضبوطی سے عبور حاصل کر لیتا ہے، اس نظریہ کو جس سے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ یا تو اپنی جہالت اور لاپروائی سے انکار کرتے ہیں یا اور زیادہ لاپروائی سے ’’عام طور پر‘‘ تسلیم کرتے ہیں لیکن مناسب عملی نتائج اخذ کرنا بھول جاتے ہیں۔

نوکر شاہی اور مستقل فوج بورژوا سماج بورژوا سماج کے جسم پر ’جونک‘ کی طرح ہیں، ایسی جونک جو سماج کو چھلنی کرنے والے اندرونی تضادات کی تخلیق ہے، لیکن یہی جونک اس کے تمام زندہ مسامات کو ’’گھونٹ‘‘ دیتی ہے۔ کاؤتسکی والی موقع پرستی جواب سرکاری سوشل ڈیموکریسی میں پھیلی ہوئی ہے اس خیال کو کہ ریاست ایک طفیل خورا ادارہ ہے، انارکزم کی خاص اور غیر معمولی خصوصیت سمجھتی ہے۔ یہ قدرتی بات ہے کہ مارکس ازم کی یہ توڑ مروڑ ان تنگ نظر لوگوں کے لئے بے حد موزوں ہے جنہوں نے "وطن کے دفاع" کے نظریے کو استعمال کر کے سامراجی

جنگ کو بجا قرار دینے اور سوشلزم کو بظاہر سجا بنا کر پیش کرتے ہوئے اسے ان سنی اور شرمناک حد تک گرا دیا ہے۔ بلاشبہ یہ نظریات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا ہے۔

سارے بورژوا انقلابوں کے دوران، جو یورپ میں جاگیردارانہ نظام کے زوال کے وقت وقوع پذیر ہوئے، ان میں نوکرشاہی اور فوجی مشینری کا ارتقا، تکمیل اور مضبوطی ہوئی۔ خصوصاً بڑی حد تک اس مشینری کے ذریعہ پیٹی بورژوازی ہی بڑی بورژوازی کی طرف کھینچتی اور اس کی ماتحت بن جاتی ہے جو کسانوں، چھوٹے کاریگروں اور تاجروں وغیرہ کی اوپری پرتوں کو نسبتاً آرام دہ، پرسکون اور معزز جگہیں دے کر ان کو عام لوگوں سے بلند کرتی ہے۔ روس میں 27 فروری 1917 کے بعد (9) چھ مہینوں میں جو کچھ ہوا اس کی مثال لیجئے۔ وہ سرکاری ملازمتیں جو پہلے ترجیحی طور پر سیاہ صد والوں دی جاتی تھیں اب کیڈٹوں (10) منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کا مال غنیمت بن گئی ہیں۔ کسی نے واقعی سنجیدہ اصلاحات کرنے کے بارے میں سوچا ہی نہیں۔ " آئین ساز اسمبلی کے انعقاد تک " ان کو ملتوی کرنے اور آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کو رفتہ رفتہ جنگ کے بعد تک ملتوی رکھنے کی ہر کوشش کی گئی لیکن لوٹ کی تقسیم میں، وزیروں، نائب وزیروں اور گورنر جنرلوں وغیرہ کی گدیاں سنبھالنے میں کوئی تاخیر نہیں کی گئی، اور کسی آئین ساز اسمبلی کا انتظار نہیں کیا گیا! حکومت کی تشکیل میں جو تال میل کا کھیل کھیلا گیا ہے اس کا مافیہ "لوٹ" کی اس تقسیم اور تقسیم نو کا اظہار ہے جو اوپر اور نیچے، سارے ملک میں، مرکزی اور مقامی انتظام کے ہر شعبے میں ہو رہی ہے۔ 27 فروری سے 27 اگست 1917 تک کے چھ مہینوں کے معروضی نتائج بلاشبہ یہ ہیں: اصلاحات کا التوا، سرکاری ملازمتوں کی تقسیم اور کچھ اور تقسیم نو کے ذریعہ تقسیم کی "غلطیوں" کی تصحیح۔

لیکن نوکرشاہی مشینری کی " تقسیم نو" مختلف بورژوا اور پیٹی بورژوا پارٹیوں میں (مثال کے طور پر روس میں کیڈیٹوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں میں) جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ مظلوم طبقوں اور ان کے سربراہ پرولتاریہ کے لئے سارے بورژوا سماج کی طرف ان کی اٹل مخاصمت صاف ہوتی جاتی ہے۔ یہاں سے تمام بورژوا پارٹیوں کے لئے، حتی کہ ان میں انتہائی جمہوری اور "انقلابی جمہوری" پارٹیوں کے لئے بھی یہ ضرورت پیدا ہوتی ہے کہ وہ انقلابی پرولتاریہ کے خلاف اپنے جابرانہ اقدام تیز کر دیں، جبر وظلم کی مشینری یعنی اسی ریاستی مشینری کو زیادہ مضبوط بنائیں۔ واقعات کی یہ رو انقلاب کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ریاستی اقتدار کے خلاف " تباہی کی تمام طاقتوں کو مرکوز کر دے " اور اپنے سامنے یہ فریضہ رکھے کہ وہ ریاستی مشنیری کو بہتر نہیں بنائے گا بلکہ اس کو توڑے گا اور تباہ کریگا۔

یہ کوئی منطقی بحث نہ تھی بلکہ واقعات کا حقیقی ارتقا1801_1848 کا حقیقی تجربہ تھا جس نے فریضے کو اس طرح پیش کرنے کی طرف رہنمائی کی۔ مارکس کس حد تک سختی کے ساتھ تاریخی تجربے کی ٹھوس بنیاد پر قائم رہے اس

کو اس واقعہ سے دیکھا جاسکتا ہے کہ 1802 میں انہوں نے ابھی اس کے بارے میں ٹھوس سوال نہیں اٹھایا تھا کہ تباہ کی جانے والی ریاستی مشنیری کی جگہ کون سی چیز لے گی۔ تجربے نے اس سوال کے لئے اس وقت تک مواد نہیں فراہم کیا تھا جس کو تاریخ نے بعد کو 1871 میں ایجنڈے پر رکھا۔ 1802 میں حقیقی تاریخی مشاہدے کی صحت کے ساتھ بس یہی ثابت کیا جاسکا کہ پرولتاری انقلاب ریاستی اقتدار کے خلاف" تباہی کی تمام طاقتیں مرکوز کرنے"، ریاستی مشنیری کو "توڑ دینے" کے فریضے تک قریب پہنچ گیا ہے۔

یہاں سوال اٹھ سکتا ہے، کیا مارکس کے تجربے، مشاہدات اور نتائج کا عام طور پر اطلاق کرنا، ان کو ایسے حدود پر منطبق کرنا جو فرانس کے تین برسوں، 1851_1848 کی تاریخ سے کہیں زیادہ وسیع ہیں، صحیح ہوگا؟ اس سوال کی چھان بین سے پہلے ہم اینگلز کے ایک ریمارک کا ذکر کریں گے اور پھر واقعات کا جائزہ لیں گے۔ "اٹھارویں برومیر" کے تیسرے ایڈیشن کے پیش لفظ میں اینگلز نے لکھا۔

" فرانس ایسا ملک ہے جہاں کسی دوسرے ملک سے زیادہ ہر بار تاریخی طبقاتی جدوجہد فیصلہ کن انجام تک چلی۔ فرانس میں ان بدلتے ہوئے سیاسی ڈھانچوں نے اپنی نمایاں چھاپ چھوڑی جن کے اندر یہ طبقاتی جدوجہد چلی اور جن کے اندر اس کے نتائج کا اظہار ہوا۔ ازمنہ وسطی میں جاگیردار نظام کے مرکز، نشاۃ ثانیہ سے یکساں پرت دارشاہی کے مثالی ملک، فرانس نے عظیم انقلاب میں جاگیردار نظام کو ڈھادیا اور ایسی کلاسیکی صفائی رکھنے والی خالص بورژوا حکمرانی قائم کی جو یورپ کے کسی دوسرے ملک میں نہیں تھی۔ اور حکمراں بورژوازی کے خلاف سر اٹھاتے ہوئے پرولتاریہ کی جدوجہد نے یہاں ایسی شدت اختیار کی جو کسی دوسرے ملک میں نہیں پائی جاتی ہے (صفحہ 1907,4 کا ایڈیشن)۔ آخری ریمارک پرانا ہوچکا ہے 1871 سے فرانسیسی پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد میں وقفہ ہوا ہے، یہ وقفہ لمبا ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ اس امکان کو خارج نہیں کرتا کہ آنے والے پرولتاری انقلاب میں فرانس یہ دکھائے کہ طبقاتی جدوجہد کو آخر تک پہنچانے میں وہ کلاسیکی ملک ہے۔

آیئے، ہم انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں ترقی یافتہ ملکوں کی تاریخ پر ایک عام نظر ڈالیں۔ ہم دیکھیں گے کہ یہی عمل زیادہ سست رفتار سے، زیادہ مختلف شکلوں میں اور زیادہ وسیع میدان میں جاری رہا، ایک طرف "پارلیمانی اقتدار" کی ترتیب ریپبلکن ملکوں (فرانس، امریکہ، سوئٹزلینڈ میں) اور شاہی ملکوں (برطانیہ، ایک حد تک جرمنی میں، اٹلی اور اسکینڈی نیویائی ملکوں وغیرہ میں) دونوں میں کی جارہی تھی، دوسری طرف مختلف بورژوا اور پیٹی بورژوا پارٹیوں میں جو ملازمتوں کی "لوٹ" کی تقسیم اور تقسیم نو کرتی تھیں، اقتدار کی جدوجہد بورژوا نظام کی بنیادوں میں تبدیلی کئے بغیر چلتی رہی اور آخر میں "انتظامی اقتدار"، اس کی نوکرشاہی اور فوجی مشنیری کی تکمیل اور مضبوطی کی جارہی تھی۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ خصوصیات عام طور پر سرمایہ دار ملکوں کے سارے جدید ترین ارتقا میں مشترک ہیں۔ تین برسوں (1848_51) میں فرانس نے تیز رفتار، شدید، مرکوز صورت میں ارتقا کے ان ہی عوامل کا اظہار کیا ہے جو ساری سرمایہ دار دنیا کی خصوصیت ہیں۔

خاص طور سے سامراج نے جو بینک والے سرمائے کا دور، بہت بڑی بڑی سرمایہ دار اجارے داریوں کا دور، اجارے دارانہ سرمایہ داری سے بڑھ کر ریاستی اجارے دارانہ سرمایہ داری بننے کا دور ہے "ریاستی مشینری" کی غیر معمولی مضبوطی اور پرولتاریہ کے خلاف جبر وتشدد کے اقدامات کو زیادہ شدید بنانے کے تعلق سے شاہی اور انتہائی آزاد رپبلکن ملکوں دونوں میں نوکر شاہی اور فوجی مشنیری میں بے مثال اضافے کا اظہار کیا ہے۔

عالمی تاریخ اس وقت بلاشبہ 1852 کی بہ نسبت بے نظیر بڑے پیمانے پر ریاستی مشینری کی "تباہی" کے لئے پرولتاری انقلاب کی "تمام طاقتوں کو مرکوز" کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ پرولتاریہ اس کی جگہ پر کیا لائے گا اس کے بارے میں پیرس کیمون نے بہت ہی سبق آموز مواد فراہم کیا ہے۔

3۔ مارکس نے 1802 میں سوال کو کیسے پیش کیا

1908 میں میرنگ نے رسالہ "NeueZeit" (11)(جلد 25، 2، صفحہ 164) میں مارکس کے اس خط کے اقتباسات شائع کئے جو انہوں نے مارچ کو ویئد یمیئر کو لکھا تھا۔ اس خط میں اور باتوں کے علاوہ یہ لاجواب دلیل بھی تھی: "اور اب جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے لئے اس میں کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے کہ میں نے موجودہ سماج میں طبقات کے وجود کا یا ان کے درمیان جدوجہد کا انکشاف کیا۔ مجھ سے بہت پہلے بورژوا ماہرین معاشیات نے طبقات کے معاشی ڈھانچے کی تشریح کی تھی۔ جو نئی بات میں نے کی وہ یہ ثابت کرنا تھا: (1) کہ طبقات کا وجود صرف پیدوار کے ارتقا کے خاص تاریخی ادوار سے منسلک ہے (historische Entwicklungsphasen der Produktion)، (2) کہ طبقاتی جدوجہد لازمی طور پر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی طرف لے جاتی ہے، (3) کہ یہ ڈکٹیٹر شپ خود تمام طبقات کے خاتمے اور غیر طبقاتی سماج تک عبور پر ہی مشتمل ہوتی ہے...."

ان الفاظ میں مارکس بہت ہی صفائی کے ساتھ یہ اظہار کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ اول، ان کے اپنے نظریے اور بورژوازی (اس پیراگراف کا دوسرے ایڈیشن میں اضافہ کیا گیا ہے) کے نمایاں اور بہت ہی گہرے مفکروں کے نظریے میں کیا خاص اور بنیادی فرق ہے اور دوسرے، کے بارے میں اپنے نظریے کا نچوڑ۔ یہ اکثر کہا اور لکھا جاتا ہے کہ مارکس کے نظریے کا خاص نکتہ طبقاتی جدوجہد ہے۔ لیکن یہ غلط ہے اور اسی غلطی

کا نتیجہ اکثر مارکس ازم کی موقع پرست توڑ مروڑ اور بورژوازی کے لئے قابل قبول جذبے میں اس کا روپ بدلنا ہوتا ہے۔ کیونکہ طبقاتی جدوجہد کے نظریے کی تخلیق مارکس نے نہیں کی ہے بلکہ مارکس سے پہلے بورژوازی نے کی اور اگر عام طور پر کہا جائے تو یہ بورژوازی کے لئے قابل قبول ہے۔ جو لوگ صرف طبقاتی جدوجہد کو تسلیم کرتے ہیں وہ ہنوز مارکس کے حامی نہیں ہیں، ممکن ہے کہ وہ ابھی بورژوا خیالات اور بورژوا سیاست کے حدود سے باہر نہیں نکلے ہیں۔ مارکس ازم کو طبقاتی جدوجہد کے نظریہ تک محدود کرنا، مارکس ازم کو کاٹنا پیٹنا، اس کو اس حد تک گرانا ہے کہ وہ بورژوازی کے لئے قابل قبول بن جائے۔ مارکسی سوچ کا حامی صرف وہی ہے جو طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو پھیلا کر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے اعتراف تک لے جاتا ہے۔ اسی میں مارکس وادی اور معمولی پیٹی (اور بڑے) بورژوا کے درمیان بہت گہرا فرق ہے۔ یہی وہ کسوٹی ہے جس پر مارکس ازم کی حقیقی مفاہمت اور اعتراف کو پرکھنا چاہئے۔ اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جب یورپ کی تاریخ نے مزدور طبقے کو عملی طور پر اس سوال سے دوچار کیا تو نہ صرف سب موقع پرست اور اصلاح پرست بلکہ سب کاؤتسکی والے بھی (اصلاح پرستی اور مارکس ازم کے درمیان مذبذب لوگ) پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی تردید کرنے والے افسوسناک تنگ نظر لوگ اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ ثابت ہوئے۔ کاؤتسکی کا پمفلٹ "پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ" جو اگست 1918 میں شائع ہوا، یعنی موجودہ کتاب کے ایڈیشن کے بہت دن بعد، مارکس ازم کی پیٹی بورژوا توڑ مروڑ اور عملی طور پر اس سے ذلیل کنارہ کشی کی مثال ہے جب کہ مکاری سے زبانی طور پر اس کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے میرا پمفلٹ "پرولتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی"، پیٹروگراد اور ماسکو، 1918)۔

موجودہ موقع پرستی، اپنے خاص ترجمان، سابق مارکس وادی کارل کاؤتسکی کی صورت میں اس کردار نگاری سے بالکل مطابقت رکھتی ہے جو مارکس نے اوپر دیئے ہوئے حوالے میں بورژوا پوزیشن کی کی ہے، کیونکہ یہ موقع پرستی طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو بورژوا تعلقات کے دائرے تک محدود رکھتی ہے۔ (اور اس دائرے میں، اس کے حدود کے اندر، واحد تعلیم یافتہ اعتدال پرست بھی "اصولی طور پر" طبقاتی جدوجہد تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرے گا)! موقع پرستی طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو سب سے اہم بات یعنی سرمایہ دار نظام سے کمیونزم تک عبور کے دور تک، بورژوازی کا تختہ الٹنے اور اس کا مکمل خاتمہ کرنے کے دور بڑھا کر نہیں لے جاتی۔ درحقیت یہ دور ناگزیر طور پر بے نظیر تشدد آمیز طبقاتی جدوجہد اور اس کی بے نظیر شدید اشکال کا دور ہے اور نتیجے میں اس دور میں ریاست کو لازمی طور پر نئے ڈھنگ کی جمہوریت کی ریاست (پرولتاریہ اور عام طور بے جائیداد لوگوں کے لئے) اور نئے ڈھنگ کی ڈکٹیٹرشپ کی ریاست (بورژوازی کے خلاف) ہونا چاہئے۔

آگے_مارکس کے ریاست کے پران ہی لوگوں نے قدرت حاصل کی جو یہ سمجھتے ہیں کہ واحد طبقے کی

ڈکٹیڑشپ نہ صرف عام طور پر ہر طبقاتی سماج کے لئے ضروری ہے، نہ صرف پرولتاریہ کے لئے جس نے بورژوازی کا تختہ الٹ دیا ہے، بلکہ اس پورے تاریخی دور کے لئے بھی ضروری ہے جو سرمایہ دار نظام کو "غیر طبقاتی سماج" سے، کمیونزم سے الگ کرتا ہے۔ بورژوا ریاستوں کی صورتیں بہت ہی مختلف ہیں لیکن ان کا مافیہ ایک ہی ہے: یہ تمام ریاستیں، ان کی صورت چاہے جو ہو، آخری تجزیے میں ناگزیر طور پر بورژوازی کی ڈکٹیڑشپ ہیں۔ سرمایہ داری سے کمیونزم تک عبور، بے شک، بڑی افراط کے ساتھ نوع بنوع سیاسی صورت پیش کرے گا لیکن ان کا مافیہ لازمی طور ایک ہی ہوگا: پرولتاریہ کی ڈکٹیڑشپ۔

تیسرا باب

ریاست اور انقلاب۔

1871 کے پیرس کمیون کا تجربہ۔

مارکس کا تجزیہ

1 ۔ کمیون والوں کی ہیروازم کس بات میں ہے؟

یہ تو اچھی طرح ہے کہ 1870 کی خزاں میں، کمیون سے چند مہینے پہلے، مارکس نے پیرس کے مزدوروں کو انتباہ کیا تھا کہ حکومت کا تختہ الٹنے کی کوئی بھی کوشش مایوس کن حماقت ہوگی (12)۔ لیکن جب مارچ 1871 میں مزدورں کو فیصلہ کن جنگ کے لئے مجبور کر دیا گیا اور انہوں نے اس کو منظور کر لیا، جب بغاوت واقعہ بن گئی تو مارکس نے پرولتاری انقلاب کا بری علامتوں کے باوجود انتہائی جوش کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ مارکس نے "ناوقت" تحریک کی مذمت کرنے کا اصول پرستانہ رویہ نہیں اختیار کیا جیسا کہ مارکس ازم کے بدنام روسی غدار پلیخانوف نے کیا جس نے نومبر 1905 میں مزدورں اورر کسانوں کی جدوجہد کی ہمت افزئی کے لئے لکھا اور دسمبر 1905 کے بعد اعتدال پرست انداز میں شور مچانے لگا "اسلحہ سنبھالنے کی ضرورت نہ تھی۔"

بہرحال مارکس صرف کمیون والوں کی ہیروازم کے مداح نہ تھے جنھوں نے ان کے قول کے مطابق "آسمانوں پر دھاوا بول دیا تھا"۔ حالانکہ عوامی انقلابی تحریک اپنا مقصد نہ حاصل کر سکی لیکن انہوں نے اس کو ایک ایسا تاریخی تجربہ سمجھا جو بڑی اہمیت کا حامل تھا، اس کو عالمی پرولتاری انقلاب کی کچھ پیش قدمی اور ایسا عملی قدم سمجھا جو سینکڑوں پروگراموں اور دلیلوں سے زیادہ اہم تھا۔ مارکس نے اس تجربے کا تجزیہ کرنے، اس سے طریقہ کار کے

سبق حاصل کرنے اور اس کی روشنی میں اپنے پر نظرِ ثانی کرنے کا مقصد اپنے سامنے رکھا۔ وہ واحد "تصحیح" جو مارکس نے "کمیونسٹ مینی فسٹو" میں ضروری سمجھی انہوں نے پیرس کمیون والوں کے انقلابی تجربے کی بنا پر کی۔

"کمیونسٹ مینی فسٹو" کے نئے جرمن ایڈیشن کے آخری پیش لفظ پر دونوں مصنفوں کے دستخط اور 24 جون 1872 کی تاریخ ہے۔ اس پیش لفظ میں مصنفوں، کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز نے کہا ہے کہ "کمیونسٹ مینی فسٹو" کا پروگرام "جگہ بجگہ پرانا ہوگیا ہے" اور آگے چل کر کہتے ہیں"

...خاص طور سے کمیون نے یہ ثابت کیا کہ "مزدور طبقہ محض بنی بنائی ریاستی مشینری پر قبضہ کر کے اس کو اپنے مقاصد کے لئے نہیں استعمال کر سکتا"..."

مصنفوں نے وہ الفاظ جو اس اقتباس کے دوسرے واوین میں ہیں مارکس کی کتاب "فرانس میں خانہ جنگی" سے لئے ہیں۔

اس طرح پیرس کمیون کے ایک بنیادی اور خاص سبق کو مارکس اور اینگلز نے ایسی اہمیت کا حامل خیال کیا کہ اس کو انہوں نے "کمیونسٹ مینی فسٹو" میں ایک اہم تصیح کی حیثیت سے جگہ دی۔ یہ بات غیر معمولی طور پر کرداری ہے اسی اہم تصیح کو موقع پرستوں نے توڑ مروڑ دیا ہے اور اس کے معنی اگر 99 فیصدی نہیں تو 90 فیصدی "کمیونسٹ مینی فسٹو" کے پڑھنے والوں کے لئے واضح نہیں ہیں۔ ہم اس توڑ مروڑ پر آگے چل کر زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالیں گے، ایک باب میں جو خاص طور سے توڑ مروڑ والی باتوں کے لئے وقف ہوگا۔ یہاں صرف اس پر توجہ کرنا کافی ہوگا کہ مارکس کے جس مشہور بیان کا حوالہ یہاں دیا گیا ہے اس کی رائج اور بھونڈی "توضیح" یہ ہے کہ گویا مارکس نے یہاں سست رفتار ارتقا کے خیال پر، اقتدار پر قبضہ جمانے وغیرہ کے بجائے زور دیا ہے۔

درحقیقت، واقعہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ مارکس کا خیال یہ ہے کہ مزدور طبقے کو "بنی بنائی ریاستی مشینری" پر قبضہ کرنے تک اپنے کو محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اس کو توڑنا اور پاش پاش کر دینا چاہیئے۔

12 اپریل 1871 کو یعنی ٹھیک کمیون کے زمانے میں مارکس نے کوگیلمان کو لکھا۔

"...اگر تم میرے "18 ویں برومیر" آخری باب دیکھو تو پاؤ گے کہ میں نے اعلان کیا ہے کہ فرانسیسی انقلاب کی آئندہ کوشش پہلے کی طرح یہ نہ ہوگی کہ کہ نوکرشاہی اور فوجی مشینری ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہنچائی جائے بلکہ اس کو پاش پاش کرنے کی ہوگی" (خط کشیدہ مارکس کے ہیں۔ مسودے میں Zerbrecen ہے) "اور براعظم پر ہر حقیقی عوامی انقلاب کے لئے یہی ابتدائی شرط ہے۔ اور پیرس میں ہمارے جری کامریڈ اسی کے لئے کوشاں ہیں" ("Neue Zeit" جلد 1,20 صفحہ 1901-1902,709)۔ (کوگلیمان کے نام مارکس کے خطوط روسی میں کم از کم دو ایڈیشنوں میں شائع ہوئے ہیں جن میں ایک کی ایڈیٹنگ میں نے کی اور پیش

لفظ لکھا۔)

" نوکرشاہی اور فوجی مشینری کو پاش پاش کرنے " کے الفاظ ریاست کے تعلق سے انقلاب کے بارے دوارن پرولتاریہ کے فریضوں کے بارے میں مارکس ازم کے خاص سبق کا مختصر طور سے اظہار کرتے ہیں۔ اور اسی سبق کو ہی نہ صرف مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا بلکہ اس کو مارکس ازم کی کاؤتسکی والی رائج "توضیح" سے صاف صاف توڑا مروڑا گیا۔

جہاں تک مارکس کے "18 ویں برومیر " کے حوالے کا سوال ہے ہم نے متعلقہ اقتباس کو اوپر پورے طور پر پیش کیا ہے۔

مارکس کی مندرجہ بالا بحث میں دو نکتوں کی طرف خاص طور سے توجہ دینا دلچسپ ہوگا۔ اول، انہوں نے اپنے نتیجے کو براعظم تک محدود رکھا ہے۔ یہ 1871 میں سمجھ میں آنے والی بات تھی جب کہ برطانیہ ہنوز خالص سرمایہ دار ملک کا نمونہ تھا لیکن بلا کسی فوجی گروہ اور بڑی حد تک بلا نوکرشاہی کے۔ اس لئے مارکس نے برطانیہ کو خارج کردیا، جہاں انقلاب، حتیٰ کہ عوامی انقلاب "بنی بنائی ریاستی مشیری" کو تباہ کرنے کی ابتدائی شرط کے بغیر ممکن معلوم ہوتا اور واقعی ممکن ہوتا۔

آج 1917 میں، پہلی عظیم سامراجی جنگ کے وقت، مارکس نے جو پابندی لگائی تھی اس کا نفاذ نہیں رہا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ دونوں جو ساری دنیا میں اینگلوسیکسن " آزادی" کے سب سے بڑے اور آخری نمائندے اس معنی میں تھے کہ وہ کوئی فوجی گروہ اور نوکرشاہی نہیں رکھتے تھے، بالکل ان نوکرشاہی اور فوجی ادرواں کے کل یورپی گندے اور خون آشام دلدل میں پھنس گئے ہیں جو ہر چیز کو اپنا ماتحت بنا رہے ہیں اور دبا رہے ہیں۔ آج، برطانیہ اور امریکہ میں بھی "ہر حقیقی عوامی انقلاب کی ابتدائی شرط""بنی بنائی ریاستی مشینری " کو پاش پاش کرنا اور تباہ کرنا ہے (جو ان ملکوں میں 1917-1914 کے برسوں میں تیار کرکے " یورپی" (عام سامراجی) تکمیل تک پہنچائی گئی) دوسرے، مارکس کے اس بہت ہی گہرے ریمارک کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے کہ نوکرشاہی اور فوجی ریاستی مشینری کو تباہ کرنا" ہر حقیقی عوامی انقلاب کی ابتدائی شرط ہے"۔ مارکس کی زبان سے "عوامی" انقلاب کا خیال عجیب معلوم ہوتا ہے اور روسی پلیخانوف والے اور منشویک، استروو ے کے وہ پیرو جو مارکس وادی کہلانے کے خواہاں ہیں ممکن ہے یہ اعلان کردیں کہ یہ مارکس کے " قلم سے غلطی سے نکل گیا ہے"۔ انہوں نے مارکس ازم کو ایسے کھوکھلے اعتدال پرست توڑ مروڑ تک پہنچادیا ہے کہ ان کے لئے بورژوا انقلاب اور پرولتاری انقلاب کے مقابلہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں رہ گیا اور اس تضاد کی توضیح بھی وہ بہت بے جان طریقے سے کرتے ہیں۔

اگر ہم بیسویں صدی کے انقلابوں کو مثال کے طور پر لیں تو ہم کو یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑے گی کہ پرتگال اور ترکی دونوں کے انقلاب بورژوا انقلاب ہیں۔ بہر حال ان میں کا کوئی بھی "عوامی" انقلاب نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کسی میں عوام کی کثیر تعداد، ان کی بڑی اکثریت سرگرمی اور خود مختاری سے اپنے معاشی اور سیاسی مطالبات لے کر نمایاں حد تک بھی میدان میں نہیں آتی۔ اس کے برعکس، حالانکہ 1905-1907 کے روسی بورژوا انقلاب نے ایسی "شاندار" کامیابیوں کا مظاہرہ نہیں کیا جو کبھی کبھی پرتگال اور ترکی کے انقلابوں کو نصیب ہوئیں لیکن وہ بلاشبہ "حقیقی عوامی" انقلاب تھا کیونکہ عوام کی بڑی تعداد، ان کی اکثریت، سب سے "نچلے" سماجی لوگ جو جبر وتشدد اور استحصال سے کچلے ہوئے تھے خود مختاری سے اٹھے اور انقلاب کے سارے دھارے پر اپنے مطالبات کی، اس پرانے سماج کی جگہ جو برباد کیا جا رہا تھا اپنے طریقے سے نئے سماج کی تعمیر کے لئے اپنی کوششوں کی چھاپ لگا دی۔

1871 میں یورپ میں، براعظم کے کسی بھی ملک میں پرولتاریہ عوام کی اکثریت پر مشتمل نہ تھا۔ حقیقی طور پر اکثریت کو اپنی تحریک میں کھینچ لینے والا "عوامی" انقلاب اسی وقت ایسا بن سکتا ہے جب وہ پرولتاریہ اور کسانوں دونوں کو اپنے میں سمیٹ لے۔ اس وقت ان دو طبقوں پر "عوام" مشتمل تھے۔ یہ دونوں طبقات اس بات سے متحد ہو گئے ہیں کہ "نوکر شاہی اور فوجی ریاستی مشینری" ان پر جبر وتشدد کرتی، کچلتی ہے اور ان کو لوٹتی کھسوٹتی ہے۔ اس مشنیری کو پاش پاش کرنا، اس کو توڑنا "عوام" کے زیادہ تر کسانوں کے مفاد میں ہے، یہی غریب ترین کسانوں اور پرولتاریہ کے آزاد اتحاد کی "ابتدائی شرط" ہے، جب کہ ایسے اتحاد کے بغیر جمہوریت ناپائیدار اور سوشلسٹ تشکیل نو ناممکن ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ پیرس کمیون ایسے اتحاد کے لئے راستہ بنا رہا تھا حالانکہ وہ متعدد داخلی اور خارجی حالات کی وجہ سے اپنے مقصد تک نہ پہنچ سکا۔

لہٰذا "حقیقی عوامی انقلاب" کا ذکر کرتے ہوئے مارکس نے، پیٹی بورژوا کی خصوصیات کو ذرا بھی فراموش کئے بغیر (ان کے بارے میں انہوں نے بہت اور اکثر کہا)، 1871 میں یورپ کے براعظم کے زیادہ تر ملکوں میں طبقوں کے توازن کا سختی سے حساب لگایا۔ دوسری طرف انہوں نے کہا کہ ریاستی مشنیری کو "پاش پاش کرنے" کی ضروت مزدوروں اور کسانوں دونوں کے مفاد میں ہے، یہ ان کو متحد کرتی ہے، اور ان کے سامنے "جونک" کو ہٹا کر کوئی نئی چیز لانے کا مشترکہ فریضہ رکھتی ہے۔

تو آخر کیا چیز لانا ہے؟

2۔ توڑی ہوئی ریاستی مشنیری کی کیا جگہ کیا چیز لائی جائے؟

1847 میں مارکس نے " کمیونسٹ مینی فسٹو" میں اس کا جو جواب دیا ہے وہ اس وقت خالص مجرد تھا بلکہ زیادہ صحیح یہ کہنا ہوگا کہ یہ ایسا جواب تھا جو فرائض کو دکھاتا تھا لیکن ان کو پورا کرنے کے طریقے نہیں بتاتا تھا۔ " کمیونسٹ مینی فسٹو" میں یہ جواب دیا گیا تھا کہ " حکمران طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی تنظیم "، " جمہوریت کی جیت " اس مشنیری کو بدلے گی۔ مارکس نے یوٹو پیا میں نہ پڑ کر یہ توقع کی کہ عام تحریک کا تجربہ اس سوال کا جواب فراہم کرے گا کہ حکمراں طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی یہ تنظیم کون سی ٹھوس صورتیں اختیار کرے گئی اور کس ٹھیک طریقے سے یہ تنظیم سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ مستقل " جمہوریت کی جیت " سے متحد ہوگی۔

کمیون کا تجربہ چاہے جتنا کم تھا لیکن مارکس نے اپنی کتاب " فرانس میں خانہ جنگی " میں اس کا بڑی توجہ کے ساتھ تجزیہ کیا۔ ہم اس تصنیف میں سے اہم ترین حوالے پیش کر رہے ہیں:

> ’’ازمنہ وسطی میں پیدا ہو کر 19 ویں صدی میں " مرکوز ریاستی اقتدار کا مع اپنے ہمہ جائی اداروں، مستقل فوج، پولیس، نوکرشاہی، کلیسا اور عدالتوں " کے ارتقا ہوا۔ سرمایہ اور محنت کے درمیان طبقاتی دشمنی کے ارتقا کے ساتھ " ریاستی اقتدار نے زیادہ سے زیادہ محنت کو دبانے کے لئے سماجی اقتدار کا کردار، طبقاتی تسلط کی مشنیری کا کردار اختیار کیا۔ ہر انقلاب کے بعد، جو طبقاتی جدو جہد میں آگے کی طرف ایک نمایاں قدم ہوتا ہے، ریاستی اقتدار کا خالص جبر و تشدد کا کردار زیادہ سے زیادہ کھلتا جاتا ہے " 1847 1849 کے انقلاب کے بعد ریاستی اقتدار " محنت کے خلاف سرمائے کا قومی جنگی ہتھیار بن گیا " اور سلطنت ثانی نے اس کو استوار کیا۔ "
>
> " سلطنت کا براہ راست تضاد کمیون تھا "۔ " یہ ایسی ریپلک کی معین شکل تھا جو نہ صرف طبقاتی تسلط کی شاہی شکل کو ہٹانے والی تھی بلکہ خود طبقاتی تسلط کو بھی۔... " پرولتاریہ سوشلسٹ ریپلک کی یہ " معین " شکل کس پر مشتمل تھی؟ وہ کون سی ریاست تھی جس کی اس نے تخلیق شروع کی؟ " کمیون کا پہلا فرمان تھا مستقل فوج کا خاتمہ اور اس کی جگہ پر مسلح عوام کو لانا۔ " اب یہ مطالبہ ہر اس پارٹی کے پروگرام میں نظر آتا ہے جو اپنے کو سوشلسٹ کہنا چاہتی ہے۔ لیکن ان کے پروگراموں کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا اظہار ہمارے سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے طور طریقوں سے سب اچھی طرح ہوتا ہے جنھوں نے 27 فروری کے انقلاب کے فورا بعد ہی اس مطالبے کی تکمیل سے عملی طور پر انکار کر دیا۔
>
> " کمیون کی تشکیل شہری نمائندواں سے ہوئی تھی جو پیرس کے مختلف انتخابی حلقوں سے عام ووٹ

> کے ذریعہ منتخب کئے گئے تھے۔ ظاہر ہے ان ممبروں کی اکثریت مزدوروں یا طبقے کے تسلیم شدہ نمائندوں پر مشتمل تھی....
>
> " ..... پولیس جو اس وقت تک ریاستی حکومت کا آلہ کار تھی فوراً اپنے تمام سیاسی عوامل سے محروم کر دی گئی اور کمیون کے ذمے دار ادارے میں تبدیل کر دی گئی جس کو ہر وقت بدلا جا سکتا تھا.. سرکاری انتظام کی تمام دوسری شاخوں کے افسروں کی بھی یہی صورت ہوئی.... کمیون کے ممبروں سے لے کر اوپر سے نیچے تک پبلک خدمات کے تمام ممبروں سے لے کر اوپر سے نیچے تک پبلک خدمات کے تمام کام مزدوروں کی اجرت پر کرنے تھے۔ اعلیٰ سرکاری افسروں کے لئے ہر طرح کی خصوصی رعایتیں اور نمائندگی کے لئے رقموں کی ادائیگی ان اعلیٰ افسروں کے ساتھ ہی غائب ہو گئیں....
>
> ایک بار مستقل فوج اور پولیس سے چھٹکارا حاصل کر کے جو پرانی حکومت کی ٹھوس طاقت کے آلات تھے، کمیون نے فوراً اس کو لیا کہ روحانی جبر و تشدد کے ہتھیار، پادریوں کی طاقت کو توڑ دیا جائے... عدالتی افسران کی نام نہاد خود مختاری ختم کر دی گئی.... آئندہ ان کا انتخاب کھلا ہونا تھا اور وہ جواب دہ اور قابل تبدیلی تھے.....

اس طرح کمیون توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ جو تبدیلی لایا وہ ''صرف'' بھرپور جمہوریت معلوم ہوتی تھی: مستقل فوج کا خاتمہ، تمام افسروں کا انتخاب اور تمام ذمے دار لوگوں کو واپس بلانے کا اختیار۔ لیکن حقیقت میں اس ''صرف'' کا مطلب ایک طرح کے اداروں کی جگہ اصولی طور پر دوسری قسم کے اداروں کے آنے کی زبردست تبدیلی ہے۔ یہاں پر بالکل ٹھیک ''مقدار کے کوالٹی میں عبور'' ایک واقعہ ہے: جمہوریت، جس کا نفاذ اس حد تک انتہائی بھرپور اور متواتر طریقے سے کیا جاتا ہے جس حد تک ہم عام طور پر اس کا تصور کر سکتے ہیں، بورژوا جمہوریت سے پرولتاری جمہوریت میں تبدیل ہو جاتی ہے، ریاست (یعنی کسی مخصوص طبقے کو دبانے کے لئے ایک مخصوص طاقت) سے کسی ایسی چیز میں جواب ریاست نہیں رہی ہے۔

بورژوازی کو دبانے اور اس کی مزاحمت کو کچلنے کی اب بھی ضرورت رہتی ہے۔ کمیون کے لئے یہ خاص کر ضروری تھا اور اس کی شکست کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس نے اس کو کافی عزم کے ساتھ نہیں کیا۔ بہرحال یہاں دباؤ ڈالنے والا ادارہ آبادی کی اکثریت ہے نہ کہ اقلیت جیسا کہ ہمیشہ غلامی، کسانوں غلامی اور اجرت کی غلامی میں ہوتا آتا تھا۔ چونکہ لوگوں کی اکثریت خود اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو دباتی ہے اس لئے دباؤ ڈالنے کے لئے "خاص طاقت" کی اب ضرورت نہیں رہتی اس معنی میں ریاست رفتہ رفتہ مٹنا شروع ہوتی ہے۔ خاص رعایات رکھنے والی اقلیت کے مخصوص اداروں (مخصوص رعایتیں رکھنے والے افسران اور مستقل فوج کے افسران اعلی) کی

جگہ، اکثریت خود یہ سب فرائض انجام دے سکتی ہے اور جتنے زیادہ سارے عوام ریاستی اقتدار کے فرائض انجام دیتے ہیں اتنا ہی کم اس اقتدار کے وجود کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

اس سلسلے میں کمیون کے مندرجہ ذیل اقدامات، جن پر مارکس نے زور دیا ہے، خاص طور پر قابل توجہ ہیں نمائندگی کے لئے ہر طرح کی رقوم کی ادائیگی کی منسوخی اور افسران کے لئے تمام مالی رعایتوں کا خاتمہ، ریاست کے تمام ملازمین کے کام کے معاوضے کو "مزدوروں کی اجرت" گھٹا دینا۔ یہاں بورژوا جمہوریت سے پرولتاری جمہوریت کی طرف، جبر وتشدد کرنے والوں کی جمہوریت سے مظلوم طبقات کی جمہوریت کی طرف ریاست سے جو مخصوص طبقے پر دباؤ ڈالنے کے لئے "مخصوص طاقت" ہے، عوام کی اکثریت۔ مزدوروں اور کسانوں کی موڑ زیادہ نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اور ریاست کے بارے میں اسی اہم نکتے سے متعلق مارکس کے سبق بالکل بھلا دیے گئے ہیں عام بیانات میں جن کی تعداد بے شمار ہے، اس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی جاتی ہے جیسے وہ کسی پرانی قسم کی "معصومیت" ہو، جیسے عیسائیوں نے جب ان کے مذہب کو ریاستی مذہب کی حیثیت مل گئی، ابتدائی عیسائیت کی معصومیت کو مع اس کی جمہوری انقلابی اسپرٹ کے "بھلا دیا"۔

اعلی ریاستی افسروں کی تنخواہیں گھٹانا" محض "معصوم، ابتدائی جمہوریت کا مطالبہ معلوم ہوتا ہے۔ تازہ ترین موقع پرستی کے ایک "بانی"، سوشل ڈیموکریٹ ایڈورڈ برنشٹائن نے متعدد بار "ابتدائی" جمہوریت پر بھونڈا بورژوا تمسخر کیا ہے۔ تمام موقع پرستوں کی طرح اور موجودہ کاؤتسکی والوں کی طرح، وہ بالکل نہ سمجھ سکا کہ اول تو سرمایہ دار نظام سے سوشلزم تک عبور "ابتدائی" جمہوریت کی طرف کچھ "مراجعت" کئے بغیر ناممکن ہے (کیونکہ اس کے سوا پھر آبادی کی اکثریت اور اس کے بعد ساری آبادی کیسے ریاستی فرائض کی تکمیل میں حصہ لے سکتی ؟)، اور دوسرے، سرمایہ دار نظام اور سرمایہ دار کلچر پر مبنی "ابتدائی جمہوریت" وہی ابتدائی جمہوریت نہیں ہے جو ماقبل تاریخ یا ماقبل سرمایہ داری کے زمانوں میں تھی۔ سرمایہ دار کلچر نے بڑے پیمانے کی پیداوار، فیکٹریوں، ریلوے لائنوں، ڈاک اور ٹیلی فون وغیرہ کی تخلیق کی ہے اور اس بنیاد پر پرانے "ریاستی اقتدار" کے زیادہ تر فرائض اتنے سادہ ہو گئے ہیں اور ان کو اس حد تک رجسٹری، ریکارڈ کرنے اور جانچ کرنے کے انتہائی سادہ کاموں تک پہنچایا جا سکتا ہے کہ ہر خواندہ آدمی ان کو کر سکے، وہ بہت آسانی سے معمولی "مزدوروں کی اجرت" پر کئے جا سکیں اور ان فرائض کو مخصوص رعایتوں کے ہر شائبے سے، "افسرانہ شان" کے ہر شائبۓ سے عاری کیا جا سکتا ہے (اور کرنا چاہئے)۔

بلا استثنیٰ تمام افسران کا انتخاب اور کسی وقت بھی ان کو واپس بلانے کا اختیار، ان کی تنخواہوں کو معمولی "مزدوروں کی اجرت" تک گھٹانا۔ یہ سادہ اور "بدیہی" جمہوری اقدامات مزدوروں اور کسانوں کی اکثریت کے

مفادات کو مکمل طور سے متحد کرتے ہوئے ایسے پل کا کام بھی کرتے ہیں جو سرمایہ دار نظام سے سوشلزم کو جاتا ہے۔ اقدامات کا تعلق ریاستی، سماج کی خالص سیاسی تنظیم نو سے ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہ اپنے مکمل معنی اور اہمیت صرف "غاصبوں کی جائداد ضبط" کرنے کے سلسلے میں اختیار کرتے ہیں اب کہ اس پر عمل کیا جا رہا ہو یا اس کی تیاری کی جا رہی ہو یعنی ذرائع پیداوار کی سرمایہ دارنہ نجی ملکیت میں تبدیلی کے سلسلے میں۔ مارکس نے لکھا "...کمیون نے اخراجات کی دو سب سے بڑی وجھوں_ فوج اور افسر شاہی کو ختم کر کے تمام بورژوا انقلابوں کے نعرے یعنی سستی حکومت کو، حقیقت بنا دیا۔" کسانوں میں سے، پیٹی بورژوازی کے دوسرے پرتوں میں سے بھی، ایک بہت ہی حقیر اقلیت بورژوا معنی میں "چوٹی تک بلند ہوتی ہے"، "آگے بڑھتی ہے" یعنی خوش حال لوگوں میں، بورژوا میں یا محفوظ اور مخصوص رعایتیں رکھنے والے افسروں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ہر سرمایہ دار ملک میں جہاں کسان ہیں (اور ایسے سرمایہ دار ملکوں کی اکثریت ہے) ان کی وسیع اکثریت پر حکومت جبر و تشدد کرتی ہے اور وہ حکومت کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اس کی تکمیل صرف پرولتاریہ ساتھ ہی کر سکتا ہے اور اس کو کرتے ہوئے پرولتاریہ ساتھ ہی ریاست کی سوشلسٹ تنظیم نو کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔

3۔ پارلیمانیت کا خاتمہ

مارکس نے لکھا "...کمیون کو پارلیمانی نہیں بلکہ کام کرنے والا کارپوریشن ہونا چاہئے تھا، بیک وقت قانون بنانے والا اور ان کو پورا کرنے والا بھی.."

"...اس کے بجائے کہ تین یا چھ سال میں ایک بار یہ فیصلہ کیا جائے کہ حکمران طبقے کا کون سا ممبر پارلیمنٹ میں عوام کی نمائندگی اور ان کو دبانے (ver.und zertreten) کا کام کرئے، عام انتخاب کے حق کو کمیون میں منظّم عوام کی خدمت اس لئے کرنا تھا کہ وہ اپنے کارخانوں کے لئے مزدور، فورمین اور محاسب تلاش کر سکیں، جیسا کہ انفرادی انتخاب کا حق اس مقصد کے لئے کسی دوسرے آجر کی خدمت کرتا ہے۔

" بھلا ہو سوشل شاونزم اور موقع پرستی کا جن کا اس وقت راج ہے کہ پارلیمانیت پر یہ لاجواب نکتہ چینی بھی جو 1871 میں کی گئی تھی اب مارکس ازم کے "فراموش کردہ الفاظ" میں شامل ہو گی ہے۔ پیشہ ور وزرا اور پارلیمانی حضرات، پرولتاریہ کے ساتھ غداری کرنے والوں اور ہمارے زمانے کے " کوتاہ بیں" سوشلسٹوں نے پارلیمانیت پر نکتہ چینی کا کام انارکسٹوں کو سونپ دیا ہے اور اس حیرت انگیز معقول بنا پر وہ پارلیمانیت پر ہر طرح کی نکتہ چینی کی "انارکزم" کی حیثیت سے مذمت کرتے ہیں یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ "ترقی یافتہ" پارلیمانی ملکوں کا پرولتاریہ جو شیئڈ مان، ڈیوڈ، لیگین، سامبا، رینا ڈیل، ہنڈرسن، وانڈرویلڈے، اسٹاؤننگ

، برانٹنگ، بیسولتی اینڈ کمپنی قسم کے اس کے باوجود ہمدردی کا اظہار کرنے لگا ہے کہ موقع پرستی کا سگا بھائی ہے۔

بہرحال مارکس کے لئے انقلابی جدلیات کوئی خالی خولی فیشن ایبل لفاظی اور جھن جھنا نہیں رہی جیسا کہ پلیخانوف، کاؤتسکی اور دوسروں نے اس کو بنا دیا ہے۔ مارکس انارکزم سے انتہائی سختی کے ساتھ ناطہ توڑنے کی صلاحیت رکھتے تھے کیونکہ وہ بورژوا پارلیمانیت کے "مویشیوں کے باڑے" تک کو بے عقلی سے استعمال کرتا تھا، خصوصاً جب کہ صاف طور پر صورت حال انقلابی نہیں تھی۔ لیکن ساتھ ہی وہ جانتے تھے کہ پارلیمانیت پر حقیقی انقلابی پرولتاری نکتہ چینی کیسے کی جائے۔

چند سال میں ایک بار یہ فیصلہ کرنا کہ حکمران طبقے کا کون سا ممبر پارلیمنٹ کے ذریعہ عوام کو دبائے اور کچلے، یہ ہے بورژوا پارلیمانیت کا اصلی نچوڑ، نہ صرف پارلیمانی آئینی شاہیوں میں بلکہ انتہائی جمہوری رپبلکوں میں بھی۔

لیکن اگر ہم ریاست کے سوال کو لیں اور اگر ہم اس شعبے میں پرولتاریہ کے نکتۂ نظر سے پارلیمانیت پر ریاست کے ایک ادارے کی حیثیت سے غور کریں تو پارلیمانیت سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ اس سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے؟

بار بار یہ کہنا پڑتا ہے کہ مارکس کے اسباق جن کی بنیاد کمیون کے مطالعہ پر تھی ایسے فراموش کر دئے گئے ہیں کہ آج کل کے "سوشل ڈیموکریٹ" (آج کل کے سوشلزم کے غدار پڑھیے) انارکسٹ یا رجعت پرستانہ تنقید کے سوائے پارلیمانیت کی کوئی اور تنقید واقعی سمجھ نہیں پاتے۔

پارلیمانیت سے نجات پانے کا طریقہ دراصل نمائندہ اداروں اور انتخاب کے طریقے کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ نمائندہ اداروں کو بکواس کرنے والے اداروں کو "کام کرنے والے" ادرواں میں تبدیل کرنا ہے۔" کمیون کو پارلیمانی نہیں بلکہ کام کرنے والا ادارہ ہونا تھا، بیک وقت قانون بنانے والا اور ان کو پورا کرنے والا بھی"۔ "پارلیمانی نہیں بلکہ کام کرنے والا" ادارہ، یہ آج کل کے پارلیمانیت کے حامیوں اور سوشل ڈیموکریسی کے پارلیمانی" جیبی کتوں" کے پیٹھ پیچھے نہیں بلکہ منہ پر کہا گیا ہے! کسی پارلیمانی ملک کو دیکھے، امریکہ سے لے کر سوئٹزرلینڈ تک، فرانس سے لے کر برطانیہ اور ناروے وغیرہ تک، "ریاست" کا اصلی کام پس پردہ محکمہ جات، سفارتی دفاتر اور فوجی اسٹاف کرتے ہیں۔ پارلیمنٹوں میں "عام لوگوں" کو بیوقوف بنانے کے لئے صرف باتیں بنائی جاتی ہیں۔ یہ اس حد تک سچ ہے کہ روسی رپبلک، ایک بورژوا جمہوری رپبلک تک میں بھی، قبل اس کے کہ وہ حقیقی پارلیمنٹ قائم کر سکی پارلیمانیت کی ان تمام برائیوں نے اپنا سرا ایک دم اٹھایا۔ سڑی گڑی تنگ نظری کے ہیروؤں جیسے اس کو بیلیف اور تسرے تیلی، چیرنوف اور اوکسن تیف والوں نے شرمناک بورژوا پارلیمانیت کے

نمونے پر سوویتوں کو بھی خالی خولی بکواس کرنے والے ادارے بنا کر گندہ کر دیا ہے۔ سوویتوں میں "سوشلسٹ" وزیر صاحبان بھروسہ کرنے والے دیہاتیوں کو لفاظی اور تجویزوں سے بیوقوف بنا رہے ہیں۔ حکومت میں متواتر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، ایک طرف تو اس لئے تا کہ جتنے سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے لئے ممکن ہو اتنے باری باری آمدنی اور عزت والے عہدوں کے "حلوے تک" پہنچ سکیں اور دوسری طرف لوگوں کی "توجہ" ادھر لگی رہے۔ اور سفارتی دفاتر اور فوجی اسٹاف میں "ریاستی" کام "ہو رہے ہیں۔"

حکمراں "سوشلسٹ انقلابی" پارٹی کے ترجمان اخبار "دیلو نارودا" (13) نے حال ہی اپنے ایڈیٹوریل میں "اچھی سوسائٹی" کے لوگوں کی طرح، جس میں "سب" سیاسی طوائف بازی میں مصروف ہیں، بے مثال صفائی سے اعتراف کیا ہے کہ ان وزراتوں میں بھی جن کے سربراہ "سوشلسٹ" (اس لفظ کے لئے معاف کیجئے گا) ہیں ان تک میں افسر شاہی کی ساری مشنیری پرانے طریقے پر برقرار ہے، پرانے طریقے سے کام کر رہی ہے اور بالکل "آزادی" کے ساتھ انقلابی اقدامات میں توڑ پھوڑ کر رہی ہے، اگر یہ اعتراف نہ بھی ہوتا تو کیا حکومت میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی شرکت کی حقیقی تاریخ اس کا ثبوت نہیں ہے؟ یہاں قابل توجہ یہ بات ہے کہ کیڈیٹوں کے ساتھ وزارتی ٹولی میں چیرنوف، روسانوف، زین زینوف صاحبان اور "دیلو نارودا" کے دوسرے ایڈیٹر اپنا ضمیر اتنا کھو بیٹھے ہیں کہ ان کو، اس طرح جیسے کوئی ویسے ہی بات کہہ رہے ہوں، علانیہ یہ کہتے شرم نہ آئی کہ "ان کی "وزارتوں میں ہر چیز پرانی جگہ پر قائم ہے!! انقلابی جمہوری لفاظی۔ دیہاتی بدھوجمن کو دھوکا دینے کے لئے اور نوکر شاہی اور سرخ فیتہ سرمایہ داروں کا "دل خوش کرنے" کے لئے۔ یہ ہے "ایماندار" ایتلاف کا نچوڑ۔

بورژوا سماج کی بک جانے والی اور سڑی گلی پارلیمانیت کی جگہ کمیون ایسے ادارے لاتا ہے جن میں رائے اور بحث مباحثہ کی آزادی دھوکا نہیں بن جاتی کیونکہ پارلیمنٹ کے ممبروں کو خود کام کرنا ہوتا ہے، اپنے قوانین پر خود عمل کرنا ہوتا ہے، زندگی میں جو کچھ ہوتا اس کی خود جانچ کرنی ہوتی ہے اور خود براہ راست اپنے انتخاب کرنے والوں کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔ نمائندہ ادارے باقی رہتے ہیں لیکن پارلیمانیت خاص سسٹم کی حیثیت سے، قانون ساز اور انتظامی کام کے درمیان تقسیم کی حیثیت سے ممبران پارلیمنٹ کے لئے مراعاتی پوزیشن کی حیثیت سے یہاں نہیں رہتی، نمائندہ اداروں کے بغیر ہم جمہوریت کا تصور نہیں کر سکتے، حتیٰ کہ پرولتاری جمہوریت کا بھی لیکن پارلیمانیت کے بغیر کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے، اگر بورژوا سماج پر نکتہ چینی ہمارے لئے محض لفاظی نہیں ہے، اگر ہم بورژوا حکمرانی کا تختہ الٹنے کی خواہش سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ رکھتے ہیں اور یہ محض مزدوروں کے ووٹ حاصل کرنے کے لئے "انتخابی" لفاظی نہیں ہے کہ جیسا کہ منشویکوں اور سوشلسٹوں انقلابیوں کے لئے، جیسا کہ شیئڈ مان اور لیگین اور وانڈرویلڈے والوں کے لئے ہے۔

یہ بات بہت ہی سبق آموز ہے کہ ان افسروں کے فرائض منصبی کا ذکر کرتے ہوئے جو کمیون اور پرولتاری جمہوریت کے لئے ضروری ہیں مارکس ان کا مقابلہ ’’ہر دوسرے آجر‘‘ کے ملازمین سے کرتے ہیں یعنی ہر معمولی سرمایہ دار کارخانے سے جو ’’مزدور نگران اور محاسب‘‘ رکھتا ہے۔

مارکس کے یہاں اس معنی میں یوٹوپیت کا کوئی شائبہ نہیں ہے کہ انہوں نے کوئی ’’نیا‘‘ سماج ایجاد کر لیا یا گھڑ لیا ہو۔ نہیں وہ پرانے سماج میں سے نئے سماج کے جنم کا، پہلے میں سے دوسرے کی طرف عبور کی صورتوں کا قدرتی تاریخی عمل کی حیثیت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ عوامی پرولتاری تحریک کے حقیقی تجربے کو لیتے ہیں اور اس سے عملی سبق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ کمیون سے ’’سیکھتے ہیں‘‘ جیسا کہ تمام عظیم انقلابی مفکروں نے کچلے ہوئے طبقوں کی عظیم تحریکوں کے سبق سے بے جھجک سیکھا اور ان کو کبھی (پلیخانوف کی طرح: ’’ان کو ہتھیار نہیں اٹھانا تھا‘‘ یا تسرے تیلی کی طرح: ’’ہر طبقے کو اپنی حدود میں رہنا چاہیے‘‘) ’’وعظ‘‘ نہیں دیئے۔

افسر شاہی کو فوراً، ہر جگہ اور مکمل طور سے ختم کرنے کی تو بات ہی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو محض یوٹوپیا ہے۔ لیکن پرانی افسر شاہی مشینری کو فوراً پاش پاش کر دینا اور فوراً ہی نئی مشینری بنانا شروع کر دینا جو ساری نوکر شاہی کے رفتہ رفتہ خاتمے کو ممکن بنائے گی، یہ یوٹوپیائی نہیں ہے، یہ کمیون کا تجربہ ہے، یہ انقلابی پرولتاریہ کا براہ راست اور فوری فریضہ ہے۔

سرمایہ دار نظام ’’ریاست‘‘ کے انتظامی عوامل کو سیدھا سادہ بناتا ہے۔ وہ اس کو ممکن بناتا ہے کہ ’’افسری‘‘ کو ہٹا دیا جائے اور سارا کام پرولتاریوں کی تنظیم (حکمراں طبقے کی حیثیت سے) تک محدود کر دیا جائے جو سارے سماج کی طرف سے ’’مزدوروں نگرانوں اور محاسبوں‘‘ کو اجرت پر لیتی ہے۔

ہم تو یوٹوپیائی نہیں ہیں۔ ہم اس کے ’’خواب‘‘ نہیں دیکھتے کہ کس طرح فوراً ہر طرح کے انتظامی ادارے سے، ہر طرح کی ماتحتی سے بچا جائے۔ یہ انارکسٹ خواب جن کی بنیاد پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے فرائض کی نافہمی پر ہے ، مارکس ازم کے لئے بالکل اجنبی ہیں اور درحقیقت صرف سوشلسٹ انقلاب ایسے لوگوں کے ساتھ چاہتے ہیں جیسے وہ اب ہیں جو بلا ماتحتی، بلا کنٹرول، بلا ’’نگرانوں اور محاسبوں‘‘ کے نہیں رہ سکتے۔

لیکن یہ ماتحتی تمام استحصال کے شکار اور محنت کش لوگوں کے مسلح ہراول یعنی پرولتاریہ کی ہونی چاہیے۔ ریاستی افسروں کی خاص ’’افسری‘‘ کی جگہ ’’نگرانوں اور محاسبوں‘‘ کے سادہ عوامل کو لانے کی ابتداء فوراً کی جا سکتی ہے اور کرنا چاہیے، ایسے عوامل جو اس وقت بھی پوری طرح عام شہری کی قابلیت کی سطح کے ہیں اور پوری طرح ’’مزدوروں کی اجرت‘‘ پر کئے جا سکتے ہیں۔

ہم مزدوروں کو خود اپنے مزدور تجربے پر بھروسہ کر کے، سخت، آہنی ڈسپلن قائم کر کے جس کی پشت پناہی مسلح

مزدوروں کا ریاستی اقتدار کرتا ہو بڑے پیمانے کی پیداوار اس سے منظّم کرنا چاہیے جو سرمایہ دار نظام قائم کر چکے ہیں۔ ہمیں ریاستی افسروں کا رول گھٹا کر محض ہمارے احکام پورا کرنے والوں کا، جواب دہ، قابل تبدیلی، معتدل اجرت والے ‘‘نگرانوں اور محاسبوں’’ کا رول رکھنا چاہیے (ضرور، ہر طرح، ہر قسم اور ہر درجے کے ماہرین ٹکنیک کی مدد سے) ــــ یہ ہے ہمارا پرولتاری فریضہ، یہی ہے وہ بات جس سے ہم پرولتاری انقلاب کی تکمیل کے لئے ابتداء کر سکتے ہیں اور کرنا چاہیے۔ ایسی ابتداء بڑے پیمانے کی پیداوار کی بنیاد پر خود بخود ہر قسم کی افسر شاہی کے ‘‘مٹنے’’ کی طرف، رفتہ رفتہ ایسے نظم کی تخلیق کی طرف لے جائے گی، بلا واوین والے نظم، نظم جس کی اجرت کی غلامی سے کوئی مشابہت نہ ہوگی، نظم جس کے تحت نگرانی اور حساب کے عوامل زیادہ سیدھے سادے ہو جائیں گے جن کو ہر ایک باری باری کرے گا اور پھر وہ عادت بن جائیں گے اور آخر میں وہ لوگوں کے مخصوص پرت کے مخصوص عوامل کی حیثیت سے ختم ہو جائیں گے۔

پچھلی صدی کی آٹھویں دہائی کے ایک حاضر دماغ جرمن سوشل ڈیموکریٹک نے ڈاک کی سروس کو سوشلسٹ معاشی نظام کا نمونہ کہا تھا۔ یہ بہت سچ بات ہے۔ آج کل ڈاک کی سروس ایسا کاروبار ہے جو ریاستی سرمایہ دار اجارہ داری کی طرح منظّم کیا گیا ہے۔ سامراج رفتہ رفتہ تمام ٹرسٹوں کو اس قسم کی تنظیموں میں تبدیل کر رہا ہے۔ ‘‘معمولی’’ محنت کشوں کے اوپر، جو کام کے بوجھ سے دبے ہیں اور بھوک کا شکار ہیں، یہاں بھی بورژوا نوکر شاہی کھڑی ہے۔ لیکن یہاں سماجی انتظام کی مشینری تیار ہو چکی ہے۔ سرمایہ داروں کا تختہ الٹنے، مسلح مزدوروں کے آہنی ہاتھوں سے ان استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کو کچلنے اور موجودہ ریاست کی نوکر شاہی مشینری کو پاش پاش کرنے کے بعد ہمارے سامنے ‘‘طفیل خوری’’ سے آزاد اعلیٰ درجے کے تکنیکی سامان سے لیس مشینری ہوگی جس کو متحد مزدور خود پوری طرح چالو کر سکیں گے جو ماہرین ٹکنیک، نگرانوں اور محاسبوں کو اجرت پر لیں گے اور ان سب کو، سب ‘‘ریاستی’’ افسروں کی طرح عام طور پر مزدوروں کی اجرت دیں گے۔ یہاں ایک ٹھوس اور عملی فریضہ ہے جو سب ٹرسٹوں کے تعلق سے فوراً پورا کیا جا سکتا ہے، جس کی تکمیل محنت کشوں کو استحصال سے نجات دلائے گی اور جو اس سبق کو نظر میں رکھتا ہے جس پر کمیون نے عمل کرنا شروع کر دیا تھا (خصوصاً ریاست کی تعمیر کے شعبے میں)۔

پوری عوامی معیشت کو ڈاک کی سروس کی لائن پر منظّم کرنا تا کہ ماہرین ٹکنیک، نگراں اور محاسب اور سارے افسران بھی مسلح پرولتاریہ کے کنٹرول اور رہنمائی میں ‘‘مزدور کی اجرت’’ سے زیادہ تنخواہ نہ پائیں ــــ یہ ہے ہمارا اولین مقصد۔ یہی وہ ریاست ہے، یہی وہ معاشی بنیاد ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ یہی پارلمانیت کے خاتمے اور نمائندہ اداروں کو محفوظ رکھنے کا نتیجہ بنے گا۔ یہی بورژوازی کے ہاتھوں ان اداروں کو محفوظ رکھنے کا نتیجہ بنے گا۔ یہی بورژوازی کے ہاتھوں ان اداروں کی ‘‘طوائف بازی’’ سے محنت کش طبقوں کو نجات دلائے گا۔

4۔ قومی اتحاد کی تنظیم:

”....قومی تنظیم کے اس مختصر اسکیچ میں جسے پیرس کمیون کو آگے بڑھانے کا وقت نہیں ملا پورے یقین کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ کمیون کو چھوٹے سے چھوٹے گاؤں تک کی سیاسی شکل میں ہونا چاہیے تھا“....کمیونوں کو پیرس میں ”قومی وفد“ کا انتخاب کرنا تھا۔

..... چند لیکن بہت اہم عوامل جواب بھی مرکزی حکومت کے ہاتھ میں رہتے ان کو رد نہیں کرنا تھا، جیسا کہ جان بوجھ کر غلط بیانی کی گئی ہے بلکہ ان کو کمیونوں کی طرف منتقل کرنا تھا یعنی انتہائی ذمے دار افسروں کی طرف....

”....قومی اتحاد کو توڑنا نہیں بلکہ اس کے برعکس کمیون کے ڈھانچے کے ذریعہ اس کو منظّم کرنا تھا۔ قومی اتحاد کو اس ریاستی اقتدار کی تباہی کے ذریعہ حقیقت بنانا تھا جو اس اتحاد کا مجسمہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا لیکن قوم سے آزاد اور بالاتر بھی رہنا چاہتا تھا۔ عملی طور سے یہ ریاستی اقتدار قوم کے جسم پر ایک طفیل خور بد گوشت تھا.... فریضہ یہ تھا کہ پرانے سرکاری اقتدار کے جبر و تشدد کے اعضاء کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے، اس کے جائز عوامل کو اس اقتدار سے چھین کر حاصل کر لیا جائے جو سماج سے بالاتر رہنے کا دعویٰ کرتا ہے اور ان کو سماج کے ذمے دار خادموں کو سونپ دیا جائے۔“

کس حد تک موجودہ سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرستوں نے مارکس کے اس غور و فکر کو نہیں سمجھا یا شاید یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ سمجھنا نہیں چاہا اس کو غدار برنشٹائن کی ہیروستراتی (14) شہرت رکھنے والی کتاب ”سوشلزم کی ابتدائی شرائط اور سوشل ڈیموکریٹوں کے فرائض“ میں بہترین طور پر دکھایا گیا ہے۔ مارکس کے مندرجہ بالا اقتباس کے سلسلے میں ہی برنشٹائن نے لکھا ہے کہ ”جہاں تک اس کے سیاسی مواد کا سوال ہے“ یہ پروگرام ”اپنے تمام بنیادی خدوخال میں پرودھوں کی وفاقیت (fedrelism) سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے.... مارکس اور ”پیٹی بورژوا“ پرودھوں کے درمیان (برنشٹائن لفظ ”پیٹی بورژوا“ کو اپنے خیال میں طنزیہ بنانے کے لئے واوین میں لکھتا ہے) تمام دوسرے نکات پر اختلاف کے باوجود ان نکات پر ان کے نقطہ نظر اتنے قریب ہیں جتنا ممکن ہوسکتا ہے“۔ برنشٹائن اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ واقعی میونسپلٹیوں کی اہمیت بڑھ رہی ہے لیکن ”مجھے اس میں شک معلوم ہوتا ہے کہ آیا جمہوریت کا پہلا فریضہ جدید ریاستوں کی ایسی منسوخی (Auflosung) اور ان کی تنظیم میں ایسی مکمل تبدیلی (Umwandlung) ہوگا جیسا کہ مارکس اور پرودھوں تصور کیا کرتے ہیں۔ ان صوبائی کمیونوں کے مندوبین پر مشتمل ہوں گی۔ اور اس کے نتیجے میں قومی نمائندگی کی پہلی صورت بالکل غائب ہو جائے گی“۔ (برنشٹائن کی ”ابتدائی شرائط“، صفحات 134 تا 136، جرمن ایڈیشن، 1899)۔

''طفیل خور ریاستی اقتدار کی تباہی'' پر مارکس کے خیالات کو پرودھوں کی وفاقیت سے گڈ مڈ کرنا یقیناً ہیبت ناک ہے؛ لیکن یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے کیونکہ موقع پرست کو یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ مارکس یہاں وفاقیت کو مرکزیت کے خلاف رکھ کر بالکل بات نہیں کرتے بلکہ وہ پرانی، بورژوا ریاستی مشینری کو جو تمام بورژوا ملکوں میں ہے، توڑنے کے بارے میں کہتے ہیں۔

موقع پرست کے ذہن میں تو صرف وہی بات آتی ہے جو وہ اپنے چاروں طرف، پیٹی بورژوا تنگ نظری اور ''اصلاح پرست'' جمود کے ماحول میں دیکھتا ہے یعنی صرف ''میونسپلٹیاں''؛ موقع پرست کو تو پرولتاری انقلاب کے بارے میں سوچنے تک کی عادت نہیں رہی ہے۔

یہ مضحکہ انگیز ہے۔ لیکن نرالی بات یہ ہے کہ کسی نے اس نکتے پر برنشٹائن سے بحث مباحثہ نہ کیا۔ بہت سے لوگوں نے برنشٹائن کی تردید کی، خصوصاً پلیخانوف نے روسی ادب میں اور کاؤتسکی نے یورپی ادب میں لیکن ان دونوں میں سے کسی نے بھی برنشٹائن کے ہاتھوں مارکس کی اس توڑ مروڑ کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔

موقع پرست اس حد تک انقلابی طریقے سے خیال کرنا اور انقلاب کے بارے میں سوچنا بھول چکا ہے کہ وہ ''وفاقیت'' کو مارکس سے منسوب کرتا ہے جن کو وہ انارکزم کے بانی پرودھون سے گڈ مڈ کر دیتا ہے۔ اور پکے مارکس وادی ہونے کے دعوے دار اور مارکس کی انقلابی تعلیمات کی مدافعت کرنے والے کاؤتسکی اور انارکزم کے درمیان فرق کے بارے میں خاموش ہیں؛ یہاں مارکس ازم اور انارکزم کے درمیان فرق کے بارے میں نظریات کو انتہائی مسخ کرنے کی خصوصیت ہے اور جس کے بارے میں ہم پھر بات کریں گے۔

پیرس کمیون کے تجربے کے بارے میں مارکس کے مندرجہ بالا خیالات میں وفاقیت کا نشان تک نہیں ہے۔ مارکس پرودھوں سے اسی نکتے پر متفق ہیں جس کو موقع پرست برشٹائن نے نہیں دیکھا۔ مارکس پرودھوں سے اسی نکتے پر متفق نہیں ہیں جس پر برنشٹائن نے ان کا اتفاق دیکھا۔

مارکس پرودھون سے اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں موجودہ ریاستی مشینری کو ''توڑنے'' کے حق میں ہیں۔ مارکس ازم اور انارکزم (معہ پرودھون اور باکونین) کے درمیان اس اتفاق کو نہ تو موقع پرست اور نہ کاؤتسکی والے ہی دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس نکتے پر مارکس ازم سے الگ ہو گئے ہیں۔

مارکس پرودھون اور باکونین دونوں سے وفاقیت ہی کے سوال پر متفق نہیں ہیں (پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کا ذکر نہ کر کے)۔ وفاقیت انارکزم کے پیٹی بورژوا خیالات سے اصولی طور پر ابھرتی ہے۔ مارکس مرکزیت پسند تھے۔ ان کے جن خیالات کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے ان میں مرکزیت سے کسی طرح کی علیحدگی نہیں پائی جاتی ہے۔ صرف وہی لوگ جو ریاست میں ''واہمانہ یقین'' کے تنگ نظر خیالات سے بھرے ہیں بورژوا ریاستی مشینری کی تباہی کو مرکزیت

کی تباہی سمجھ سکتے ہیں۔

اب اگر پرولتاریہ اور غریب کسانوں ریاستی اقتدار خود اپنے ہاتھوں میں لے لیں، آزادی کے ساتھ اپنے آپ کو کمیونوں میں منظّم کر لیں اور سارے کمیونوں کے عمل کو سرمایہ پر ضرب لگانے، سرمایہ داروں کی مزاحمت کو کچلنے اور نجی ملکیت والی ریلوے لائنوں، فیکٹریوں اور زمین وغیرہ کو، ساری قوم کو، پورے سماج کو منتقل کرنے کے لئے متحد کر لیں تو کیا یہ مرکزیت نہ ہوگی؟

برنشٹائن کے دماغ میں بس یہ بات نہیں آسکتی کہ رضا کارانہ مرکزیت، کمیونوں کا ایک قوم میں رضا کارانہ اتحاد، پرولتاری کمیونوں کا رضا کارانہ سنگم، بورژوا تسلط اور بورژوا ریاستی مشینری کو توڑنے کے لئے ممکن ہے۔ ہر تنگ نظر آدمی کی طرح برنشٹائن مرکزیت کی تصویر کشی یوں کرتا ہے جو صرف اوپر سے ہی صرف نوکر شاہی اور فوجی طاقت سے ہی مسلط کی جا سکتی ہے اور محفوظ رکھی جا سکتی ہے۔

جیسے کہ مارکس نے یہ پہلے سے دیکھ لیا ہو کہ ان کے خیالات کو مسخ کرنے کا امکان ہے اس بات پر عمداً زور دیا کہ یہ الزام جانا بوجھا جعل ہے کہ پیرس کمیون قومی اتحاد کو تباہ کرنا اور مرکزی اقتدار کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ مارکس نے عمداً یہ الفاظ استعمال کئے کہ ‘‘قومی اتحاد کو منظّم کرنا تھا’’ تا کہ باشعور، جمہوری، پرولتاری مرکزیت کو بورژوا، فوجی، نوکر شاہی مرکزیت کے مقابلے میں پیش کیا جا سکے۔

لیکن.... وہ بہرے سے بھی بدتر ہے جو سننا نہیں چاہتا۔ اور موجودہ سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرست اقتدار کی تباہی کے بارے میں، طفیل خور کو کاٹ کر پھینک دینے کے بارے میں ہی نہیں سننا چاہتے ہیں۔

5۔ طفیل خور ریاست کی تباہی

ہم اس موضوع پر مارکس کے الفاظ کا حوالہ دے چکے ہیں اور اب ہمیں ان میں اضافہ کرنا چاہیے۔

‘‘.... عام طور پر نئی تاریخی تخلیقات کی یہ تقدیر ہوتی ہے’’ مارکس نے لکھا ‘‘کہ ان کو سماجی زندگی کی ان پرانی اور فرسودہ شکلوں کا مثل سمجھا جاتا ہے جن سے یہ نئے ادارے کچھ نہ کچھ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس طرح یہ نیا کمیون جو موجودہ ریاستی اقتدار کو توڑ دیتا ہیں (پاش پاش کر دیتا ہے۔ bricht) قرون وسطیٰ کے کمیون کی تجدید سمجھا جاتا تھا.. چھوٹی ریاستوں کا اتحاد (موتنیسکے اور ژیروندی (15) خیال میں حد سے زیادہ مرکزیت کے خلاف پرانی جدوجہد کی مبالغہ آمیز شکل سمجھا جاتا تھا.. "..کمیون کے ڈھانچے نے سماج کے جسم کے لئے وہ تمام طاقتیں بحال کر دی ہوتیں جو ابھی تک یہ طفیل خور بدگوشت" تھا۔ اس کو ‘‘کاٹ’’ کر پھینکنا ‘‘پاش پاش کرنا’’ ‘‘اب ریاستی اقتدار فالتو ہو گیا’’ ــــــ یہ ہیں وہ الفاظ جو مارکس نے کمیون کے تجربے کا اندازہ لگاتے اور

تجزیہ کرتے ہوئے ریاست کے سلسلے میں استعمال کئے ہیں۔

یہ سب نصف صدی سے کچھ کم قبل لکھا گیا تھا اور اب اس کے لئے واقعی کھدائی کرنی پڑ رہی ہے تا کہ غیر مسخ شدہ مارکس ازم کو عوام کی بڑی تعداد کے علم میں لایا جائے۔ اس آخری عظیم انقلاب کے مشاہدے سے اخذ کئے ہوئے نتائج جس میں مارکس کی زندگی گذری ٹھیک اس وقت بھلا دئے گئے جب دوسرے عظیم پرولتاری انقلابوں کا وقت آیا۔

’’....کمیون کی جو نوع بنوع توضیحات کی گئیں اور جن نوع بنوع مفادات کا اظہار اس میں ہوا یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ اعلیٰ درجے کی لوچ دار سیاسی شکل تھی جبکہ اس سے پہلے حکومت کی تمام شکلیں اپنی نوعیت کے لحاظ سے جابر تھیں۔ اس کا اصل راز یہ تھا کہ کمیون عملی طور پر مزدور طبقے کی حکومت تھی، زبردستی مالک بن بیٹھنے والے طبقے کے خلاف پیداوار کرنے والے طبقے کی جدو جہد کا نتیجہ۔ وہ آخر میں دریافت کی ہوئی ایسی سیاسی شکل تھی جس میں محنت کی معاشی آزادی کی تکمیل کی جاسکتی تھی....

’’اس آخری شرط کے بغیر کمیون کا ڈھانچہ ناممکن اور دھوکا ہوتا...‘‘

یوٹوپیائی لوگ ان سیاسی شکلوں کو ’’دریافت‘‘ کرنے میں لگ گئے جن میں سماج کی سوشلسٹ تبدیلی ہونی چاہئے تھی۔ انارکسٹوں نے سیاسی شکلوں کے سوال کو بالکل ہی مسترد کر دیا۔ آج کل کی سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرستوں نے پارلیمانی جمہوری ریاست کی بورژوا سیاسی شکلوں کو اس حد کی حیثیت سے تسلیم کر لیا جس کے آگے قدم نہ بڑھانا چاہئے اور اس ’’مورتی‘‘ کے سامنے پیشانی گھس گھس کر عبادت کی اور ان شکلوں کو توڑنے کی ہر خواہش کو انارکزم قرار دیا۔

مارکس نے سوشلزم و رسیاسی جدو جہد کی ساری تاریک سے یہ اخذ کیا کہ ریاست کو غائب ہونا ہی ہے اور یہ کہ اس کے غائب ہونے کی عبوری شکل (ریاست سے غیر ریاست میں عبور) ہوگا ’’حکمران طبقے کی حیثیت سے منظّم پرولتاریہ‘‘۔ لیکن مارکس نے اس مستقبل کی منزل کی سیاسی شکلیں دریافت کرنے کا کام اپنے اوپر نہیں لیا۔ انہوں نے فرانسیسی تاریخ کا بالکل ٹھیک مشاہدہ کرنے، اس کا تجزیہ کرنے اور وہ نتائج اخذ کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھا جن کی طرف 1851 لے گیا، یعنی معاملات بورژوا ریاستی مشینری کی تباہی کی طرف جا رہے تھے۔

اور جب پرولتاریہ کی عام انقلابی تحریک پھوٹ پڑی تو مارکس نے اس کی ناکامیابی کے باوجود، اس کی مختصر زندگی اور صریحی کمزوری کے باوجود ان شکلوں کا مطالعہ شروع کر دیا جو اس تحریک نے دریافت کی تھیں۔

کمیون وہ شکل ہے جو پرولتاری انقلاب نے "آخر میں دریافت" کی ہے اور جس کے تحت محنت کی معاشی نجات ہوسکتی ہے۔

کمیون بورژوا ریاستی مشنیری کو پاش پاش کرنے کے لئے پرولتاری انقلاب کی پہلی کوشش اور سیاسی شکل ہے جو " آخر کار دریافت " کر لی گئی ہے جس کو توڑی ہوئی ریاستی مشنیری کی جگہ پر لا یا جا سکتا ہے اور لا نا چاہئے۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ 19.0 اور 1917 کے روسی انقلابوں نے مختلف حالات اور مختلف شرائط کے تحت کمیون کا کام جاری رکھا ہے اور مارکس کے فاضلانہ تاریخی تجزئے کی تصدیق کی ہے۔

چوتھا باب

سلسلے وار۔ اینگلز کی مزید وضاحتیں

کمیون کے تجربے کے بارے میں مارکس نے بنیادی باتیں پیش کیں۔ اینگلز نے بھی بار بار اس موضوع کو لیا اور مارکس کے تجزئے اور نتائج کی وضاحت کی، کبھی کبھی سوال کے دوسرے پہلوؤں پر ایسے زور اور صفائی کے روشنی ڈالی کہ ان وضاحتوں کو خاص طور سے لینے کی ضرورت ہے۔

1۔ رہاشی مکانوں کا سوال

اینگلز نے اپنی تصنیف " رہاشی مکانوں کا سوال "(1872) میں کمیون کے تجربے کو پیش نظر رکھ کر ریاست کے تعلق سے انقلاب کے فرائض کے بارے میں کئی بار بحث کی ہے۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ اس ٹھوس موضوع نے صاف طور پر انکشاف کیا ایک طرف پرولتاری ریاست اور موجودہ ریاست کے درمیان مشابہت کے نکات کا، ایسے نکات کا جو دونوں صورتوں میں ریاست کے بارے میں کہنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کے درمیان اختلافی نکات یا ریاست کی بربادی کی طرف عبور کا۔

> "رہاشی مکانوں کا سوال کیسے حل کیا جائے؟ موجودہ سماج میں اس کو بھی کسی دوسرے سماجی سوال کی طرح حل کیا جاتا ہے۔ مانگ اور سپلائی کی رفتہ رفتہ معاشی ہمواری کے ذریعہ، اور یہ ایسا حل ہے جو سوال کو بار بار پھر پیدا کرتا ہے اور اس لئے کوئی حل نہیں ہے۔ اس سوال کو سماجی انقلاب کیسے حل کرے گا، اس کا انحصار نہ صرف وقت اور مقام پر ہوگا بلکہ اس کا تعلق کہیں زیادہ دوررس سوالات پر ہے جن میں ایک بہت ہی بنیادی سوال شہر اور دیہات کے درمیان تضاد کو ختم کرنے کا ہے۔ چونکہ ہمارا یہ فریضہ نہیں ہے کہ ہم مستقبل کے سماج کے لئے یوٹوپیائی سسٹم منظّم کریں اس لئے اس سوال

> کو لینا ہمارے لئے بے سود ہے۔ لیکن ایک بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ بڑے شہروں میں اس وقت بھی رہاشی مکانوں کی واقعی کمی اتنی کافی تعداد ہے کہ رہاشی مکانوں کی واقعی کمیکو فورا دور کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ ان کو معقول طور پر استعمال کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی طرح ممکن ہے کہ موجودہ مالکان کو مکانوں کی ملکیت سے بے دخل کر کے وہاں بے گھر مزدوروں کو یا ان مزدوروں بسایا جائے جن کے گھروں میں بہت مجمع ہوگیا ہے۔ اور جیسے ہی پرولتاریہ سیاسی اقتدار حاصل کرے گا مفاد عامہ کے پیش نظر یہ معقول اقدام ویسا ہی آسان ہوگا جیسا کہ موجودہ ریاست کے لئے عمارتوں کے مالکوں کو بے دخل کرنا اور ان پر قبضہ کرنا ہے۔"
>
> (جرمن ایڈیشن، 1887، صفحہ 22)

یہاں ریاستی اقتدار کی شکل میں تبدیلی پر نہیں غور کیا گیا ہے بلکہ صرف اس کی سرگرمیوں کا مافیہ لیا گیا ہے۔ مکانوں کی بے دخلی اور ان پر قبضہ موجودہ ریاست کے حکم سے بھی ہوتا ہے۔ معاملے کے باضابطہ پہلو سے پرولتاری ریاست بھی مکانوں پر قبضے اور مکانوں کی بے دخلی کا "حکم" دے گی۔ لیکن یہ بات صاف ہے کہ پرانی انتظامی مشنیری، افسر شاہی جو بورژوازی سے متعلق ہے پرولتاری ریاست کیا احکام پورے کرنے کے لئے ناموزوں ہوتی۔

> '...اس بات کی توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ محنت کے تمام آلات پر، مجموعی طور پر صنعت پر محنت کش لوگوں کا واقعی قبضہ پرودھونی "ادائیگی" کے بالکل برخلاف ہے۔ موخرالذکر صورت میں مزدور رہائشی مکان، کسان کے قطعہ زمین، محنت کے آلات کا انفرادی طور پر مالک بن جاتا ہے۔ اول الذکر صورت میں "محنت کش لوگ" مکانوں، فیکٹریوں اور محنت کے آلات کے اجتماعی مالک رہتے ہیں اور کم سے کم عبوری دور میں مشکل سے ہی افراد یا انجمنوں کو بلا معاوضہ ان کے استعمال کی اجازت دی جائے گی۔ اسی طرح ملکیت آراضی کا خاتمہ لگان کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ سماج کی طرف اس کی منتقلی ہے خواہ وہ کچھ تبدیل شدہ صورت میں ہو۔ اس لئے آلات محنت پر محنت کشوں کا واقعی قبضہ کسی صورت سے ان کی کرائے پر لین دین کی برقراری کو خارج نہیں کرتا"
>
> (صفحہ 68)۔

اس بحث میں جو سوال لیا گیا ہے یعنی ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیاد، اس کا جائزہ ہم اگلے باب میں لیں گے۔ اینگلز بہت احتیار سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پرولتاری ریاست "مشکل سے "مکانوں کے استعمال کی اجازت بلا معاوضہ دے گی، کم سے کم عبوری دور میں"، سارے لوگوں کی ملکیت والے مکانوں کو

انفرادی طور پر خاندانوں کو کرایہ پر دینے کا مطلب پہلے سے یہ فرض کرنا ہے کہ کرائے اکٹھا کیا جائے اور مکانوں کی تقسیم میں کچھ حد تک کنٹرول اور کوئی نہ کوئی معیار پیش نظر رکھا جائے۔ یہ ریاست کی کسی مخصوص صورت کا تقاضہ کرتا ہے لیکن ایسی مخصوص فوجی اور نوکرشاہی مشنیری کا بالکل تقاضہ نہیں کرتا جس میں افسروں کی خاص مراعاتی پوزیشن ہوتی ہے۔ ایسی صورت حال تک عبور جس میں بلا کرایہ فلیٹ دینا ممکن ہوگا، ریاست کی پوری طرح مٹنے پر منحصر ہے۔

کمیون کے بعد اور اس کے تجربے سے متاثر ہو کر بلانکیسٹوں (16) کے مارکس ازم کی اصولی پوزیشن اختیار کرنے کا ذکر کرتے ہوئے اینگلز نے سرسری طور پر اس پوزیشن کو اس طرح مرتب کر کے پیش کیا ہے۔"

> ...طبقات اور ان کے ساتھ ریاست کی منسوخی تک عبور کی حیثیت سے پرولتاریہ اور اس کی ڈکٹیٹرشپ کے سیاسی اقدام کی ضرورت..."(صفحہ 55)۔

کوئی ایک ایک لفظ کی نکتہ چینی کرنے والا یا" مارکس ازم کا گلا گھونٹنے والا "بورژوا غالباً" ریاست کی منسوخی" کے اس اعتراف اور "اینٹی ڈیورنگ" کے مندرجہ بالا اقتباس میں انارکسٹ فارمولے کی حیثیت سے اس فارمولے کی تردید کے درمیان تضاد دیکھے گا۔ اس میں کوئی حیرت نہ ہوتی اگر موقع پرستوں نے اینگلز کا شمار بھی انارکسٹوں میں کر لیا ہوتا کیونکہ اب سوشل شاونسٹوں میں یہ بات بہت عام ہوگی ہے کہ وہ سب بین اقوامیت پسندوں کو انارکزم کا ملزم ٹھہراتے ہیں۔ مارکس ازم نے ہمیشہ یہ تعلیم دی کہ طبقات کی منسوخی کے ساتھ ریاست بھی منسوخ ہو جائے گی۔ "اینٹی ڈیورنگ" میں " ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے " کے بارے میں جو عام طور پر مشہور ٹکڑا ہے وہ انارکسٹوں کو محض ریاست کی منسوخی کی حمایت کے لئے ہی ملزم نہیں ٹھہراتا ہے بلکہ اس کا پرچار کرنے کے لئے بھی کہ جیسے ریاست کو "ایک رات" میں منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ موجودہ رائج " سوشل ڈیموکریٹک " نظریہ انارکزم سے مارکس ازم کے تعلقات کو ریاست کی منسوخی کے بارے میں پوری طرح مسخ کر کے پیش کرتا ہے اس لئے اس بحث کو یاد دلانا مفید ہوگا جا مارکس اور اینگلز نے انارکسٹوں سے کی تھی۔

2۔ انارکسٹوں سے بحث مباحثہ

یہ بحث 1873 میں ہوئی۔ مارکس اور اینگلز نے پرودھوں کے حامیوں (17)، " اندرونی خودمختاری والوں " یا" اختیار کے مخالفوں " کے خلاف ایک اطالوی سوشلسٹ مجموعے میں مضامین لکھے اور صرف 1913 میں ان مضامین کے ترجمے جرمن اخبار nue zeit میں شائع ہوئے (18)۔ "اگر مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد انقلابی صورتیں اختیار کرتی ہے" مارکس نے انارکسٹوں کے سیاست سے انحراف کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا۔ "اور

اگر مزدور بورژوازی کی ڈکٹیٹر شپ قائم کرتے ہیں تو وہ اصولوں کی توہین کرنے کا شدید جرم کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے حقیر، بھونڈے، روزمرہ کے مطالبوں کو مطمئن کرنے اور بورژوازی کی مزاحمت کچلنے کے لئے ریاست کو انقلابی اور عبوری شکل دیتے ہیں بجائے اس کے کہ ہتھیار ڈال دیں اور ریاست کو منسوخ کر دیں."

neue .zeit، 1913-1914 32 سال اشاعت، جلد 1 صفحہ 40)(19)

یہ ہے ریاست کی وہ "منسوخی" جس کی مارکس نے قطعی مخالفت کرتے ہوئے انارکسٹوں کی تردید کی تھی۔ انہوں نے کبھی اس خیال کی مخالفت نہیں کی کہ جب طبقات غائب ہوں گے تو ریاست بھی غائب ہو جائے گی یا ان کی منسوخی کے ساتھ وہ بھی منسوخ ہو جائے گی۔ انہوں نے اس کی مخالفت کی کہ مزدور اسلحہ کے استعمال سے، منظّم تشدد سے انکار کر دیں یعنی اس ریاست سے انکار کر دیں جو "بورژوازی کی مزاحمت کچلنے " کا کام کرے گی۔

انارکزم کے خلاف اپنی جدوجہد کے اصلی معنوں کو توڑ مروڑ سے بچانے کے لئے مارکس نے اس ریاست کی "انقلابی اور عبوری شکل" پر عمداً زور دیا جس کی پرولتاریہ کو ضرورت ہے۔ پرولتاریہ کو ریاست کی صرف عارضی ضرورت ہے۔ مقصد کی حیثیت سے ریاست کی منسوخی کے بارے میں ہم انارکسٹوں سے بالکل اختلاف نہیں رکھتے۔ ہم باصرار یہ کہتے ہیں کہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں استحصال کرنے والوں کے خلاف ریاستی اقتدار کے آلات، وسائل اور طریقوں کا عارضی استعمال کرنا چاہئے، اسی طرح جیسے طبقات کے خاتمے کے لئے مظلوم طبقے کی عارضی ڈکٹیٹر شپ کی ضرورت ہے۔ مارکس نے انارکسٹوں کے خلاف سوال پیش کرنے کے لئے انتہائی تیز اور انتہائی صاف رویہ اختیار کیا ہے۔ سرمایہ داروں کا جوا اتار پھینکنے کے بعد کیا مزدوروں کو "اپنے ہتھیار ڈال دنیا" چاہئے؟ لیکن ایک طبقے کا دوسرے طبقے کے خلاف ہتھیاروں کا باقاعدہ استعمال اگر ریاست کی "عبوری شکل" نہیں تو کیا ہے؟

ہر سوشل ڈیموکریٹ کو اپنے آپ سے سوال کرنے دیجئے: کیا اسی طرح اس نے ریاست کے بارے میں سوال کو انارکسٹوں سے بحث میں پیش کیا؟ کیا اسی طرح اس کو دوسری انٹرنیشنل کی سرکاری سوشلسٹ پارٹیوں کی بڑی اکثریت نے پیش کیا؟ اینگلز نے ان خیالات کو زیادہ واضح اور مقبول عام طور پر پیش کیا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے پرودھوں کے حامیوں کے گڈمڈ خیالات کا مزاق اڑیا ہے جو اپنے کو "اختیار کے مخالفین" کہتے تھے یعنی ہر طرح کے اختیار، ہر قسم کی ماتحتی اور ہر قسم کے اقتدار سے انکار کرتے تھے۔ کسی فیکٹری، ریلوے یا کھلے سمندر میں جہاز کو لے لیجئے۔ اینگلز نے کہا۔ کیا یہ صاف نہیں ہے کہ ان میں کا ایک بھی ٹکنیکی لحاظ سے پیچیدہ ادارہ جس کی بنیاد مشینوں کے استعمال اور بہت سے لوگوں کے باقاعدہ تعاون پر ہے بغیر معینہ ماتحتی یا اس کے نتیجے میں بغیر معینہ

اختیار یا اقتدار کے کام نہیں کر سکتا؟"

...اگر میں یہ دلیلیں اختیار کے شدید ترین مخالفوں کے خلاف پیش کرتا ہوں "اینگلز نے لکھا" تو وہ صرف یہی جواب دے سکتے ہیں "وہاں، یہ سچ ہے لیکن یہاں اس اختیار کا سوال نہیں ہے جو ہم اپنے مندوبین کو دیتے ہیں بلکہ کوئی مخصوص کام سپرد کرنے کا سوال ہے" یہ لوگ سوچتے ہیں کہ کسی چیز کو اس کا نام بدل کر بدلا جا سکتا ہے ..."(20) اس طرح یہ دکھا کر کہ اختیار اور خود مختاری نسبتی چیزیں ہیں، کہ ان کے استعمال کا دائرہ سماجی ارتقا کی مختلف منازل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے، کہ ان کو قطعی نہ سمجھنا چاہئے اور اس کا اضافہ کرتے ہوئے کہ مشینوں اور بڑے پیمانے کی پیداوار کے استعمال کا دائرہ برابر وسیع ہو رہا ہے اینگلز اختیار کے بارے میں عام بحث سے گزر کر ریاست کے سوال پر آ جاتے ہیں۔ انہوں نے لکھا

"... اگر اندرونی خود مختاری کے حامی صرف یہی کہنا چاہتے تھے کہ مستقبل کی سماجی تنظیم اختیار کی اجازت صرف اسی حد تک دے گی جس کو پیداوار کے حالات ناگزیر بنا دیں گے تو ان کے ساتھ اتفاق کیا جا سکتا تھا۔ لیکن وہ ایسے تمام واقعات کی طرف سے اندھے ہو گئے ہیں جو اختیار کو ضروری بناتے ہیں اور بڑے جوش کے ساتھ الفاظ سے لڑتے ہیں۔"

"اختیار کے مخالفین اپنے کو سیاسی اختیار، ریاست کے خلاف چیخنے تک کیوں نہیں محدود رکھتے؟ تمام سوشلسٹ متفق ہیں کہ ریاست اور اس کے ساتھ سیاسی اختیار آنے والے سماجی انقلاب کے نتیجے میں غائب ہو جائیں گے یعنی سماجی فرائض اپنا سیاسی کردار کھو بیٹھیں گے اور محض انتظامی فرائض میں بدل جائیں گے جو سماجی مفادات کی دیکھ بھال کریں گے۔ لیکن اختیار کے مخالفین کا مطالبہ ہے کہ سیاسی ریاست بیک ضرب منسوخ کر دی جائے، حتی کہ ان سماجی تعلقات کی منسوخی سے پہلے جنہوں نے اس ریاست کو جنم دیا تھا۔ ان کا مطالبہ ہے سماجی انقلاب کا پہلا اقدام اختیار کی منسوخی ہونا چاہئے۔"

بھلا ان حضرات نے کبھی انقلاب دیکھا بھی ہے؟ انقلاب بلاشبہ اتنی با اختیار چیز ہے جتنی ممکن ہو سکتی ہے۔ انقلاب ایسا اقدام ہے جس میں آبادی کا ایک حصہ اپنی مرضی دوسرے حصے پر رائفلوں، سنگینوں اور توپوں کے ذریعہ مسلط کرتا ہے جو سب کے سب بہت ہی با اختیار ذرائع ہیں۔ اور فاتح پارٹی ضرورتاً اس پر مجبور ہوتی ہے کہ وہ اپنی حکمرانی اس دہشت کے ذریعہ برقرار رکھے جو اس کے اسلحہ رجعت پرستوں میں پیدا کرتے ہیں۔ کیا پیرس کمیون ایک دن سے زیادہ برقرار رہتا اگر اس نے بورژوازی کے خلاف مسلح عوام کا اختیار نہ استعمال کیا ہوتا؟ اس کے برعکس، کیا ہم اس کو اس بات کا ملزم نہیں ٹھہرا سکتے کہ اس نے یہ اختیار بہت کم استعمال کیا؟ اس لئے دو باتوں میں سے ایک ہے: یا تو اختیار کے مخالفین یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور ایسی صورت میں وہ الجھن پیدا

کرتے ہیں۔ یا تو وہ کچھ جانتے ہیں اور اس صورت میں پرولتاریہ کے کاز کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔ دونوں صورتوں میں وہ صرف رجعت پرستی کی خدمت کر رہے ہیں" (صفحہ 39)(21)۔

یہ بحث ان سوالات کو چھوتی ہے جن کا جائزہ ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے دوران سیاست اور معاشیات کے درمیان تعلقات کے سلسلے میں لینا چاہئے (اگلا باب اس کے بارے میں ہے)۔ یہ سوالات سماجی فرائض کو سیاسی سے معمولی انتظامی فرائض میں تبدیل کرنے اور "سیاسی ریاست" کے بارے میں ہیں۔ آخرالذکر اصطلاح جو خاص طور سے غلط فہمی پیدا کر سکتی ہے ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے عمل کو دکھاتی ہے۔ اس عمل کی ایک خاص منزل پر ریاست جو رفتہ رفتہ مٹ رہی ہے غیر سیاسی ریاست کہی جا سکتی ہے۔

پھر اینگلز کی اس بحث میں وہ طریقہ لا جواب ہے جس سے انہوں نے سوال انارکسٹوں کے خلاف رکھا ہے۔ سوشل ڈیموکریٹوں نے جو اینگلز کی شاگردی کا دعوی کرتے ہیں انارکسٹوں کے خلاف اس موضوع پر 1873 سے لاکھوں بار بحث کی ہے لیکن انہوں نے اس پر اس طرح بحث نہیں کی جس طرح ایک مارکس وادی کر سکتا ہے اور اسے کرنا چاہئے۔ انارکسٹوں کا ریاست کی منسوخی کا خیال گڈ مڈ اور غیر انقلابی ہے۔ اینگلز نے سوال کو اس طرح پیش کیا ہے۔ انارکسٹ انقلاب ہی سے، اس کے ابھار اور ارتقا سے، تشدد، اختیار، اقتدار اور ریاست کے تعلق سے اس کے معین فرائض سے انکار کرتے ہیں۔

انارکزم پر موجودہ سوشل ڈیموکریٹوں کی عام نکتہ چینی بالکل خالص عامیانہ سفلہ پن ہو کر رہ گی ہے۔ "ہم ریاست کو مانتے ہیں جبکہ انارکسٹ نہیں مانتے! قدرتی بات ہے کے ایسا سفلہ پن تھوڑا بہت سوچنے والے اور انقلابی مزدوروں کو دور دھکیلنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اینگلز نے مختلف بات کہی ہے وہ زور دیتے ہیں کہ سب سوشلسٹ یہ مانتے ہیں کہ سوشلسٹ انقلاب کے نتیجے میں ریاست غائب ہو جائے گی۔ پھر وہ انقلاب کے ٹھوس سوال کو رکھتے ہیں، وہی سوال جس سے موقع پرست سوشل ڈیموکریٹ عام طور پر گزیر کرتے ہیں اور یوں کہنا چاہئے کہ اس کو محض انارکسٹوں کے لئے "مرتب" کرنے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اینگلز اس سوال پر بحث کرتے ہوئے دکھتی رگ پکڑ لیتے ہیں، وہ سوال کرتے ہیں کیا کمیون کو ریاست کے انقلابی اقتدار کا معنی حکمراں طبقے کی حیثیت سے مسلح اور منظّم پرولتاریہ کے اقتدار کا زیادہ استعمال نہ کرنا چاۓ تھا؟

رائج سرکاری سوشل ڈیموکریسی انقلاب میں پرولتاریہ کے ٹھوس فرائض کے سوال کو عام طور پر یا تو محض عامیانہ مذاق یا زیادہ سے زیادہ اس صوفیانہ گریز کے ساتھ ٹال دیتی تھی "وہاں دیکھا جائے گا"۔ اور انارکسٹوں نے اس سوشل ڈیموکریسی کے بارے میں بجا طور پر کہا تھا کہ مزدوروں کو انقلابی تعلیم دینے کے اپنے فریضے سے غداری کرتی ہے۔ اینگلز پچھلے پرولتاری انقلاب کے تجربے کو اسی ٹھوس مطالعہ ہی کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ بینکوں

اور ریاست دونوں کے بارے میں پرولتاریہ کو کیا کرنا اور کیسے کرنا چاہئے۔

3۔ بیل کے نام خط

ریاست کے بارے میں مارکس اور اینگلز کی تصانیف میں اگر بہترین نہیں تو ایک سب سے اچھی بحث اینگلز کے اس خط کا اقتباس ہے جو انہوں نے بیل کو 28-18 مارچ 1870 کو لکھا تھا۔ ہم بر سبیل تذکرہ یہ کہتے چلیں کہ جہاں تک ہم کو معلوم ہے یہ خط سب سے پہلے بیل نے اپنی سوانح ("اپنی زندگی سے") کی دوسری جلد میں شائع کرایا جو 1911 میں چھپی یعنی خط لکھنے اور بھیجنے جانے کے 36 سال بعد۔ گوتھا پروگرام کے اسی مسودے پر تنقید کرتے ہوئے جس پر مارکس نے براکے کے نام اپنے مشہور خط میں تنقید کی تھی اور ریاست کے بارے میں خاص طور سے سوال کو لیتے ہوئے اینگلز نے ببیل کو لکھا۔

> " آزاد عوامی ریاست آزاد ریاست میں تبدیل ہوگئی۔ قواعد کے لحاظ سے ان الفاظ کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آزاد ریاست وہ ہے جو اپنے شہریوں کے تعلق سے آزاد ہو یعنی مطلق العنان حکومت والی ریاست ۔ مناسب یہ ہوتا کہ ریاست کے بارے میں یہ ساری بکواس بند کردی جاتی ، خصوصاً کمیون کے بعد جو لفظ کے صحیح معنوں میں اب ریاست نہیں رہا تھا۔ انارکسٹوں نے "عوامی ریاست" کو کافی سے زیادہ ہماری آنکھوں کا کانٹا بنا دیا ہے حالانکہ پرودھوں کے خلاف مارکس کی کتاب (22) اور بعد میں " کمیونسٹ مینی فسٹو" صاف کہتے ہیں کہ سوشلسٹ سماجی نظام رائج ہونے کے بعد ریاست خود منتشر ہو کر (sich auflost) غائب ہو جاتی ہے۔ چونکہ ریاست ایک عبوری ادارہ ہے جس کو جدو جہد میں، انقلاب میں دشمنوں کو بزور کچلنے کے لئے استعمال کرنا پڑتا ہے اس لئے آزاد عوامی ریاست کی بات نری حماقت ہے. ابھی تک پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت رہتی ہے، پرولتاریہ کو اس کی ضرورت آزادی کے مفادات کے لئے نہیں بلکہ اپنے دشمنوں کو دبائے رکھنے کے لئے ہوتی ہے تو ریاست کا اس صورت میں وجود نہیں رہتا۔ اس لئے ہم تجویز کرتے ہیں کہ ہر جگہ لفظ ریاست کی جگہ لفظ " برادری" (gemeinwesen) رکھا جائے جو بڑا اچھا پرانا جرمن لفظ ہے اور فرانسیسی لفظ " کمیون " سے مطابقت رکھتا ہے" (اصل جرمن مسودہ، صفحات 322-321)

اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ یہ خط اس پارٹی پروگرام کا حوالہ دیتا ہے جس پر مارکس نے مندرجہ بالا خط سے چند ہفتے بعد اپنے خط میں تنقید کی تھی (مارکس کا خط 5 مئی 1870 کا ہے اور اس وقت اینگلز مارکس کے ساتھ

لندن میں رہتے تھے۔ اس لئے آخری جملے میں "ہم" کہتے ہوئے اینگلز بلا شبہ اپنی اور مارکس کی طرف سے بھی جرمن مزدور پارٹی کے لیڈر سے یہ تجویز کرتے ہیں کہ لفظ "ریاست" پروگرام سے نکال کر اس جگہ لفظ "برادری" رکھا جائے۔

موقع پرستوں کی آسانی کے لئے توڑی مروڑی ہوئی موجودہ "مارکس ازم" کے سربراہ "انارکزم" کے بارے میں کتنی چیخ پکار کریں گے اگر پروگرام میں اس طرح کی ترمیم کی تجویز ان سے کی جائے!

اب کو چیخ پکار کرنے دو۔ اس کے لئے بورژوازی ان کو مرحبا کہے گی۔

اور ہم اپنا کام کریں گے۔ اپنی پارٹی کے پروگرام پر نظر ثانی کرتے ہوئے ہمیں ہر طرح سے مارکس اور اینگلز کے مشورے کو پیش نظر رکھنا چاہے تا کہ ہم سچ سے قریب ہوسکیں، مارکس ازم کو توڑ مروڑ سے صاف کر کے بحال کرسکیں اور مزدور طبقے کی نجات کے لئے اس کی جدوجہد کی صحیح معنی میں رہنمائی کرسکیں۔ اینگلز اور مارکس کے مشورے کے خلاف بالشویکوں میں یقنی طور پر کوئی نہیں ملے گا۔ شاید مشکل صرف اصطلاح میں ہوگی۔ جرمن میں دو الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی " برادری" ہیں اور اینگلز نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ واحد برادری نہیں دکھا تا بلکہ ان کے مجموعے، برادریوں کے سسٹم کو دکھا تا ہے۔ روسی میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے اور ممکن ہے فرانسیی لفظ " کمیون" لینا مناسب ہو حالانکہ اس کی بھی اپنی خامیاں ہیں۔

" کمیون" لفظ کے صحیح معنوں میں، اب ریاست نہیں رہی تھی"۔ جو نظریاتی طور پر بہت ہی اہم بیان ہے جو اینگلز نے دیا ہے۔ جو کچھ اوپر کہا جا چکا ہے اس کے بعد یہ بیان بالکل صاف ہے۔ کمیون کا ریاست ہونا ختم ہو رہا تھا کیونکہ اسے آبادی کی اکثریت کو نہیں بلکہ اقلیت (استحصال کرنے والوں) کو دبانا تھا۔ اس نے بورژوازی کی ریاستی مشنیری کو توڑ دیا تھا۔ دباؤ ڈالنے کی مخصوص طاقت کے بجائے آبادی خود سامنے آگئی۔ یہ سب کچھ ریاست کے صحیح معنوں سے علیحدہ تھا۔ اور اگر کمیون مضبوطی سے قائم ہو جاتا تو اس میں ریاست کی تمام علامتیں خود سے "رفتہ رفتہ مٹ جاتیں"، اسے ریاست کے ادرواں کو "منسوخ" نہ کرنا پڑتا وہ کام کرنا بند کر دیتے کیونکہ ان کے پاس کچھ کرنے کو نہ ہوتا۔

"انارکسٹوں نے "عوامی ریاست" کو ہماری آنکھوں کا کانٹا بنا دیا ہے"۔ یہ کہنے میں اینگلز سب سے پہلے باکونین اور جرمن سوشل ڈیموکریٹوں پر اس کے حملے پیش نظر رکھتے ہیں۔ اینگلز حملوں کو اس لئے بجا تسلیم کرتے ہیں کہ " عوامی ریاست " اس حد تک نامعقول اور سوشلزم سے اس حد تک علیحدگی ہے جتنی "آزاد عوامی ریاست"۔ اینگلز نے انارکسٹوں کے خلاف جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی جدوجہد کو صحیح ڈھرے پر لگانے کی کوشش کی تا کہ یہ جدوجہد اصولی طور پر صحیح بن سکے اور "ریاست" کے بارے میں موقع پرست تعصّبات سے اس کو نجات

مل سکے۔ افسوس اینگلز کا خط 36 سال تک کہیں نیچے پڑا رہا۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے اس خط کی اشاعت کے بعد بھی کاؤتسکی نے حقیقت میں وہی غلطیاں باصرار دہرائیں جن کے خلاف اینگلز نے انتباہ کیا تھا۔ ببیل نے اینگلز کو اپنے 21 ستمبر 1870 کے خط سے جواب دیا جس میں دوسری چیزوں کے علاوہ ببیل نے یہ بھی لکھا کہ وہ پروگرام کے مسودے کے بارے اینگلز کی رائے سے "پوری طرح متفق" ہیں اور یہ کہ انہوں نے چھوٹ دینے کے لئے لیبکنیخت کو ملامت کی ہے (ببیل کی سوانح کا جرمن ایڈیشن، دوسری جلد، صفحہ 334)۔ لیکن اگر ہم ببیل کا پمفلٹ "ہمارے مقاصد" لے لیں تو وہاں ہم کو ریاست کے بارے میں ایسے خیالات ملیں گے جو بالکل غلط ہیں۔

" طبقاتی تسلط پر مبنی ریاست کو عوامی ریاست میں تبدیل کر دینا چاہئے "(unsere ziele جرمن ایڈیشن، 1886 صفحہ 14)۔ یہ ببیل کے پمفلٹ کے 9 ویں (نویں) ایڈیشن میں شائع ہوا تھا یہ حیرت کی بات نہیں کہ ریاست کے بارے میں موقع پرستانہ بحث جس کو باصرار دہرایا جاتا تھا جرمن سوشل ڈیموکریٹوں نے اپنے میں سمولیا، خصوصاً جبکہ اینگلز کی انقلابی تشریحات کو کہیں نیچے ڈال دیا گیا اور حالات زندگی ایسے تھے کہ وہ مدتوں تک انقلاب سے ''الگ'' رہیں۔

4۔ ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر تنقید

ریاست کے بارے میں مارکس ازم کی تعلیمات کا تجزیہ کرتے ہوئے ایرفورٹ پرگرام (23) کے مسودے پر اس تنقید کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو اینگلز نے کاوتسکی کو 29 جون 1891 کو بھیجی تھی اور جو دس سال بعد ہی Neue Zeit میں شائع ہوئی کیونکہ اس کا تعلق بڑی حد تک ریاست کی تنظیم سے متعلق سوالات میں سوشل ڈیموکریٹوں کے موقع پرستانہ خیالات پر تنقید سے ہے۔

ہم اس بات پر غور کرتے چلیں گے کہ اینگلز نے معاشی سوالات پر بھی بہت ہی بیش بہا رائے پیش کی ہے جو دکھاتی ہے کہ انہوں نے کتنی توجہ اور غور کے ساتھ ان تبدیلیوں کو دیکھا جو جدید ترین سرمایہ داری میں ہو رہی ہیں اور اسی وجہ سے وہ کیسے ایک حد تک ہمارے سامراجی دور کے فرائض کو پہلے سے دیکھ سکے۔ یہ رہی ان کی رائے: لفظ ''غیر منصوبہ بندی'' (Planlosigkeit) کے بارے میں، جو پروگرام کے مسودے میں سرمایہ داری کی کردار نگاری کے لئے استعمال کیا گیا، اینگلز نے لکھا ہے:

"...جب ہم جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کی طرف سے ٹرسٹوں کی طرف آتے ہیں جو ساری صنعتوں کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور ان کے اجارے دار بن جاتے ہیں تو یہاں نہ صرف نجی پیداوار بند ہوتی ہے بلکہ غیر

منصوبہ بندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔" (Neue Zeit بیسواں سال اشاعت، جلد 1، 1901-1902، صفحہ 8)

یہاں جدید ترین سرمایہ داری یعنی سامراج کے نظریاتی اندازے کی انتہائی اہم چیز لی گئی ہے یعنی یہ کہ سرمایہ داری بدل کر اجارے دارانہ سرمایہ داری ہو جاتی ہے۔ موخر الذکر پر زور دینا چاہئے کیونکہ بورژوا اصلاح پرست دعویٰ کہ سرمایہ داری یا ریاستی اجارے دارانہ سرمایہ داری اب سرمایہ داری نہیں رہی ہے بلکہ اس کو ''ریاستی سوشلزم'' کہا جا سکتا ہے وغیرہ، اب بہت عام غلطی ہو گئی ہے۔ درحقیقت مکمل منصوبہ بندی نہ تو ٹرسٹ فراہم کرتے تھے، نہ اب کر رہے ہیں اور نہ فراہم کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ چاہے جتنی منصوبہ بندی فراہم کرتے ہیں، بڑے بڑے سرمایہ دار قومی حتیٰ کہ بین الاقوامی پیمانے پر پیداوار کی مقدار کا چاہے جتنا بھی پہلے سے حساب لگاتے ہیں اور اس کو چاہے جتنا منصوبے کے مطابق متناسب بناتے ہیں ہم پھر بھی سرمایہ دار نظام کے تحت ہی رہتے ہیں، یہ سچ ہے کہ اس کی نئی منزل میں، پھر بھی بلا شبہ سرمایہ دارانہ نظام میں رہتے ہیں۔ سوشلزم سے ایسی سرمایہ داری کی ''قربت'' پرولتاریہ کے حقیقی نمائندوں کے لئے سوشلسٹ انقلاب کی قربت، آسانی، امکانات اور فوری ضرورت کی دلیل کا ثبوت بن سکتی ہے اور اس کی کی دلیل بالکل نہیں بن سکتی کہ ایسے انقلاب کے انکار کو برداشت کیا جائے اور سرمایہ داری کو زیادہ دلکش بنانے کی کوششیں کی جائیں، ایسی چیز جس کے لئے سب اصلاح پرست کوشاں ہیں۔

لیکن ہم ریاست کے سوال کی طرف واپس آتے ہیں۔ اپنے خط میں اینگلز نے خاص طور سے تین بیش بہا تجاویز پیش کی ہیں: اول، ریپبلک کے بارے میں، دوسرے، قومی سوال اور ریاستی تنظیم کے درمیان تعلق کے بارے میں اور تیسرے، مقامی خود انتظامی کے بارے میں۔

جہاں تک ریپبلک کا تعلق ہے اینگلز نے ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر اپنی نکتہ چینی کا اس کو مرکز بنایا اور اگر ہم یاد کریں کہ دنیا کی ساری سوشل ڈیموکریسی کے لئے ایرفورٹ پروگرام نے کیا اہمیت اختیار کر لی تھی اور کیسے ساری دوسری انٹرنیشنل کے لئے نمونہ بن گیا تھا تو بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اینگلز نے یہاں ساری دوسری انٹرنیشنل کی موقع پرستی پر نکتہ چینی کی ہے۔

" مسودے کے سیاسی مطالبات میں اے بڑا نقص ہے" اینگلز نے لکھا "اس میں ٹھیک اس کی کمی ہے (خط کشیدہ اینگلز کا ہے) جس کو کہنا چاہئے تھا۔"

اور آگے انہوں نے اس کی وضاحت کی ہے کہ جرمن آئین 1850 کے انتہائی رجعت پرست آئین کا خاکہ ہے، کہ ریشتاغ بقول ولہلم لیبکنیخت "مطلق العنانی کا ''برگ انجیر'' ہے اور یہ خواہش ''محض حماقت'' ہو گی کہ ایسے آئین کی بنیاد پر ''محنت کے تمام آلات کو مشترکہ ملکیت بنا دیا جائے'' جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور چھوٹی جرمن ریاستوں کے فیڈریشن کے وجود کو قانونی قرار دیتا ہے۔

> "اس موضوع کو لینا خطرناک ہے" اینگلز نے یہ اچھی طرح جانتے ہوئے اضافہ کیا ہے جرمنی میں ریپبلک کے مطالبہ کو قانونی طور پر پروگرام میں شامل کرنا ناممکن تھا۔ لیکن اینگلز نے یوں ہی اس بین بات سے نارضامندی کا اظہار نہیں کیا جس سے "سب" مطمئن تھے۔ اینگلز نے آگے چل کر کہا، "بہرحال، کسی نہ کسی طرح اس معاملے کو آگے بڑھانا چاہئے۔ یہ کتنا ضروری ہے، اس کو فی الوقت کو موقع پرستی بالکل ٹھیک ٹھیک دکھاتی ہے جو سوشل ڈیموکریٹک پریس کے ایک بڑے حصے میں پھیل رہی ہے (einredibender)۔ سوشلسٹ دشمن قانون (24) کی تجدید سے ڈرتے ہوئے یا اس قانون کے تسلط کے دور میں ہر طرح کے جلد بازی کے اعلانات کو یاد کرتے ہوئے اب یہ خواہش ہے کہ پارٹی جرمنی کے موجودہ قانونی نظام کو اس لئے تسلیم کرلے کہ وہ پارٹی کے تمام مطالبات پرامن طور پر پورے کرنے کے لئے کافی ہے...''

اینگلز نے خاص طور سے اس بنیادی واقعہ پر زور دیا کہ جرمن سوشل ڈیموکریٹ سوشلسٹ دشمن قانون کی تجدید کے ڈر سے سرگرم عمل تھے اور اس کو صاف طور پر موقع پرستی کہا۔ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ چونکہ جرمنی میں نہ تو ریپلک تھی اور نہ آزادی اس لئے "پرامن" راستے کے خواب محض حماقت تھے۔ اینگلز نے اس بات کی کافی احتیاط کی کہ ان کہ ہاتھ نہ بندھ جائیں۔ انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ ریپلک والے یا بہت آزاد ملکوں میں سوشلزم کی طرف پرامن ارتقا کا "تصور کرنا" (صرف تصور کرنا''!) ممکن ہے، لیکن جرمنی میں، انہوں نے پھر دہرایا،

"جرمنی میں جہاں حکومت قادر مطلق ہے اور ریشتاغ اور دوسرے نمائندادارے حقیقی طاقت نہیں رکھتے۔ جرمنی میں ایسی بات کی وکالت کرنے کا مطلب، جہاں علاوہ بریں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، مطلق العنانی سے برگ انجیر ہٹالینا اور اس کے ننگے پن کی پردہ داری کے لئے خود کھڑے ہوجانا ہے..."

جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے سرکاری لیڈروں کی بڑی اکثریت جس نے اس مشورے کو بالائے طاق رکھ دیا درحقیت مطلق العنانی کی پردہ دار ثابت ہوئی۔

"... آخر کار اس طرح کی پالیسی پارٹی کو صرف گمراہ کرسکتی ہے۔ وہ عام، مجرد سیاسی سوالوں کو سامنے لاکر فوری ٹھوس سوالوں کو چھپاتے ہیں جو پہلے بڑے واقعات، پہلے سیاسی بحران کے وقت خود بخود سامنے آجاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ فیصلہ کن لمحے میں پارٹی اچانک لاچار ثابت ہوگی اور اہم سوالوں کے بارے میں اس میں وضاحت اور اتفاق نہ ہوگا کیونکہ ایسے سوالوں پر پہلے کبھی بحث نہیں ہوئی.."

بڑی اور خاص باتوں کو روزمرہ کے فوری مفادات کے لئے اس طرح بھولنا، مابعد نتائج کو نظر انداز کر کے لمحاتی کامیابیوں کے پیچھے اس طرح دوڑنا اور ان کے لئے جدوجہد کرنا، تحریک کے مستقل کو اس کے حال پر اس

طرح قربان کرنا_ ممکن ہے کہ "ایماندارانہ" نیت سے ہو لیکن یہ موقع پرستی ہے اور موقع پرستی رہے گی، اور "ایماندارانہ" موقع پرستی شاید سب سے زیادہ خطرناک ہے"

اگر کوئی بات بلاشبہ ہے، تو یہ کہ ہماری پارٹی اور مزدور طبقہ صرف جمہوری رپبلک جیسی ہی سیاسی صورت میں برسر اقتدار آسکتے ہیں۔ حتیٰ کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی خاص صورت یہی ہے جیسا کہ عظیم فرانسیسی انقلاب نے دکھایا ہے.."

اینگلز نے یہاں خاص طور سے نمایاں صورت میں اس بنیادی خیال کا اعادہ کیا ہے جو مارکس کی تمام تصانیف میں ایک سرخ دھاگے کی طرح دوڑا ہوا ہے۔ یعنی یہ کہ جمہوری رپبلک پرولتاریہ کی ڈکٹیڑ شپ سے سب زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ ایسی ریپبلک، ذرا بھیسر مائے کا تسلط ختم کئے بغیر اور ای لئے عوام پر جبر و تشدد اور طبقاتی جدوجہد ختم کئے بغیر ناگذیر طور پر اس جدوجہد کو احد تک پھیلاتی اور فروح دیتی ہے، اس کی تہیں کھولتی ہے اور جدوجہد کو تیز کرتی ہے کہ جیسے ہی کچلے ہوئے عوام کے بنیادی مفادات کو مطمئن کرنے کا مکان پیدا ہوتا ہے اس امکان کی ناگذیر اور واحد طریقے سے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے ذریعہ، ان عوام کی پرولتاریہ کی قیادت کے ذریعہ تکمیل کی جاتی ہے۔ ساری دوسری انٹرنیشنل کے لئے یہ بھی مارکس ازم کے ''فراموش کردہ'' الفاظ ہیں اور یہ واقعہ کہ وہ فراموش کئے جاچکے ہیں منشویک پارٹی کی تاریخ نے 1917 کے روسی انقلاب کے پہلے چھ مہینوں میں خاص صفائی کے ساتھ دکھایا ہے۔

آبادی کی قومی ساخت کے سلسلے میں وفاقی ریپبلک کے موضوع پر اینگلز نے لکھا ہے:

''موجودہ زمانے کے جرمنی کی جگہ کیا ہونا چاہئے؟'' (مع اس کے رجعت پرست شاہ پرست آئین اور اسی طرح چھوٹی ریاستوں میں اس کی رجعت پرست تقسیم، ایسی تقسیم جو ''پروشین ازم'' کی تمام خصوصیات کو ابدیت بخشتی ہے بجائے اس کے کہ ان کو جرمنی میں مجموعی طور پر منتشر کر دیا جائے)۔ ''میری رائے میں پرولتاریہ صرف واحد اور ناقابل تقسیم ریپبلک کی صورت ہی کو استعمال کرسکتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے زبردست علاقے میں مجموعی طور پر اب بھی ایک وفاقی ریپبلک کی ضرورت ہے حالانکہ اس کی مشرقی ریاستوں میں اب تک وہ رکاوٹ کی صورت اختیار کرچکی ہے۔ برطانیہ میں یہ آگے کی طرف قدم ہوگا جہاں دو جزیروں میں چار قومیں بستی ہیں اور واحد پارلیمنٹ کے باوجود قانون سازی کے تین سسٹم پہلو بہ پہلو موجود ہیں۔ چھوٹے سوئٹزر لینڈ میں یہ مدتوں سے رکاوٹ بن چکی ہے اور وہاں وفاقی ریپبلک صرف اس لئے قابل برداشت ہے کہ سوئٹزر لینڈ یورپی ریاستی نظام کا بالکل مجہول ممبر ہونے پر قانع ہے۔ جرمنی کے لئے سوئٹزر لینڈ کے نمونے پر وفاقیت پیچھے کی طرف قدم ہوگا۔ دو نکتے یونین ریاست اور مکمل طور پر متحد ریاست کے درمیان فرق پیدا کرتے ہیں: اول تو ہر ممبر ریاست، ہر کینٹن اپنی

دیوانی اور فوجداری قانون بنانے اور عدالت کا سسٹم رکھتا ہے۔ دوسرے، ایک عوامی ایوان کے ساتھ ایک وفاقی ایوان بھی ہوتا ہے جس میں ہر کینٹن خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ووٹ دیتا ہے’’۔ جرمنی میں یونین ریاست مکمل متحد ریاست کی طرف عبور ہے اور 1866 اور 1870 کے ‘‘اوپر سے انقلاب’’ پیچھے کی طرف نہ دھکیلنا چاہیئے بلکہ ‘‘نیچے سے تحریک کے ذریعہ’’ اس میں اضافہ کرنا چاہیئے۔

نہ صرف یہ اینگلز ریاست کی شکلوں کی طرف بے توجہی نہیں برتتے بلکہ اس کے برعکس انتہائی تفصیل کے ساتھ وہ ان ہی عبوری شکلوں کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ ہر مخصوص معاملے میں اس کی ٹھوس تاریخی خصوصیات کے مطابق معلوم کرسکیں کہ کس بات سے کس بات کی طرف مخصوص عبوری شکل گزر رہی ہے۔

پرولتاریہ اور پرولتاری انقلاب کے نقطہ نظر سے اینگلز بھی مارکس کی طرح جمہوری مرکزیت، واحد اور ناقابل تقسیم ریپلک کے علمبردار ہیں۔ وہ وفاقی ریپلک کو یا تو استثنیٰ اور ترقی کے لئے رکاوٹ یا شاہی سے مرکوز ریپلک کی طرف عبور، بعض خاص شرائط کے تحت " آگے کی طرف قدم " سمجھتے ہیں۔ اور ان مخصوص شرائط کے تحت قومی سوال سامنے آتا ہے۔

چھوٹی ریاستوں کی رجعت پرست نوعیت پر او بعض ٹھوس معاملوں میں اس کو قومی سوال کے پردے میں چھپانے پر شدید تنقید کے باوجود اینگلز نے بھی مارکس کی طرح کبھی یہ ذرا کوشش نہیں کی کہ وہ قومی سوال کو نظر انداز کریں۔ یہ کوشش جس کے اکثر ہالینڈ اور پولینڈ کے مارکس وادی مرتکب ہوتے جو "اپنی" چھوٹی ریاستوں کی تنگ نظر قوم پرستی کے خلاف قانونی جدوجہد کرتے ہیں۔

حتی کہ برطانیہ میں، جہاں جغرافیائی حالات، مشترکہ زبان اور متعدد صدیوں کی تاریخ ملک کے مختلف چھوٹے حصوں میں قومی سوال کو " ختم کرتی " معلوم ہوتی ہے، یہاں بھی اینگلز نے اس واضح واقعہ کو پیش نظر رکھا کہ قومی سوال ابھی تک ماضی کی بات نہیں ہوئی ہے اور اس لئے وہ وفاقی ریپلک کا قیام " آگے کی طرف قدم " سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں اس کا شائبہ بھی نہیں ہے کہ اینگلز نے وفاقی ریپلک کی خامیوں پر تنقید ترک کردی ہے یا اور مرکوز جمہوری ریپلک کی انتہائی باعزم جدوجہد اور پروپیگنڈے سے دست بردار ہوگئے ہیں۔

لیکن جمہوری مرکزیت سے اینگلز کا مطلب بالکل وہ نہیں ہے جو نوکرشاہی معنی میں اس اصطلاح کو بورژوا اور پیٹی بورژوا نظریات داں اور انارکسٹ استعمال کرتے اینگلز کا مرکزیت کا خیال ایسی وسیع خود انتظامی کو خارج نہیں کرتا جو تمام نوکرشاہی رواجواں اور اوپر سے سارے " احکام " جاری کرنے کو بالکل ختم کرتی ہے بشرطیکہ " کمیون " اور ضلع رضاکارانہ طور پر متحدہ ریاست کی وکالت کریں۔

اینگلز نے ریاست کے بارے میں مارکس ازم کے پروگرام والے نظریات کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھا

ہے۔" ...اس طرح، متحد ریپلک لیکن موجودہ فرانسیسی ریپلک کے معنی میں نہیں جو بلاشہنشاہ کے سلطنت ہے جو 1798 میں قائم ہوئی تھی۔ 1792 سے 1798 تک ہر فرانسیسی صوبے، ہر برادری (gemeinde) کو امریکی نمونے کی مکمل خود انتظامی حکومت حاصل تھی اور یہی ہم کو بھی حاصل ہونا چاہئے۔ خود انتظامی کو کیسے منظّم کیا جائے اور ہم نوکر شاہی کے بغیر اس کا اانتظام کیسے کریں، یہ ہم کو مریکہ اور پہلی فرانسیسی ریپلک نے دکھایا اور ثابت کیا ہے اور آج بھی کناڈا آسٹریلیا اور دوسری برطانوی نو آبادیات دکھا رہی ہیں۔ اور اس قسم کی صوبوں (علاقوں) اور براداریوں کی خود انتظامی حکومت کہیں زیادہ آزاد ہے مثلاً نسبت سوئٹزلینڈ کی وفاقیت کے جس کے تحت، یہ صحیح ہے کہ کینٹن بند کے تعلق سے " (یعنی مجموعی طور پر وفاقی ریاست کے تعلق سے)" بہت خود مختار ہے لیکن ضلع (bezirk) اور برادری کے تعلق سے بھی خود مختار ہے۔ کینٹن کی حکومتیں ضلع کے گورنر (bezark statthalter) اور prefects) مقرر کرتی ہیں جو انگریزی زبان والے ملکوں میں بالکل نہیں ہیں اور جن کو ہمیں یہاں مستقبل میں اسی عزم کے ساتھ ختم کرنا چاہئے جیسے پروشیائی ragierungsrate اور landrate (کمشنروں، ضلع پولیس افسران، گورنروں اور عام طور ان افسروں کو جو اوپر سے مقرر کئے گئے ہیں)" کو"۔ اسی کے مطابق اینگلز نے پروگرام میں خود انتظامی حکومت کی دفعہ کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ کی تجویز کی "صوبوں (گوبیرنیا یا علاقوں)، ضلعوں اور برادریوں کی مکمل خود انتظامی عام رائے دہندگی کی بنیاد پر چنے ہوئے افسران کے ذریعے۔ ریاست کے مقرر کردہ سارے مقامی اور صوبائی صاحبان اختیار کی منسوخی۔.. "

میں "پراودا" (20) (شمارہ 68، 28 مئی 1917) میں جس کو کیرینسکی اور دوسرے "سوشلسٹ" وزرا کی حکومت نے دبا دیا اس کی طرف اشارہ کر چکا ہوں کی کیسے اس نکتے پر (ظاہر ہے صرف اسی نکتے پر نہیں) نام نہاد انقلابی جمہوریت کے ہمارے نام نہاد سوشلسٹ نمائندے نمایاں طور پر جمہوریت سے پیچھے ہٹ گئے۔ قدرتی بات ہے کہ جن لوگوں نے اپنے کو سامراجی بورژوازی کے ساتھ "ایتلاف" کے رشتے میں باندہ رکھا ہے انہوں نے اس تنقید کی طرف سے اپنے کان بند کر لئے۔

اس بات کی طرف توجہ دینا بہت اہم ہے کہ اینگلز نے واقعات کے لے کر ایک انتہائی ٹھیک مثال سے اس تعصب کی تردید کی جو بہت پھیلا ہوا ہے، خصوصاً پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں میں، کہ مرکوز ریپلک کے مقابلے میں وفاقی ریپلک کا مطلب زیادہ آزادی ہے۔ یہ غلط ہے۔ اینگلز نے 1798 1792 کی مرکوز فرانسیسی ریپلک اور سوئٹزلینڈ کی وفاقی ریپلک نے واقعات پیش کر کے اس کی تردید کی ہے۔ حقیقی جمہوری مرکوز ریپلک نے وفاقی ریپلک کے مقابلے میں زیادہ آزادی دی ہے۔ دوسرے الفاظ میں سب سے زیادہ مقامی، علاقائی اور دوسری آزدای جس سے تاریخ واقف ہے مرکوز ریپلک نے دی ہے نہ کہ وفاقی ریپلک نے۔ اس واقعہ پر وفاقی اور مرکوز

ریپبلک اور خود انتظامی حکومت کے بارے پورے سوال پر بھی، ہمارے پارٹی پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن میں کافی توجہ نہیں دی جاتی تھی اور اب بھی نہیں دی جا رہی ہے۔

مارکس کی کتاب "فرانس میں خانہ جنگی" کا 1819 کا پیش لفظ"

فرانس میں خانہ جنگی" کے تیسرے ایڈیشن کے لئے اپنے پیش لفظ میں (اس پیش لفظ کی تاریخ 18 مارچ 1891 ہے اور پہلی بار یہ رسالہ (neue zeat میں شائع ہوا تھا) اینگلز نے ریاست کی طرف رویے کے بارے میں سوالوں پر کچھ دلچسپ سرسری رائے زنی کے علاوہ کمیون کے دئے ہوئے سبقوں کے بارے بہت ہی اچھا واضح خلاصہ پیش کیا۔ یہ خلاصہ جوان بیس برسوں کے پورے تجربے سے اور زیادہ گہرا ہو گیا تھا جو کمیون اور مصنف کے درمیان تھے اور جو خاص طور سے جرمنی میں پھیلے ہوئے "ریاست کے توہم آمیز عقیدے" کے خلاف تھا، زیر غور سوال کے سلسلے میں بجا طور پر مارکس ازم کا حرف آخر کہا جا سکتا ہے۔

اینگلز نے لکھا ہے کہ فرانس میں ہر انقلاب کے بعد مزدور مسلح ہوتے تھے، "اس لئے مزدوروں کو نہتا کرنا برسر اقتدار بورژوا کے لئے پہلا مقدس فریضہ تھا۔ اسی لئے مزدوروں کے جیتے ہوئے ہر انقلاب کے بعد نئی جدوجہد ہوتی ہے جو مزدوروں کی شکست پر ختم ہوتی ہے..."

بورژوا انقلابوں کے تجربے کا یہ خلاصہ بہت ہی جامع اور پر معنی ہے۔ ریاست کے سوال پر (کیا مظلوم طبقے کے پاس اسلحہ ہے؟) دوسری باتوں کے علاوہ معاملے کے سارے مافیہ کو یہاں بہت اچھی طرح سمجھا گیا ہے۔ یہی نچوڑ ہے جس سے بورژوا نظریات سے متاثر پروفیسر اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ اکثر گریز کرتے ہیں۔ 1918 کے روسی انقلاب میں بورژوا انقلابوں کے اس راز کو فاش کرنے کی عزت (کاوینیک کی عزت (26)" منشویک"، "نیز مارکسی" تسرے تیلی کا ملی۔ اپنی 11 جون کی تاریخی" تقریر میں تسرے تیلی یہ کہہ اٹھے کہ بورژوازی پیٹروگراد کے مزدوروں کو نہتا کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ درحقیقت انہوں نے اس فیصلے کو اپنا اور عام طور پر "ریاست" کے لئے ضروری بتا کر پیش کیا!

تسرے تیلی کی 11 جون کی تاریخی تقریر واقعی 1917 کے انقلاب کی ہر مورخ کے لئے اس بات کی جیتی جاگتی مثال رہے گی کہ کس طرح جناب تسرے تیلی کی قیادت میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کا اتحاد انقلابی پرولتاریہ کے خلاف ہو کر بورژوازی کی طرف چلا گیا۔

اینگلز کا ایک اور سرسری ریماک جو ریاست کے سوال کے بارے میں بھی ہے مذہب کے متعلق ہے۔ یہ

اچھی طرح معلوم ہے کہ جرمن سوشل ڈیموکریسی جتنی فرسودہ ہوتی گئی اتنی ہی زیادہ موقع پرست ہوتی گئی، اتنی ہی زیادہ وہ اس مشہور فارمولے کی عامیانہ اور غلط تفسیر میں دھنستی گئی کہ ’’مذہب کے نجی معاملہ ہونے کا اعلان کیا جائے گا۔" یعنی اس فارمولے کو توڑ مروڑ کر یہ معنی نکالے گئے کہ مذہب انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کے لئے بھی نجی معاملہ ہے!! پرولتاریہ کے انقلابی پروگرام کے ساتھ اس مکمل غداری کے خلاف ہی اینگلز نے زوردار احتجاج کیا۔ 1891 میں انہوں نے اپنی پارٹی میں موقع پرستی کی صرف بہت ہی کمزور ابتدا دیکھی اوا سی لئے اس کے بارے میں بہت ہی احتیاط کا اظہار کیا۔

> ’’چونکہ تقریباً صرف مزدوروں کے مسلمہ نمائندے کمیون میں تھے اس لئے اس کے فیصلے قطعی طور پر پرولتاری کردار رکھتے تھے۔ یا تو ان فیصلوں میں وہ اصلاحات منظور کی گئی تھیں جو ریپبلکن بورژوازی نے محض اپنی بزدلی کی وجہ سے منظور نہیں کیں اور جو مزدور طبقے کی آزاد سرگرمیوں کے لئے ضروری بنیاد مہیا کرتی ہیں، مثلاً زندگی میں اس اصول کو رائج کرنا کہ ریاست کے تعلق سے مذہب بالکل نجی معاملہ ہے۔ یا کمیون نے ایسے احکام نافذ کئے جو مزدور طبقے کے مفاد میں براہ راست تھے اور جو پرانے سماج کے نظم ونسق کو گہرائی تک کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے۔"

اینگلز نے "ریاست کے تعلق سے" کے الفاظ پر عمداً زور دیا ہے جرمن موقع پرستی پر براہ راست ضرب لگانے کے لئے، جس نے پارٹی کے تعلق سے مذہب کے نجی معاملہ ہونے کا اعلان کر کے انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کو اس انتہائی بھونڈی "آزاد خیال" تنگ نظری کی سطح تک نیچے گرا دیا جو منکر ہونے کی صورت کو ماننے کے لئے تیار تھی لیکن لوگوں کو بیوقوف بنانے والی مذہب کی افیون کے خلاف پارٹی کی جدو جہد کے فریضے سے دست بردار ہو جاتی تھی۔

جرمن سوشل ڈیموکریسی کے مستقبل کا مورخ 1914 میں اس کی شرمناک ناکامی کی جڑیں تلاش کرتے ہوئے اس سوال پر بہت ہی دلچسپ اور کافی مواد پائے گا جو پارٹی کے نظریاتی لیڈر کاؤتسکی کے مضامین میں گریز پا اعلانات سے شروع ہوتا ہے جن میں موقع پرستی کے لئے پٹوپٹ دروازہ کھول دیا گیا ہے اور 1913 میں los-von-kirche-bewegung (چرچ سے علحدہ ہونے کی تحریک) کی طرف پارٹی کے رویے پر ختم ہوتا ہے۔

لیکن آیئے ہم دیکھیں کہ کمیون کے 20 سال بعد اینگلز نے مجاہد پرولتاریہ کے لئے اس سبقوں کا خلاصہ کیسے پیش کیا ہے۔

یہ ہیں سبق جن کو اینگلز نے سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

" سابق مرکوز حکومت کا وہ ظالم اقتدار، فوج، سیاسی پولیس اور نوکر شاہی جس کی تخلیق نپولین نے 1798 میں کی تھی اور جس کو اس وقت سے ہر نئی حکومت دل پسند آلے کی طرح اپناتی اور اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرتی رہی ہے۔ یہی اقتدار ہے جس کو فرانس میں ہر جگہ اسی طرح ختم ہونا تھا جس طرح وہ پیرس میں ختم ہو چکا تھا۔

" بالکل ابتدا سے ہی کمیون کو یہ ماننا چاہئے تھا کہ مزدور طبقہ برسر اقتدار ہو کر پرانی ریاستی مشینری کے ذریعہ انتظام نہیں چلا سکتا، کہ اپنے تسلط کو نہ کھونے کے لئے جو ابھی حاصل ہوا ہے، مزدور طبقے کو، ایک طرف تو ظلم کی ساری مشینری اس کے خلاف استعمال ہوتی تھی اور دوسری طرف اپنے نمائندوں اور افسروں کے خلاف، ان سب کے لئے بلا استثنیٰ یہ اعلان کر کے کہ ان کو کسی وقت بھی واپس بلایا جا سکتا ہے، خود کو محفوظ کر لینا چاہئے...."

اینگلز نے ایک بار پھر اس پر زور دیا کہ صرف شاہی میں نہیں بلکہ جمہوری ریپلک میں بھی ریاست یہی کچھ ہی رہتی ہے، یعنی وہ اپنی بنیادی اور امتیازی خصوصیت رکھتی ہے: افسروں، " سماج کے خادموں "، اس کے اداروں کو سماج کے مالکوں میں تبدیل کرنا۔ "

’’ریاست اور ریاست کے اداروں کی سماج کے خادموں سے سماج کے مالکوں میں تبدیلی (تمام پچھلی ریاستوں میں ناگزیر تبدیلی) کے خلاف کمیون نے دو بالکل صحیح ذرائع استعمال کئے۔ اول تو اس نے تمام عہدے، انتظامی عدالتی اور تعلیمی، تمام متعلقہ لوگوں کی عام رائے دہندگی سے بھرے جن سے ووٹر عہدے دار کو کسی وقت بھی واپس بلا سکتے تھے۔ اور دوسرے اس نے تمام اعلیٰ اور ادنیٰ افسروں کو صرف وہ اجرت دی جو دوسرے مزدوروں کو ملتی تھی۔ کمیون نے سب سے زیادہ تنخواہ 6 ہزار فرانک دی۔ (برائے نام 2400 روبل یا زر تبادلہ کی موجودہ شرح کے مطابق تقریباً 6 ہزار روبل۔ ان بالشویکوں کا رویہ قطعی ناقابل معافی ہے جو یہ تجویز کرتے ہیں کہ مثلاً شہری دوماؤں کے ممبروں کو 9 ہزار روبل تنخواہ دی جائے اور یہ نہیں تجویز کرتے کہ ساری ریاست میں 6 ہزار روبل زیادہ سے زیادہ تنخواہ ہو جو کافی رقم ہے۔ (27)۔ اس طرح جاہ و منصب اور کیریرازم کے خلاف ایک معتبر رکاوٹ ان پابندیوں کے علاوہ کھڑی کر دی گئی جو نمائندہ اداروں کے مندوبین پر عائد کی گئی تھیں....۔‘‘

اینگلز یہاں ایسی دلچسپ حد قریب آ جاتے ہیں جس پر مستقل جمہوریت ایک طرف سوشلزم کا تقاضہ کرتی ہے۔ کیونکہ ریاست کو ختم کرنے کے لئے یہ ضروی ہے کہ ریاستی خدمات کے کاموں کو کنٹرول اور حساب کتاب کے ایسے سادہ عوامل میں بدل دیا جائے جو آبادی کی بڑی اکثریت کی دسترس اور اختیار میں ہوں اور پھر ہر فرد کے لئے۔ اور کیریرازم کے قطعی خاتمے کا مطالبہ یہ ہے کہ ریاستی ملازمت میں " معزز "، خواہ بے نفع عہدوں کو بینکوں اور جوائنٹ کمپنیوں کی بڑی آمدنی والی ملازمتوں تک جست لگانے کے لئے استعمال نہ کیا جا سکے جیسا کہ سب بہت ہی

آزاد سرمایہ دار ملکوں میں متواتر ہوتا ہے۔ بہر حال، اینگلز نے وہ غلطی نہیں کی جو مثلاً کچھ مارکس وادی قوموں کے حق خودارادیت کے سوال کے بارے میں کرتے ہیں جب وہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ سرمایہ داری میں یہ ناممکن ہے اور سوشلزم میں بے سود ہوگا۔ یہ بیان، جو بظاہر بڑی ہوشمندی کا معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت غلط ہے، کسی بھی جمہوری ادرا ے کے بارے میں دیا جاسکتا ہے اور ان میں سرکاری افسروں کی معتدل تنخواہیں بھی شامل ہیں کیونکہ قطعی طور پر مستقل جمہوریت سرمایہ دار نظام میں ناممکن ہے اور سوشلزم کے تحت ساری جمہوریت رفتہ رفتہ مٹ جائے گی۔

یہ صوفی ازم ہے جو اس پرانے لطیفے سے مشابہ ہے کی اگر آدمی کا ایک اور بال ضائع ہو جائے گا تو کیا وہ گنجا ہو جائے گا۔ جمہوریت کو مختتم حد تک ترقی دینا، اس ترقی کی صورتیں تلاش کرنا اور عمل سے ان کی آزمائش کرنا وغیرہ، یہ سب سماجی انقلاب کی جدوجہد کے فریضوں میں سے ہے۔ الگ الگ لے کر کسی طرح کی بھی جمہوریت سوشلزم نہیں لاسکتی، لیکن حقیقی زندگی میں جمہوریت کبھی "الگ نہیں لی جائے گی" وہ" دوسری چیزوں کے ساتھ لی جائے گی"، وہ معاشی زندگی پر بھی اثر انداز ہوگی اور اس کی تبدیلی کو تیز کرے گی اور معاشی ترقی سے خود بھی متاثر ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہے زندہ تاریخ کی جدلیات۔

اینگلز نے آگے چل کر لکھا:

" سابق ریاستی اقتدار کا دھماکے (sprengung) سے اڑ جانا اور اس کی جگہ پر ایک نئے اور واقعی جمہوری اقتدار کا آنا تفصیل کے ساتھ "خانہ جنگی" کے تیسرے باب میں لکھا گیا ہے۔ لیکن یہاں مختصر طور پر اس تبدیلی کی کچھ خصوصیات کا ایک بار پھر ذکر کرنا ضروری تھا کیونکہ جرمنی میں خاص طور سے ریاست میں توہم آمیز یقین فلسفے سے گزر کر بورژوازی حتیٰ کہ بہت سے مزدوروں کے عام شعور میں بھی پہنچ گیا ہے۔ فلسفیانہ نظریے کے مطابق ریاست "نظریے کی تکمیل" ہے یا فلسفیانہ زبان میں زمین پر خدا کی سلطنت ہے، ریاست ایسا شعبہ ہے جس میں ابدی سچائی اور انصاف کی تکمیل ہو چکی ہے یا ہونا چاہئے۔ اور اس سے ریاست اور اس سے ہر متعلق چیز کا توہم آمیز احترام پیدا ہوتا ہے جو بہت جلد جڑ پکڑ لیتا ہے کیونکہ لوگ بچپن سے یہ تصور کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں کہ ایسے معاملات اور مفادات کی تکمیل اور حفاظت جو سماج میں مشترک ہیں اس کے سوا اور کسی طرح نہیں ہوسکتی جیسے کہ پہلے ہوتی تھی یعنی ریاست اور اس کے اونچی اونچی تنخواہوں والے اعلی عہدے داروں کے ذریعے۔ لوگ خیال کرنے ہیں کہ وہ بہت غیر معمولی جرات آمیز قدم اٹھا رہے ہیں اگر وہ وراثتی شاہی پر یقین سے ہٹ کر جمہوری ریپلک میں یقین کرنے لگتے ہیں۔ بہر حال درحقیقت ریاست ایک طبقے کے ہاتھوں دوسرے طبقے کو دبانے کے آلہ کار کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور جمہوری ریپلک میں بھی دراصل وہ شاہی سے کم اس کا آلہ کار نہیں ہے۔ بہترین

صورت میں بھی ریاست ایک ایسی برائی ہے جو پرولتاریہ کو وراثت میں ملی ہے جس نے طبقاتی حکمرانی کی جدوجہد میں فتح پائی ہے۔ کمیون کی طرح فتح یاب پرولتاریہ کو اس برائی کے بدترین پہلو تیزی کے ساتھ کاٹ کر پھینکنا ہوں گے، یہاں تک کہ نئے، آزاد سماجی حالات میں نشوونما پائی ہوئی نسل ریاستی سسٹم کے پورے ملبے کو مسترد کر سکے گی۔"

اینگلز نے جرمنوں کو انتباہ کیا کہ وہ شاہی کو ریپلک سے بدلنے کے سلسلے میں عام طور پر ریاست کے سوال میں سوشلزم کے اصولوں کو نہ بھولیں۔ ان کے انتباہ اب تسرے تیلی اور چیرنوف صاحبان کے لئے براہ راست سبق ہیں جنہوں نے اپنے "ایتلاف" کے عمل میں ریاست کے لئے توہم آمیز یقین اور توہم آمیز احترام کا اظہار کیا ہے!

دو اور باتیں؛ (1) اگر اینگلز نے کہا ہے کہ جمہوری ریپلک میں ریاست شاہی سے " کچھ کم نہیں " ریاست " ایک طبقے کے ہاتھوں دوسرے طبقے کو دبانے کا آلہ کار " رہتی ہے تو اس کا یہ کسی طرح مطلب نہیں ہے کہ دباؤ کی صورت سے پرولتاریہ کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا جیسا کہ کچھ انارکسٹ "پڑھا" رہے ہیں۔ طبقاتی جدوجہد اور طبقاتی دباؤ کی زیادہ وسیع، زیادہ آزاد اور زیادہ کھلی ہوئی صورت پرولتاریہ کے لئے عام طور پر طبقات کے خاتمے کی جدوجہد میں بڑی مددگار ہوتی ہے۔ (2) صرف نئی نسل ہی کیوں ریاستی سسٹم کے پورے ملبے کو مسترد کر سکے گی؟ اس سوال کا تعلق جمہوریت پر قابو پانے سے ہے جس کی طرف ہم آ رہے ہیں۔

6۔ جمہوریت پر قابو پانے کے بارے میں اینگلز کی رائے

اینگلز نے اس بات پر اپنے خیالات کا اظہار "سوشل ڈیموکریٹ" نام کے سائنسی طور پر غلط ہونے کے سوال کے سلسلے میں کیا۔ اپنے 1870 اور آگے کے برسوں کے مختلف موضوع والے مضامین کے ایک ایڈیشن کے لئے جس میں زیادہ تر " بین اقوامی " سوالات کے بارے میں (internationales aus dem volksstaat) مضامین تھے، " (عوامی ریاست " سے بین اقوامی موضوعات پر "۔ (ایڈیٹر) 3 جنوری 1894 کے پیش لفظ میں اپنی موت سے ڈیڑھ سال پہلے لکھے ہوئے پیش لفظ میں اینگلز نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے تمام مضامین میں لفظ " کمیونسٹ " استعمال کیا ہے نہ کہ " سوشل ڈیموکریٹ " کیونکہ اس زمانے میں فرانس میں پرودھوں والے اور جرمنی میں لاسال والے (28) اپنے کو سوشل ڈیموکریٹ کہتے تھے۔ اینگلز نے آگے چل کر کہا ہے:

"مارکس اور میرے لئے اسی واسطے یہ قطعی ناممکن تھا کہ ہم اپنے مخصوص نقطۂ نظر کے اظہار کے لئے ایسی ڈھیلی ڈھالی اصطلاح استعمال کریں۔ موجودہ زمانے میں حالت مختلف ہے اور یہ لفظ ("سوشل ڈیموکریٹ") چل سکتا ہے (mag passieren) چاہے وہ اب بھی صحیح نہ ہو (unpassend، نا مناسب) ایسی پارٹی کے لئے جس کا معاشی پروگرام محض عام طور پر سوشلسٹ نہیں ہے بلکہ براہ راست کمیونسٹ ہے اور جس کا مختتم سیاسی مقصد پوری ریاست کو قابو میں لانا ہے، اور اس لئے جمہوریت کو بھی۔ بہرحال، حقیقی (اینگلز کا خط کشیدہ) سیاسی پارٹیوں کے نام کبھی پوری طرح ان سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ پارٹی ترقی کرتی رہتی ہے جب کہ نام اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔"

ماہر جدلیات اینگلز کو اپنے آخری دن تک جدلیات پر یقین رہا۔ انہوں نے کہا ہے کہ مارکس اور میرے پاس پارٹی کے لئے شاندار اور سائنسی طور پر ٹھیک نام تھا، لیکن اصل پارٹی ہی نہیں تھی یعنی عام پرولتاری پارٹی۔ اب (19 ویں صدی کے آخر میں) اصل پارٹی تو ہے لیکن اس کا سائنسی طور پر غلط ہے۔ پرواہ نہیں، وہ "چل سکتا" ہے، کاش کہ پارٹی ترقی کرے اور اس کے نام کی سائنسی خامی اس سے چھپی نہ ہو اور صحیح سمت میں اس کی ترقی میں رکاوٹ نہ ڈالے! "

شاید کوئی مسخرا ہم بالشویکوں کو اینگلز کے طریقے سے یہ کہہ کر تسلی دلانے کی کوشش کرے ہماری پارٹی حقیقی ہے، وہ شاندار طور سے ترقی کر رہی ہے، حتی کہ "بالشویک" جیسا بے معنی اور بھدا نام بھی "چل جائے گا" حالانکہ وہ اس خالص اتفاقی واقعہ کے سوا اور کچھ نہیں ظاہر کرتا کہ 1903 کی برسلز۔ لندن کانگرس میں ہم اکثریت میں تھے۔ شاید اب جب کہ ہماری پارٹی پر ریپبلکن اور "انقلابی" پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے جولائی اور اگست کے جبر وتشدد کی وجہ سے "بالشویک" نام کو ایسی عوامی اعزاز حاصل ہو گیا ہے اور مزید برآں اس جبر وتشدد نے ہماری پارٹی کی اس زبردست تاریخی پیش قدمی کی نشان دہی کی جو اس نے اپنی حقیقی ترقی میں کی ہے تو شاید اب میں بھی اس تجویز پر زور دینے میں جھجکوں گا جو میں نے اپریل میں اپنی پارٹی کا نام بدلنے کے لئے پیش تھی۔ شاید میں اپنے رفیقوں کے سامنے "سمجھوتے" کی تجویز پیش کروں، یعنی اپنے کو کمیونسٹ پارٹی کہنے کی لیکن بریکٹ میں لفظ "بالشویک" برقرار رکھنے کی۔

لیکن پارٹی کے نام سوال نسبتاً کہیں کم اہم ہے بمقابلہ ریاست کی طرف انقلابی پرولتاریہ کے رویے کے سوال کے۔

ریاست کے بارے میں عام مباحثوں میں وہ غلطی برابر کی جاتی ہے جس کے خلاف اینگلز نے یہاں انتباہ کیا ہے اور جس کے بارے میں ہم نے سرسری طور پر پہلے بتایا ہے یعنی یہ برابر فراموش کیا جا رہا ہے کہ

ریاست کے خاتمے کا مطلب جمہوریت کا خاتمہ بھی ہے، کہ ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے معنی ہیں جمہوریت کا رفتہ رفتہ مٹنا۔ پہلی نظر میں یہ دعویٰ بہت ہی عجیب اور نا قابل فہم معلوم ہوتا ہے دراصل کوئی ہم پر یہ بھی شبہ کر سکتا ہے کہ کہیں ہم ایسے سماجی نظام کی توقع تو نہیں رکھتے ہیں جس میں اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کے اصول کا لحاظ نہ کیا جائے گا کیونکہ جمہوریت کا مطلب تو ایسی اصول کو تسلیم کرنا ہے؟ (روسی میں اکثریت کے معنی "بلشینستو" ہیں اسی لئے بالشویک نام ہو گیا۔ (مترجم)

نہیں، جمہوریت اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کے ہم معنی نہیں ہے۔ جمہوریت ایسی ریاست ہے جو اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کو تسلیم کرتی ہے یعنی وہ تنظیم ہے ایک طبقے پر دوسرے طبقے کے، آبادی کے ایک حصے پر دوسرے حصے کے باقاعدہ تشدد کے لئے۔

ہم ریاست کے خاتمے کو اپنے مختتم مقصد بناتے ہیں یعنی تمام منظّم اور باقاعدہ تشدد، عوام کے خلاف عام طور پر تمام تشدد کے استعمال کے خاتمے کو۔ ہم ایسے سماجی نظام کے آنے کی توقع نہیں رکھتے جس میں اقلیت کو اکثریت کے تحت رکھنے کا اصول نہیں برتا جائے گا، بہرحال، سوشلزم کے لئے کوشش کرتے ہوئے ہمیں اس کا یقین ہے کہ وہ ترقی کر کے کمیونزم بن جائے گا اور اسی لئے عام طور پر لوگوں کے خلاف تشدد کرنے، ایک آدمی کو دوسرے کا، آبادی کے ایک حصے کا ماتحت بنانے کی ضرورت بالکل غائب ہو جائے گی کیونکہ لوگ بغیر تشدد اور بغیر ماتحتی کے سماجی زندگی کی ابتدائی شرائط پر عمل کرنے کے عادی ہو جائیں گے۔

عادت کے اس عنصر پر زور دینے کے لئے اینگلز نئی نسل کا ذکر کرتے ہیں جس کی "نئے، آزاد سماجی حالات میں نشونما" ہوگی جو "ریاستی سسٹم کے پورے ملبے کو مسترد کر سکے گی"۔ کسی بھی ریاستی سسٹم کو جس میں جمہوری ریپبلکن ریاستی سسٹم بھی شامل ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیادوں کے سوال کے تجزئے کی ضرورت ہے۔

پانچواں باب

ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیادیں

کارل مارکس نے اپنی کتاب " گوتھا پروگرام کی تنقید" میں نہایت تفصیل سے اس سوال پر بحث کی ہے (ملاحظہ ہو وہ خط جو 5 مئی 1875 برا کے کے نام لکھا گیا تھا اور صرف 1891 میں neue zeit کی جلد 9 شمارہ 1 میں شائع

ہوا اور پھر روسی زبان میں ایک خاص ایڈیشن کی صورت میں نکلا)۔ مارکس کی اس اہم تصنیف کا جو مناظرانہ حصہ ہے اور جس میں لاسال کے نظریے کی تنقید شامل ہے، یوں یعنی کہنا چاہئے کہ وہ اس کے اصل موضوع والے حصے پر غالب آ گیا ہے، یعنی کمیونزم کے چڑھنے اور ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے درمیان جو تعلق ہے اس کے تجزیے پر ۔

1۔ مارکس نے سوال یوں پیش کیا

کارل مارکس نے براکے کے نام 5 مئی 1875 کو اور اینگلز نے 27 مارچ 1875 کو ببیل کے نام جو خط لکھے (جس سے ہم نے اوپر بحث کی ہے) اگر ان دونوں خطوں کا سرسری نظر سے موازنہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ اینگلز کے مقابلے میں مارکس کہیں زیادہ "ریاست کے حامی" تھے اور یہ کہ ریاست کے متعلق ان دونوں اہل قلم کے خیالات میں بڑا فرق تھا۔

اینگلز نے ببیل کے سامنے یہ تجویز رکھی ہے کہ ریاست کے متعلق فضول گفتگو قطعی بند کی جائے ، یہ لفظ ریاست پروگرام سے بالکل نکال دیا جائے اور اس کی جگہ "برادری" کا لفظ رکھا جائے۔ اینگلز نے یہاں تک کہہ دیا کہ ریاست کے جو معنی ہوتے ہیں، کمیون ان معنوں میں ریاست تھا ہی نہیں۔ لیکن پھر بھی مارکس نے " کمیونسٹ سماج کی آئندہ کی ریاستی سسٹم " کا ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ کہ گویا کمیونزم قائم ہونے کے بعد بھی ریاست کی ضرورت باقی رہنے کو کارل مارکس نے تسلیم کیا ہے۔

لیکن یہ نتیجہ نکالنا بنیادی طور پر غلط ہوگا۔ ذرا غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ریاست اور اس کے مٹنے کے بارے میں مارکس اور اینگلز کے خیالات قطعی ایک سے ہیں مارکس کے جو لفظ اوپر نقل کئے گئے ہیں، وہ صرف اسی ریاستی سسٹم کا حوالہ دے رہے ہیں جو رفتہ رفتہ مٹنے کی حالت میں ہوگی۔ صاف بات ہے کہ قطعی طور سے وہ لمحہ یا وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا جب آئندہ چل کر ریاست "مٹ جائے گی" خاص کر ایسی حالت میں جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ریاست کا مٹنا بجائے خود ایک طول طویل سلسلہ ہوگا۔ مارکس اور خیالات میں ظاہراً جو فرق نظر آتا ہے وہ اس وجہ سے کہ ان کے موضوع الگ الگ تھے اور تحریر کا مقصد جداگانہ تھا۔ اینگلز کے سامنے یہ فریضہ تھا کہ وہ صاف طور سے، نقشہ کھینچ کر اور پھیلا کر ببیل کو دکھائیں کہ ریاست کے بارے میں اس وقت کیسے بیہودہ تعصّبات پائے جاتے تھے (اور جس میں کافی حد تک لاسال بھی شریک تھا)۔ مارکس نے اس سوال کو محض سرسری طور پر چھیڑا، ان کے پیش نظر ایک اور ہی سوال تھا، یعنی کمیونسٹ سماج کا پروان چڑھنا۔

مارکس کا پورا نظریہ ارتقا کے نظریے کا آج کی سرمایہ داری پر اطلاق کرنا ہے، اس کی باقاعدہ، مکمل، سوچی

سمجھی اور بھرپور اشکل میں۔ لہٰذا قدرتی طور پر مارکس کے سامنے اصل مسئلہ یہ تھا کہ اس نظریے کو دونوں صورتوں پر منطبق کر کے دکھائیں سرمایہ داری کے ہونے والے خاتمے پر اور آئندہ کمیونزم کی آئندہ ترقی پر بھی۔

تو پھر وہ کیا مواد ہے جس کی بنیاد پر کمیونزم کی آئندہ ترقی کے سوال پر مزید بحث کی جاسکتی ہے؟

اس کی بنیاد یہ ہے کہ سرمایہ داری میں ہی اس کا ابتدائی سرچشمہ ہے، وہ تاریخی اعتبار سے سرمایہ داری میں سے ہی ابھرے گا اور اس سماجی طاقت کے عمل کے بل بوتے پر ابھرے گا جسے خود سرمایہ داری نے جنم دیا ہے۔ مارکس کے ہاں دور دور اس بات کی کوشش نہیں پائی جاتی کہ وہ صرف خیال آرائی سے کام لے رہے ہیں اور جن باتوں کا صحیح علم نہیں ہوسکتا ان کے متعلق محض قیاس دوڑا رہے ہیں۔ کمیونزم کے سوال سے مارکس ٹھیک اسی طرح بحث کرتے ہیں جیسے کوئی قدرتی سائنس داں، کسی نئی حیاتیاتی چیز کے مستقبل پر بحث کرتا ہے، جب اسے معلوم ہو کہ اس کی ابتدا یوں تھی، اور جو تبدیلیاں اس میں رونما ہوتی جا رہی ہیں، ان کا رخ اس اس طرف ہے۔

مارکس نے سب سے پہلے اس الجھاؤ کو دور کیا ہے جو گوتھا پروگرام نے ریاست اور سماج کے سوال میں پیدا کر دیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں

> " آج کا سماج، سرمایہ دارانہ سماج ہے جو تمام متمدن ملکوں میں قائم ہے، یہ قرون وسطیٰ کے تانے بانے سے کم و بیش پاک ہے۔ ہر ملک کے خاص تاریخی حالات نے بھی اس کی صورت میں کچھ کمی بیشی کی ہے۔ یہ زیادہ یا کم ترقی یافتہ ہے۔ اس کے برعکس " آج کی ریاست " ہر ملک کی سرحدیں گزرنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے، پروشیائی جرمن سلطنت میں بالکل کچھ اور، انگلینڈ میں اس کی صورت ایک ہے، امریکہ میں اس سے مختلف۔ لہذا " آج کی ریاست " محض ایک ڈھونگ ہے۔ "

مگر شکل و صورت میں طرح طرح کے اختلاف کے باوجود مختلف متمدن ملکوں کی مختلف ریاستیں ایک بات میں مشترک ہیں۔ وہ یہ کہ ان سب کی بنیاد آج کے بورژوا سماج پر ہے سرمایہ دارانہ لحاظ سے کوئی زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ کوئی اس سے کم۔ اس لئے ان میں بعض اہم خصوصیات مشترک ہیں۔ اسی معنی میں " آج کے ریاستی سسٹم " کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ آنے والے کل کے ریاستی سسٹم کے برخلاف، جب کہ اس کی موجودہ اصل بنیاد، یعنی بورژوا سماج دم توڑ چکا ہوگا۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے. کمیونسٹ سماج میں ریاستی سسٹم کی کیا کایا پلٹ ہو جائے گی؟ دوسرے لفظوں میں یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ کونسے سماجی خدمات تب باقی رہ جائینگے جو آج کی ریاست کی خدمت سے ملتے جلتے ہیں؟ اس سوال کا صرف سائنسی جواب دیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی ہزار بار بھی لفظ " عوام " کو

> لفظ "ریاست" کے ساتھ جوڑا کر کہے تب بھی اس مسئلے کے حل میں ایک ذرہ کام نہیں چلے گا۔۔"

اس طرح سے "عوامی ریاست" کی لمبی چوڑی باتوں کا مذاق اڑاتے ہوئے مارکس نے اصل سوال کو قاعدے سے پیش کیا اور ہم کو خبردار کر دیا کہ اس سوال کا سائنسی جواب صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ بہت اچھی طرح سے ثابت شدہ سائنسی مواد ہمارے سامنے ہو اور اسی سے کام لیا جائے۔ اول تو وہ اصل حقیقت جو ارتقا کے پورے نظریہ نے، عام طور پر پوری سائنس نے ٹھیک ٹھیک ثابت کر دی ہے، جسے یوٹو پیا پرست بھلا بیٹھے تھے اور آج کے وہ موقع پرست لوگ بھی بھول گئے ہیں جنہیں سوشلسٹ انقلاب سے ڈر لگتا ہے، وہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی اعتبار سے قطعی طور پر کوئی ایسا خاص مرحلہ یا خاص قسم کا دور ہونا چاہیۓ جو سرمایہ داری سے کمیونزم میں عبور کا مرحلہ یا دور ہوگا۔

2۔ سرمایہ داری سے کمیونزم میں عبور کا مرحلہ

مارکس نے آگے چل کر لکھا ہے

> "سرمایہ دارانہ سماج کے درمیان ایک ایسا دور پڑتا ہے جو پہلے کے دوسرے میں انقلابی طور پر تبدیل ہو جانے کا دور ہے۔ اسی دور کے مطابق سیاسی عبوری دور بھی ہوتا ہے جس میں ریاست پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیڑ شپ کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔۔"

مارکس نے اس رول کا تجزیہ کر کے جو آج کے سرمایہ دار سماج میں پرولتاریہ انجام دے رہا ہے، اس سماج کے ارتقا اور پرولتاریہ اور بورژوازی کے اٹل متضاد مفادات کے متعلق معلومات کی بنیاد پر یہ نتیجہ نکالا ہے۔ شروع میں سوال اس طرح پیش کیا گیا تھا نجات حاصل کرنے کی غرض سے پرولتاریہ کا فرض ہے کہ بورژوازی کا تختہ الٹ دے ، سیاسی اقتدار اپنے ہاتھ میں لے اور اپنی انقلابی ڈکٹیٹر شپ قائم کرے۔

اب سوال ذرا مختلف طریقے سے پیش کیا جاتا ہے: سرمایہ دارانہ سماج جو کمیونزم کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، اس کا کمیونسٹ سماج میں تبدیل ہو جانا اس وقت ناممکن ہے جب تک ’’ایک سیاسی عبوری دور‘‘ نہ گزارا جائے اور اس دور میں ریاست کی حیثیت صرف پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹر شپ ہوگی۔

تو پھر اس ڈکٹیٹر شپ کا جمہوریت سے کیا رشتہ ہے؟

ہم نے دیکھا کہ ’’کمیونسٹ مینی فیسٹو‘ نے دونوں خیالات کو ایک ساتھ رکھا ہے: ’’پرولتاریہ کو حکمراں طبقے میں تبدیل کر دینا‘‘ اور جمہوریت جیتنا‘‘۔ جو کچھ اب تک کہا جا چکا ہے اس کے پیش نظر زیادہ ٹھیک طور پر یہ بتایا جا سکتا ہے کہ سرمایہ داری سے کمیونزم میں تبدیل ہونے کے دور میں جمہوریت کس طرح تبدیل ہوگی۔

سرمایہ دارانہ سماج میں، بشرطیکہ وہ نہایت موافق حالات میں پروان چڑھا ہو، جمہوری ریپلک میں کم وبیش ایک مکمل جمہوریت موجود ہوتی ہے۔ مگراس جمہوریت پر ہمیشہ تنگ بندشیں لگی ہوتی ہیں جو سرمایہ دارانہ استحصال کی طرف سے لگائی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اصل میں وہ ہمیشہ اقلیت کی جمہوریت بن جاتی ہے۔ وہ صرف ان طبقوں کے لئے رہ جاتی ہے جو صاحب حیثیت ہوں، جن کے پاس دولت ہو۔ سرمایہ دارانہ سماج میں آزادی ہمیشہ قریب قریب ویسی ہی ہوتی ہے جیسی وہ قدیم یونانی ریپبلکوں میں ہوا کرتی تھی، یعنی آزادی ان کے لئے جن کے پاس غلام ہوں۔ سرمایہ دارانہ استحصال نے جو حالات بنا رکھے ہیں ان کی وجہ سے آج کی اجرت کے غلام غریبی اور محتاجی کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہیں کہ انہیں ’’جمہوریت کی کچھ ایسی فکر نہیں ہوتی‘‘، انہیں ’’سیاست میں سر کھپانے کا موقع نہیں ملتا‘‘، واقعات کے عام پرسکون دھارے میں آبادی کی بہت بڑی اکثریت سماجی اور سیاسی زندگی کے معاملات میں شریک ہونے سے محروم ہے۔

اس بیان کی سچائی غالباً سب سے زیادہ جرمنی کے معاملے میں کھلتی ہے۔ اس کی صاف وجہ یہ کہ اس ملک میں آئینی جواز بہت کافی عرصے تک قائم ودائم رہا ہے۔ کوئی آدھی صدی (1871 سے 1914 تک)، اور اس عرصے میں سوشل ڈیموکریسی کو یہ موقع ملا کہ دوسرے ملکوں سے کہیں زیادہ آگے بڑھے اور ’’قانونی سہولتوں‘‘ کو زیادہ استعمال کر سکے۔ اس نے مزدوروں کے اتنے بڑے حصے کو سیاسی پارٹی میں منظّم کر لیا کہ دنیا کے کسی اور ملک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اب دیکھئے کہ سرمایہ دارانہ سماج میں اب تک سیاسی طور پر باشعور اور باعمل اجرت کے غلاموں کا یہ سب سے بڑا حصہ کتنا ہے؟ ایک کروڑ پچاس لاکھ اجرتی مزدوروں میں سے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے کل دس لاکھ ممبر ہیں، اور کل تیس لاکھ آدمی ٹریڈ یونینوں میں منظّم ہیں۔

ایک حقیر سی اقلیت کے لئے جمہوریت، دولت مندوں کے لئے جمہوریت، یہ ہے اصل میں سرمایہ دارانہ سماج کی جمہوریت۔ اگر ہم سرمایہ دارانہ جمہوریت کی مشینری کو اور ذرا قریب سے دیکھیں تو ہمیں ہر جگہ اور حق انتخاب کی ’’چھوٹی موٹی‘‘ نام نہاد تفصیلات تک میں (مثلاً سکونت کی شرطیں اور عورتوں کو ووٹ کا حق نہ دینا وغیرہ)، نمائندہ اداروں کی بناوٹ میں، جلسے جلوس کے حق میں جو واقعی رکاوٹیں کھڑی ہیں (مثلاً یہ کہ پبلک عمارتیں ’’بھک منگوں کے لئے نہیں ہیں)، ان میں اور روزانہ اخباروں کی خالص سرمایہ دارانہ تنظیم میں، غرض ہر مقام پر، ہر طرف جمہوریت کے اوپر بندھن کے بندھن لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ پابندیاں، یہ بندھن، یہ شرطیں اور استثناء، یہ رکاوٹیں جو غریب لوگوں پر عائد ہیں، بظاہر معمولی نظر آتی ہیں، خاص کر اس شخص کی آنکھوں کو جسے غریبی اور حاجت مندی کا پتہ کبھی نہیں تھا اور جس کا کبھی کچلے ہوئے طبقوں سے ان کی عام زندگی میں کوئی قریبی واسطہ نہیں رہا تھا (اور

بورژوازی کے نقیبوں اور سیاست دانوں کا ننانوے فیصدی نہیں تو کم از کم نو بٹا دس حصہ ضرور اس قسم کے لوگوں میں آتا ہے)۔ لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ پابندیاں غریب آدمیوں کو سیاست سے اور جمہوریت میں عملی شرکت کرنے سے محروم کر دیتی ہیں، انہیں اس سے نکال پھینکتی ہیں۔

مارکس نے کمیون کے تجربے کی تشریح پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ دبے کچلے لوگوں کو چند سال میں ایک بار یہ فیصلہ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے کہ دبانے، کچلنے والے طبقے کے کونسے نمائندے وہ اپنے لئے چنیں جو پارلیمنٹ میں ان کی نمائندگی بھی کریں اور انہیں آئندہ کئی سال تک کچلتے بھی رہیں۔ اس طرح مارکس نے سرمایہ دارانہ جمہوریت کا لب لباب نہایت عمدہ طریقے سے پیش کر دیا۔

لیکن اس سرمایہ دارانہ جمہوریت سے ۔۔۔ جو لازمی طور پر بہت تنگ ظرف ہے اور چپکے چپکے غریبوں کو دھکیلتی رہتی ہے اور اس لئے جڑ بنیاد سے مکر و فریب سے بھری ہوئی ہے ۔۔ آگے کا قدم سادگی کے ساتھ، سیدھا سادہ، اور بغیر رکاوٹ کے ''زیادہ سے زیادہ جمہوریت کی جانب'' نہیں اٹھتا ہے، جیسا کہ لبرل پروفیسر اور پیٹی بورژوا موقع پرست ہمیں یقین دلانا چاہتے ہیں۔ نہیں۔ آگے کی جانب ترقی، یعنی کمیونزم کی طرف بڑھنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ سے ہو کر گزرنا، کیونکہ سرمایہ دارانہ استحصال کرنے والوں کی طرف سے جو مزاحمت کی جاتی ہے اس کا نہ تو کوئی اور توڑ ہے، نہ کسی دوسری صورت سے یہ ممکن ہے۔

اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کا یعنی دبے کچلے لوگوں کے ہراول دستے کا حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظّم ہونے کا تاکہ وہ استحصال کرنے والوں کو دبا دے، صرف یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ جمہوریت پھیل جائے۔ جمہوریت کو بے پناہ وسعت دینے کے ساتھ ساتھ ۔۔ جب کہ وہ پہلی بار غریبوں کی، عام لوگوں کی جمہوریت بنے گی اور امیروں کی جمہوریت نہیں رہے گی، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ دبانے والوں، استحصال کرنے والوں اور سرمایہ داروں کی آزادی پر بہت سی پابندیاں بھی لگائے گی۔ انسانیت کو اجرتی غلامی سے نجات دلانے کے لیے ان کو دبانا لازمی ہے۔ ان کی مدافعت کو طاقت کے ذریعے کچل دینا چاہیے، یہ بات ظاہر ہے کہ جہاں زبردستی ہوگی، جہاں دباؤ اور تشدد سے کام لیا جائے گا وہاں نہ آزادی ہوگی، نہ کوئی جمہوریت۔

اینگلز نے یہ نکتہ بہت خوبی کے ساتھ اپنے خط میں واضح کیا ہے جو بیبل کے نام لکھا تھا۔ پڑھنے والوں کو یاد ہوگا کہ اینگلز نے اس میں لکھا ہے

> ''پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت رہتی ہے اس کو یہ ضرورت آزادی کے مفادات کے لئے نہیں بلکہ اپنے دشمنوں کو دبائے رکھنے کے لئے ہوتی ہے اور جیسے ہی آزادی کے بارے میں بات کرنا ممکن ہوگا تو ریاست کا اس صورت میں وجود نہیں رہے گا۔''

عام لوگوں کی بہت بڑی اکثریت کے لئے جمہوریت اور طاقت کا استعمال کر کے مخالفین کو دبانا، یعنی جمہوریت کے دائرے سے عوام کا استحصال کرنے والوں اور زبردستی کرنے والوں کو خارج کر دینا، یہ ہے وہ تبدیلی جس سے جمہوریت اس دور میں گزرتی ہے جو سرمایہ داری سے کمیونزم میں عبور کا دور ہے۔

صرف کمیونسٹ سماج میں، جب سرمایہ داروں کی مزاحمت بالکل توڑی جا چکی ہو، جب سرمایہ دار بالکل صاف کئے جا چکے ہوں، جب سماج میں طبقے نہ رہ گئے ہوں (مطلب یہ کہ جہاں تک سماجی ذرائع پیداوار کا تعلق ہے، سماج کے ممبروں کا ان سے یکساں رشتہ قائم ہو چکا ہو)، تبھی جا کر ''ریاست کا وجود ختم ہوتا ہے اور صرف اسی صورت میں آزادی کے بارے میں بات کرنا ممکن ہوتا ہے''۔ یہی وہ مقام ہے جب کہ صحیح معنوں میں مکمل جمہوریت کا امکان ہوگا اور وہ قائم ہوگی، ایسی جمہوریت، جس میں کسی قسم کی پابندیاں نہ ہوں گی۔ تبھی یہ صورت پیدا ہوگی کہ خود جمہوریت رفتہ رفتہ مٹنا شروع ہو جائے گی، محض اس معمولی سی وجہ سے کہ جب لوگ سرمایہ داری کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہوں گے، سرمایہ دارانہ استحصال کے ناقابل بیان مظالم سے، دہشت بے رحمی، بیہودگی اور شرمناک حرکتوں سے نجات پا چکے ہوں گے تو وہ خود ہی سماجی معاملات کے ان ابتدائی اصولوں کی پابندی کرنے کے رفتہ رفتہ عادی ہوتے جائیں گے جو صدیوں سے دنیا کو معلوم ہیں اور ہزاروں سال سے لکھے چلے آرہے ہیں، لوگوں کو بغیر کسی زور زبردستی کے، بغیر جبر اور طاقت کے، بغیر حکم حاکم کے اور بغیر اس خاص انتظامی مشینری کے جو لوگوں کو احکام کی پابندی پر مجبور کرتی ہے، اور جس کا نام ریاست ہے، ان سماجی اصولوں کے برتنے کی عادت ہو جائے گی۔

ریاست کے لئے یہ کہنا ہے کہ ''وہ رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے" عین مناسب ہے کیونکہ ان لفظوں میں ریاست کا رفتہ رفتہ ختم ہونا اور آپ سے آپ ختم ہونا، دونوں پہلوؤں کا اشارہ ملتا ہے۔ عادت ہی اس طرح اثر انداز ہو سکتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہی بالآخر اثر انداز ہوگی کیونکہ ہم اپنے چاروں طرف لاکھوں بار یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے لئے ضروری سماجی قواعد کے کس آسانی سے عادی ہو جاتے ہیں بشرطیکہ استحصال نہ ہو، اگر کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس پر غصہ آئے جس پر احتجاج یا سرکشی پیدا ہو اور اس کو دبانے کی ضرورت پیش آئے۔

غرض کہ سرمایہ دارانہ سماج میں جو جمہوریت ہے وہ لولی لنگڑی، کھوکھلی اور جھوٹی ہے۔ یہ ایسی جمہوریت ہے جو مالداروں کے لئے تھوڑے سے لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ، وہ عرصہ جب کمیونزم میں آنے کا عبوری دور ہوگا، پہلی بار دنیا کو ایسی جمہوریت سے روشناس کرے گا جو عوام کے لئے ہوگی، بہت بڑی تعداد کے لئے ہوگی اور اسی کے ساتھ مٹھی بھر لوگوں پر، استحصال کرنے والوں پر حسب ضرورت دباؤ رکھا جائے گا صرف کمیونزم ہی صحیح معنوں میں مکمل جمہوریت دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ یہ جمہوریت جس قدر مکمل ہوگی اتنی ہی

جلدی وہ غیر ضروری ہو جائے گی اور خود بخود مٹ جائے گی۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے سرمایہ داری میں ریاست اپنے صحیح معنوں میں قائم رہتی ہے یعنی وہ ایک قسم کی مشین ہے جو ایک طبقے کے ہاتھوں دوسرے طبقے کو کچلنے میں کام آتی ہے، طرہ یہ کہ اقلیت کا طبقہ اکثریت کے طبقے کو کچلتا ہے۔ قدرتی بات ہے کہ جب لوٹنے والی اقلیت لوٹی جانے والی اکثریت کو دبانے کی ذمہ داری اپنے سر لیتی ہے تو اس میں کامران رہنے کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ زور زبردستی میں انتہائی ظالمانہ اور بے رحمانہ حرکتیں کی جائیں، خون کے دریا بہا دیئے جائیں جس میں گزرتے ہوئے نسل انسانی غلامی، کسان غلامی اور اجرتی غلامی کے حالات میں ہاتھ پاؤں مارتی رہتی ہے۔

آگے چل کر جب سرمایہ داری سے کمیونزم میں آنے کا عبوری دور ہوتا ہے تب بھی زور زبردستی کی ضرورت باقی رہتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس وقت لوٹی جانے والی اکثریت لوٹنے والی اقلیت کو دبا کر رکھتی ہے۔ ایک خاص قسم کا ڈھانچہ، ایک خاص طرح کی مشین جو دبانے کے کام میں آتی ہے، یعنی "ریاست" تب بھی ضروری ہوتی ہے، لیکن اب وہ ایک عبوری ریاست ہوتی ہے، اب وہ صحیح معنوں میں ریاست نہیں ہوتی، کیوں کہ کل تک کے اجرتی غلاموں کی اکثریت کے ہاتھوں لوٹنے والوں کی اقلیت کا دبایا جانا نسبتاً اس درجہ آسان سادہ اور قدرتی عمل ہوتا ہے کہ غلاموں، کمیروں یا اجرتی مزدوروں کی بغاوتوں میں جس قدر خون ریزی ہو چکی ہے، اس کے مقابلے میں بہت ہی کم خون ریزی کا موقع آتا ہے۔ نسل انسانی کو یہ نئی زور زبردستی اس سے کہیں سستی پڑتی ہے۔ اور چونکہ اس کے ساتھ ساتھ آبادی کی بہت بڑی اکثریت تک جمہوریت پھیلتی جاتی ہے، اس لئے دباؤ رکھنے کی خاص مشین کو استعمال کرنے کی ضرورت ختم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ قدرتی بات ہے کہ استحصال کرنے والے طبقے اس وقت تک لوگوں کو دبائے رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس عمل کے لیے ان کے ہاتھوں میں ایک نہایت ہی پیچیدہ مشینری نہ ہو۔ لیکن جب عام لوگ ان استحصال کرنے والوں کو دبانے پر آتے ہیں تو وہ کسی سادہ "مشین" سے بھی یہ کام لے سکتے ہیں، بلکہ کسی بھی 'مشین' کسی بھی خاص انتظامی ڈھانچے کے بغیر یہ عمل انجام دے سکتے ہیں۔ ان کے لئے صرف مسلح عوام کی تنظیم کافی ہوتی ہے (پیش بندی کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ مثلاً مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتیں)۔

آخر میں صرف کمیونزم ہے جو ریاست کو قطعی غیر ضروری بنا دیتا ہے کیوں کہ کمیونزم میں کسی کو بھی دبانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ "کسی کو" سے مطلب یہ کہ کسی طبقے کو، آبادی کے کسی مخصوص حصے سے باقاعدہ جدوجہد نہیں کرنی پڑتی۔ ہم لوگ یوٹوپیائی نہیں ہیں اور ہمیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہے کہ بعض افراد کی طرف سے زیادتیوں کا امکان ہوگا اور یہ ناگزیر بھی ہے اور ایسی زیادتیوں کو دبانا بھی ضروری ہوگا۔ لیکن اول تو یہ کہ اس مقصد کے لئے نہ تو

دباؤ کی کسی خاص مشین کی ضرورت ہوگی، نہ کسی خاص انتظامی ڈھانچے کی، ہتھیار بند لوگ خود ہی یہ فرض انجام دے لیں گے۔ وہ یہ خدمات اسی سادگی اور مستعدی سے انجام دینگے جیسے آج کل کی سوسائٹی میں بھی ہوتا ہے کہ مہذب لوگوں کا کوئی بھی مجمع جھگڑا فساد رفع کرنے میں آڑے آجاتا ہے یا کسی عورت سے اگر دھینگا مشتی کی جائے تو اس کو روکنے کے لئے فوراً کھڑا ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم جانتے ہیں کہ ان زیادتیوں کا بنیادی سماجی سبب، جن کا مافیہ سماجی میل ملاپ کے قواعد کی خلاف ورزی ہے، دراصل عام لوگوں کا استحصال ہے، ان کی غریبی اور محتاجی ہے۔ اگر یہ بڑا سبب ہٹا دیا جائے تو زیادتیاں لازمی طور پر "مٹنا" شروع ہو جائیں گی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ زیادتیوں کے دور ہونے کی رفتار اور ان کی ترتیب کیا ہوگی، لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ ان کا آپ سے آپ خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کے مٹنے کے ساتھ ریاست بھی مٹ جائے گی۔

خیالی پرواز کئے بغیر مارکس نے زیادہ بھرپور طریقے سے وہ بتا دیا کہ جو اس مستقبل کے بارے میں آج قطعی طور سے بیان کیا جا سکتا ہے، یعنی کمیونسٹ سماج کے نیچے کے مرحلے اور اوپر کے مرحلے (یا منزلوں اور درجوں) کا فرق کیا ہوگا۔

3۔ کمیونسٹ سماج کا پہلا مرحلہ

مارکس نے اپنی تصنیف " گوتھا پروگرام کی تنقید" میں تفصیل سے لاسال کے اس خیال کا رد پیش کیا ہے کہ سوشلزم میں مزدور کو "اپنی محنت کا پورا حاصل" یا بلا تخفیف "محنت کا پورا صلہ ملے گا، مارکس نے بتایا ہے کہ سماج کی پوری مجموعی محنت میں سے ایک حصہ ضرور کاٹ کر ریزرو فنڈ اور ایک اور فنڈ بھی بنانا پڑے گا جو پیداوار کو بڑھانے پھیلانے میں کام آئے گا، جس سے مشین کی " گھسائی اور ٹوٹ پھوٹ" کا خرچ پورا کیا جائے گا، وغیرہ۔ پھر یہ بھی ہے کہ ذرائع استعمال میں سے کاٹ کر ایک ایسا فنڈ رکھنا ہوگا جس سے انتظامی محکموں کے خرچ، اسکولوں، اسپتالوں، بوڑھوں کے بسر اوقات کے لئے مکان وغیرہ کے خرچ چلائے جائیں۔

لاسال نے جو دھندلا، ناصاف اور چلتا جملہ لکھ دیا تھا کہ "مزدور کو اس کی محنت کا پورا حاصل" ملے گا، اس کی جگہ مارکس نے زیادہ سنبھال کر، جانچ تول کر ایک واقعی صورت بیان کی ہے کہ اشتراکی سماج کو اپنے معاملات اور انتظامات کیسے چلانے ہوں گے، مارکس نے اس سماج کی زندگی کے حالات کا ایک ٹھوس تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس میں سرمایہ داری کا نام و نشان نہ ہوگا۔ انہوں نے لکھا ہے..

> "ہمیں یہاں جس چیز سے بحث ہے" (مزدور پارٹی کے پروگرام کا تجزیہ کرتے وقت) "وہ کمیونسٹ سماج ہے، ایسے نہیں جیسے کہ وہ خود اپنی بنیادوں پر بن کر کھڑا ہوا ہو، بلکہ اس کے برخلاف جو سرمایہ

> دارانہ سماج میں سے تازہ تازہ ابھرا ہو، اور اس طرح، معاشی ہو، اخلاقی ہو یا ذہنی، ہر لحاظ سے اس پر اسی پرانی سماج کا جنم داغ باقی ہوگا جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا ہے۔"

یہ کمیونسٹ سماج، جو سرمایہ داری کے پیٹ سے تازہ تازہ برآمد ہوا ہو اور ہر لحاظ سے اس پر پچھلے سماج کے نشان باقی ہوں، مارکس اسی کو کمیونسٹ سماج کا "پہلا" یا نیچے کا مرحلہ کہتے ہیں۔

اس مرحلے میں ہوتا یہ ہے کہ پیداوار کے ذریعے افراد کی ذاتی ملکیت نہیں رہتے، پورے سماج کی ملکیت ہو جاتے ہیں۔ سماج کا ہر ایک فرد جو سماجی ضرورت کے کاموں میں سے اپنے حصے کی کوئی خدمت انجام دیتا ہے، سماج ہی سے اس کی سند پاتا ہے کہ اس نے اتنا کام کیا ہے۔ اور یہ سند دکھا کر وہ سامان ضرورت کے پبلک اسٹور سے کام کی مناسبت سے مقررہ سامان حاصل کر لیتا ہے۔ اس کی محنت کا جتنا صلہ ہونا چاہئے اس کا ایک حصہ پبلک فنڈ کے لئے منہا کر لیا جاتا ہے۔ لہذا ہر ایک کام کرنے والے کو اس کام کے بقدر جو اس نے سماج کے لئے انجام دیا ہے، معاوضہ مل جاتا ہے۔

بظاہر "مساوات" کا اصول حاوی رہتا ہے۔

لیکن لاسال اس سماجی نظام کو نظر میں رکھتے ہوئے (جیسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ہے، لیکن جسے مارکس نے کمیونزم کا پہلا مرحلہ قرار دیا) جب کہتا ہے کی یہ "مساویانہ تقسیم" ہے اور "سماج کے ہر فرد کو برابر کا حق حاصل ہے کہ وہ محنت کی پیداوار سے برابر کا حصہ پائے" تو یہیں وہ غلطی کرتا ہے اور مارکس نے اس کی غلطی کا پردہ فاش کر دیا ہے۔

مارکس نے کہا ہے کہ "برابر کا حق" یہاں ضرور ملتا ہے، لیکن یہ ابھی تک "بورژوا حق" ہے جو سب حقوق کی طرح یہاں بھی نابرابری کی گنجائش قائم رکھتا ہے۔ ہر ایک حق کا مطلب یہ ہے کہ مختلف لوگوں پر جو ایک جیسے نہیں ہیں، ایک دوسرے کے برابر نہیں ہیں۔ ایک ہی ناپ فٹ کر دی جائے، اسی لئے "برابر کا حق" دراصل مساوات کی خلاف ورزی ہے اور ناانصافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ شخص، جس نے دوسرے کے برابر سماجی محنت یا خدمت انجام دی ہے، سماج کی پیداوار سے برابر کا حصہ حاصل کرتا ہے (البتہ اس میں سے مذکورہ پبلک فنڈ منہا کر لیا جاتا ہے)۔

لیکن سب لوگ ایک سے نہیں ہیں کوئی مضبوط ہے، کوئی کمزور ہے، ایک شادی شدہ ہے، دوسرا نہیں، ایک کے زیادہ بچے ہیں، دوسرے کے کم، وغیرہ وغیرہ۔ مارکس نے اس سے نتیجہ نکالا ہے

> ''محنت کی مساویانہ ادائیگی کر کے اور اس کی وجہ سے سماجی ضروریات کے فنڈ سے برابر کا حصہ پا کر ایک شخص کو واقعی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ملے گا، ایک زیادہ دولت پائے گا، دوسرا کم۔ ان تمام

کوتاہیوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حق برابر نہ ہو بلکہ نا برابر ہو.. "

نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونزم کا پہلا مرحلہ انصاف اور مساوات قائم نہیں کر سکے گا دولت میں فرق اور نا منصفانہ اونچ نیچ پھر بھی باقی رہے گی۔ لیکن آدمی کے ہاتھوں آدمی کا استحصال ناممکن ہو جائے گا کیوں کہ پیداوار کے ذرائع پر، فیکٹریوں پر مشنیوں اور زمین وغیرہ پر ذاتی ملکیت قائم کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ لاسال نے "مساوات" اور عام طور سے "انصاف " کے جو پیٹی بورژوا اور گول مول جملے لکھے ہیں ان کو سختی سے رد کرتے ہوئے مارکس نے کمیونسٹ سماج کے ارتقا کی راہ بیان کی ہے اور بتا دیا ہے کہ کمیونسٹ سماج شروع میں اس حد تک رہنے پر مجبور ہے کہ ذرائع پیداوار کے ذاتی ملکیت بن جانے کی جو " ناانصافی " ہے صرف اسی کو ختم کرے، یہ اس کے بس سے باہر ہے کہ فوراً ہی دوسری نا انصافی کو بھی مٹا دے جو استعمال کی چیزوں کی تقسیم میں پائی جاتی ہے جو "انجام دی ہوئی خدمت یا محنت کے مطابق "ملتی ہیں (ہر ایک کی ضرورت کے مطابق نہیں)۔

معاشیات کے لچر ماہرین، جن میں بورژوا پروفیسر اور " ہمارے " توگان صاحب بھی شامل ہیں، ہمیشہ سے سوشلسٹوں کو اس بات پر برا بھلا کہتے آئے ہیں کہ یہ لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے کہ آدمیوں میں مساوات نہیں ہے اور اس نا برابری کو مٹا دینے کے " خواب دیکھتے ہیں "۔ سوشلسٹوں کو یہ طعنہ دینا صرف اتنا ثابت کرتا ہے کہ بورژوا ماہرین نظریات انتہا درجے کے ناواقف لوگ ہیں۔

مارکس نے نہ صرف لوگوں کی اس نا برابری کو، جس سے کوئی چارہ نہیں ہے، بہت ٹھیک ٹھیک پیش نظر رکھا ہے، بلکہ یہ حقیقت بھی مانی ہے کہ ذرائع پیداوار کو ذاتی ملکیت سے نکال کر پورے سماج کی مشترکہ ملکیت بنا دینے سے (جسے عرف عام میں " سوشلزم " کہتے ہیں) دولت کی تقسیم کے نقائص دور نہیں ہو جائیں گے اور اس "بورژوا حق " کی نا برابری بھی نہیں جائے گی جو اس وقت تک حاوی رہے گا جب تک پیداوار کو " ہر ایک کی محنت کی مقدار کے حساب سے " تقسیم کیا جاتا رہے گا۔ اسی سلسلے میں مارکس نے آگے چل کر کہا ہے:

> ”لیکن یہ کوتاہیاں کمیونسٹ سماج کے پہلے مرحلے میں باقی رہنی لازمی ہیں کیوں کہ یہ وہ زمانہ ہے جب کمیونسٹ سماج سرمایہ دارانہ سماج میں سے ایک طویل دردزہ کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ حق کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو سماج کے معاشی نظام اور اس سے منسلک سماجی تہذیبی ارتقا سے بالاتر ہو..“

چنانچہ ظاہر ہوا کہ کمیونسٹ سماج کے پہلے مرحلے میں (جیسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ہے)، بورژوا حق "پورے طور پر مٹایا نہیں جاتا بلکہ صرف جزوی طور پر، جتنا جتنا معاشی انقلاب بڑھتا جاتا ہے، اسی تناسب سے یہ بورژوا حق ختم ہوتا ہے یعنی صرف ذرائع پیداوار کی حد تک وہ ختم ہوتا ہے۔ "بورژوا حق " تسلیم کرتا ہے کہ ذرائع پیداوار افراد کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں۔ سوشلزم انھیں سماج کی مشترکہ ملکیت بنا ڈالتا ہے۔ اس حد تک اور صرف اسی حد تک "

بورژ واحق "غائب ہو جاتا ہے۔

مگر جہاں تک اس کے دوسرے حصے کا تعلق ہے، "بورژ واحق" قائم رہتا ہے سماج کے ممبروں میں سامان کی تقسیم اور محنت کی تقسیم کے معاملے میں یہ ایک ریگولیٹر کا (معین کرنے والے کا) کام کرتا ہے۔ اشترا کی اصول کہ "جو کام نہیں کرتا وہ کھائے گا بھی نہیں" عمل میں آ چکتا ہے۔ دوسرا اصول کہ "جتنی کوئی محنت دے، اتنا ہی وہ صلہ پائے" یہ بھی عمل میں آ چکتا ہے۔ پھر بھی یہ کمیونزم نہیں ہے۔ اور نہ اس سے "بورژ واحق" کا خاتمہ ہوتا ہے جو غیر مساوی لوگوں کو نا برابر (واقعی نا برابر) محنت کے بدلے میں برابر کا سامان دیتا ہے۔

مارکس کہتا ہے کہ یہ ایک " کوتاہی" یا خامی ہے، لیکن کمیونزم کے پہلے مرحلے میں اس کوتاہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں، کیونکہ اگر ہم محض خیالی پلاؤ پکانے میں نہ لگ جائیں تو ہمیں یہ گمان بھی نہیں کرنا چاہئے کہ سرمایہ داری کا تختہ الٹتے ہی لوگ ایک دم حق کے کسی معیار کے بغیر سماج کی خاطر کام کرنے میں جٹ جائیں گے، اور واقعہ یہ ہے کہ سرمایہ داری مٹ جانے سے ہاتھ کے ہاتھ اس قسم کی تبدیلی کے معاشی حالات تیار نہیں ہو جاتے ہیں اور "بورژ واحق" کے علاوہ اور کوئی پیمانہ یا میعار ہے بھی نہیں، اسی لئے ریاست کی بھی ضرورت باقی رہتی ہے جو ذرائع پیداوار کے مشترکہ ملکیت ہونے کی بھی حفاظت کرے اور اسی کے ساتھ محنت کی برابری اور پیداوار کی تقسیم میں مساوات کے قاعدے کی بھی نگہبانی کرتی رہے۔ ریاست صرف اس حد تک مٹتی ہے کہ اب نہ تو سرمایہ دار رہتے ہیں، نہ طبقے باقی رہتے اور اس کے نتیجے کے طور پر کسی طبقے کو کچلا نہیں جا سکتا۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ریاست بالکل مٹ گئی کیوں کہ اب بھی اس "بورژ واحق" کی حفاظت و نگہبانی کا کام باقی رہتا ہے جو اصلی نا برابری کا پابند ہوتا ہے۔ ریاست کے قطعی مٹنے کے لئے ضروری ہے کہ مکمل کمیونزم قائم ہو چکا ہو۔

4۔ کمیونسٹ سماج کا اعلی مرحلہ

مارکس نے کہا ہے " کمیونسٹ سماج کا اعلی مرحلہ یہ ہے کہ جب فرد تقسیم محنت کے غلامانہ بندھنوں سے آزاد ہو چکا ہو، اور اسی کے ساتھ ذہنی اور جسمانی محنت کے درمیان جو تضاد ہے، وہ دور ہو چکا ہو، جب محنت صرف زندگی کا اولین تقاضا بن چکی ہو، جب فرد کے ہر پہلو سے ترقی یافتہ ہو جانے کے ساتھ ساتھ پیداواری قوتیں بھی بڑھ چکی ہوں، اور سماجی دولت کے سارے چشمے رواں ہوں، اس دولت کی افراط ہو رہی ہو، تب جا کر بورژ واحق کی تنگ سرحدیں پوری طرح پار کی جا سکتی ہیں اور سماج اس قابل ہو سکتا ہے کہ اپنے پرچم پر یہ لکھ دے. "ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر

ایک کواس کی ضرورت کے مطابق"، "

صرف اب ہم صحیح طور پر اینگلز کی اس رائے زنی کی داد دے سکتے ہیں جس میں انہوں نے "آزادی" اور ''ریاست'' کے لفظوں کو جوڑنے کی بیہودگی کا بے دردی سے مذاق اڑایا ہے۔ جب تک ریاست موجود ہے، آزادی ہیں ہوسکتی اور جب آزادی عام ہوگی تو ریاست نہیں رہے گی۔

ریاست کے مکمل طور پر مٹنے کی معاشی بنیاد کمیونزم کی ترقی کا وہ اعلی مقام ہے جب ذہنی اور جسمانی محنت کے درمیان تضاد ختم ہو چکتا ہے، اور نتیجے میں موجودہ سماجی نابرابری کا ایک بڑا اسبب دور ہو جاتا ہے۔ ایک ایسا سبب جو ذرائع پیداوار کو پرائیویٹ ملکیت سے چھین کر سماجی ملکیت بنا دینے سے اور سرمایہ داروں کی بے دخلی سے ہی کسی حالت میں یکدم ختم نہیں ہوسکتا ہے۔

اس بے دخلی سے یہ امکان ضرور پیدا ہوگا کہ پیداواری طاقتیں بے پناہ بڑھ جائیں۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ داری کس قدر ناقابل یقین طریقے سے ابھی اس ترقی کو روک رہی ہے، ٹکنیک آج جس درجے کو پہنچ چکی ہے اس کی بدولت کتنی کچھ ترقی کی جاسکتی تھی، تو ہمیں پورے اعتماد سے یہ کہنے کا حق ہو جاتا ہے کہ سرمایہ داروں کی بے دخلی کی وجہ سے انسانی سماج کی پیداوری طاقتیں واقعی کہیں سے کہیں پہنچ جائیں گی۔ لیکن یہ بات کہ ترقی کی یہ رفتار کتنی تیز ہوگی، کتنی مدت میں وہ اس منزل تک جا پہنچے گی کہ تقسیم محنت کے بندھن سے اپنا پیچھا چھڑا لے، ذہنی اور جسمانی محنت کی مخالفانہ حیثیت کو دور کر دے، اور محنت کرنے کو "زندگی کا اولین تقاضا" بنا دے، یہ ابھی نہ تو ہم جانتے ہیں، نہ جان سکتے ہیں۔

اسی لئے ہم کو صرف اتنا کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ ریاست کا خوبخود مٹ جانا یقینی ہے اور یہ خاص کر جتانا ہے کہ ریاست کے ختم ہونے کا عمل طویل ہے، اس کا انحصار کمیونزم کے اعلیٰ مرحلے کی طرف بڑھنے کی رفتار پر ہے۔ ابھی ہم یہ سوال کھلا چھوڑ دیتے ہیں کہ اس عمل میں کتنا وقت لگے گا س، اس کی ٹھوس شکل کیا ہوگی کیونکہ ان سوالوں کا مکمل اور قطعی جواب دینے کا کوئی مواد ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔

ریاست کا پوری طرح سے مٹنا اس وقت ممکن ہو جائے گا جب سماج یہ اصول اختیار کر لے "ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق" یعنی اس وقت جب کہ لوگ باہمی معاملات کے بنیادی اصولوں کی پابندی کرنے کے اتنے عادی ہو چکے ہوں اور ان کی محنت اس قدر پیداوری ہو چکی ہو کہ وہ خوشی سے اپنی اپنی قابلیت کے مطابق کام کرنے لگیں۔ "بورژوا حق کی تنگ سرحدیں" جو آدمی کو شائی لاک (29) کی سی بے دردی کے ساتھ مول تول کرنے پر مجبور کرتی ہیں کہ کیا ایک نے دوسرے کے مقابلے میں آدھ گھنٹے زیادہ کام نہیں کیا، کیا ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کم تنخواہ نہیں ملی، یہ تنگ سرحدیں تب ٹوٹ جائیں گی۔ پھر اس کی کوئی

ضرورت نہ رہے گی کہ سماج ایسے قاعدے بنائے کہ کس کو سامان کی کتنی مقدار ملنی چاہئے ؛ ہر ایک کو آزادی سے "اپنی اپنی ضرورت کے مطابق" ملے گا۔

بورژوا نقطہ نظر سے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ اس قسم کا سماجی نظام " محض خیالی پرواز" اور سوشلسٹوں کا مزاق اڑا اینا بھی آسان ہے کہ یہ لوگ ایک ایک شخص کی محنت پر کسی قسم کا کنٹرول رکھے بغیر ہر ایک کو یہ حق دئے رہے ہیں کہ وہ سماج سے جتنی جی چاہئے قیمتی مٹھائیاں، موٹر کاریں اور پیانو وغیرہ وصول کر لے۔ آج بھی ایسے بورژوا" علما وفضلا" موجود ہیں جو اس تصور پر دانت نکالتے ہیں اور اس طرح سے اپنی بے علمی کا بھی مظاہر کرتے ہیں اور سرمایہ داری کی خدمت گزاری کا بھی۔

یہ کیسی جاہلیت ہے! کسی سوشلسٹ کے ذہن تک میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ کمیونزم کی ترقی کے اعلی مرحلے کی آمد کا "وعدہ" کرتا پھرے، لیکن بڑے بڑے سوشلسٹوں نے آئندہ کبھی کمیونزم کے اعلی مرحلے کے آنے کا تصور کرتے ہوئے اپنے سامنے محنت کی اس پیداواری قوت کو نہیں رکھا جو فی الحال موجود ہے، اور نہ آج کل کے ان تنگ نظر لوگوں سے تخمینہ کیا جو پومیالوفسکی کی کہانیوں کے بورساک (30) کی طرح سماجی مال کو یوں ہی خواہ مخواہ تباہ کرتے پھرتے ہیں ناممکن چیز کا تقاضا کرتے ہیں۔

کمیونزم کا "اعلی" مرحلہ آنے تک سوشلسٹوں کا مطالبہ یہ ہے کہ سماج کی طرف سے اور ریاست کی طرف سے محنت کے پیمانوں پر اور سامان استعمال کے پیمانوں پر سخت سے سخت کنٹرول رہنا چاہئے۔ لیکن اس کنٹرول کی ابتدا یوں ہو کہ سرمایہ داروں کو بے دخل کیا جائے، سرمایہ داروں پر مزدوروں کا کنٹرول قائم کیا جائے، اور اختیارات کا استعمال دفتر شاہی ریاست کے ہاتھ میں نہ ہو بلکہ مسلح مزدوروں کی ریاست کے ہاتھ میں ہو۔

بورژوا نظریات ساز (اور ان کے چیلے تسرے تیلی اور چیرنوف قسم کے لوگ) سرمایہ داری کے بھاڑے کے ٹٹو اس کی حمایت کا دم اس طرح بھرتے ہیں کہ آج کی سیاست کے جو سب سے اہم اور دہکتے ہوئے سوال ہیں ان کی جگہ بہت دور مستقبل کے اختلافی خیالات اور مباحثوں کو لے آتے ہیں۔ مثلاً آج کے اہم سوال یہ ہیں کہ سرمایہ داروں کو بے دخل کیا جائے اور تمام باشندوں کو ایک بہت بڑے "سینڈی کیٹ" یعنی خود ریاست کا ملازم اور کارکن بنا دیا جائے اور اس سینڈی کیٹ کی تمام کارگزاریوں کو ایک واقعی جمہوری ریاست کے ماتحت کر دیا جائے، جو مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ریاست ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ جب ایک عالم فاضل پروفیسر صاحب، اور ان کی دیکھا دیکھی کوئی ٹٹ پونجیا، اور اس کی نقل میں تسرے تیلی اور چیرنوف قسم کے لوگ خلاف عقل یوٹوپیا کے طعنے دیتے ہیں، بالشویکوں کے چکنے چپڑے وعدوں کا ذکر کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ سوشلزم کو "رائج کرنا" ناممکن ہے، تو ان کے دماغ میں کمیونزم کی یہی اعلی

منزل یا اونچا مرحلہ ہوتا ہے، جس کے "رائج کرنے" کا نہ تو کسی نے وعدہ کیا ہے اور نہ خیال کیونکہ اس کو "رائج" نہیں کیا جاسکتا۔

اب یہاں سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان علمی فرق کا سوال آتا ہے جسے اینگلز نے "سوشل ڈیموکریٹ" نام کی غلطی کے بارے میں مذکور بالا بحث کے وقت کسی قدر اٹھایا ہے۔ سیاسی طور پر کمیونزم کے پہلے یا نیچے کے مرحلے اور اعلی مرحلے کا فرق غالباً کسی وقت بہت زبردست ہوسکتا ہے، لیکن فی الحال سرمایہ داری میں رہتے ہوئے اس فرق کو شمار کرنا مضحکہ خیز ہوگا اور اسے پہلے نمبر پر رکھنے کی حرکت شاید اکا دکا انارکسٹ ہی کرسکتے ہیں (بشرطیکہ انارکسٹوں میں ایسے لوگ باقی رہ گئے ہوں جنھوں نے کروپوتکن، گراو، کورنیلسن اور انارکزم کے دوسرے "ستاروں" کی "پلیخانوف جیسی" کایاپلٹ سے کچھ نہ سیکھا ہو، کہ وہ انارکزم سے ایک دم سوشل شاونزم یا بقول گے کے جو ایسے چند انارکسٹوں میں ہیں جنھوں نے عزت نفس اور ضمیر کی پاکیزگی کو ابھی تک سنبھالے رکھا ہے، anarchotrenchisim میں مبتلا ہوگئے)۔

لیکن سوشلزم اور کمیونزم کا علمی فرق بہت صاف ہے۔ جسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ہے، یہ وہی ہے جس کو مارکس نے کمیونسٹ سماج کے "پہلے" یا نیچے کے مرحلے سے تعبیر کیا تھا۔ جہاں تک کہ ذرائع پیداوار کے عام مشترکہ ملکیت ہوجانے کا تعلق ہے، لفظ " کمیونزم" بھی اس پر صادق آتا ہے، اگر ہم یہ نہ بھول جائیں کہ اس حد میں پہنچ کر مکمل کمیونزم قائم نہیں ہوتا ہے۔ مارکس کی تشریحات کی زبردست اہمیت یہ کہ یہاں بھی وہ برابر مادی جدلیات سے کام لیتے رہے ہیں، ارتقا کے نظریے کو صادق کرتے آئے ہیں اور کمیونزم کو ایک ایسی چیز بتایا ہے جو سرمایہ داری میں سے ابھر کر آتی ہے۔ لفظوں کی خالی خولی موشگافی کرنے کے بجائے (سوشلزم کیا ہے اور کمیونزم کیا ہے؟)، فضول کے بحث مباحثے کے بجائے مارکس نے تجزیہ کیا ہے کہ وہ کون سے حالات ہیں جنہیں کمیونزم کی اقتصادی پختگی کی منزلیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

پہلے مرحلے یا پہلی منزل میں کمیونزم اقتصادی طور سے پوری طرح پختہ نہیں ہوسکتا اور سرمایہ داری کی روایات سے، اس کے اثرات سے مکمل طور پر پاک نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے یہ دلچسپ تصویر سامنے آتی ہے کمیونزم کے پہلے مرحلے میں "بورژوا حق کی تنگ سرحدیں" قائم رہتی ہیں۔ لازمی بات ہے کہ جہاں تک استعمال کی چیزوں کی تقسیم کا تعلق ہے بورژوا حق قائم رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بورژوا ریاست بھی قائم رہے کیونکہ حق کا وجود ہی نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا ڈھانچہ موجود نہ ہو جو حق کے معیاروں کو زندگی میں نافذ کرنے اور ان کی پابندی کرانے کا اختیار رکھتا ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونزم میں کچھ عرصے تک نہ صرف بورژوا حق باقی رہتا ہے بلکہ بورژوا طبقے کے بغیر بورژوا

ریاست بھی برقرار رہتی ہے۔

ممکن ہے کہ یہ بات بظاہر قول محال معلوم ہوتی ہو یا محض جدلیات کا گورکھ دھندا، جس کا طعنہ مارکس ازم کو ایسے لوگوں کی طرف سے اکثر دیا جاتا ہے جنہوں نے کبھی اس نظریے کی غیر معمولی گہرائی کو سمجھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ لیکن حقیقت پوچھیئے تو نئے میں پرانے کا باقی رہ جانا روزمرہ کی بات ہے اور زندگی میں ہر قدم پر اس کا سامنا ہوتا ہے، قدرت کے کارخانے میں بھی اور سماج میں بھی۔ مارکس نے یوں ہی یک طرفہ طور سے کمیونزم میں "بورژوا" حق کا لفظ نہیں رکھ دیا ہے، بلکہ یہ جتایا ہے کہ اقتصادی اور سماجی حیثیت سے یہ صورت اس سماج میں لازمی ہے جو سرمایہ داری کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔ مزدور طبقہ جب اپنی نجات کے لئے سرمایہ داروں سے جدوجہد کر رہا ہو تو جمہوریت ایسی سرحد ہرگز نہیں ہے جس سے آگے قدم نہ رکھنا چاہیئے، یہ صرف ایک منزل ہے اس راہ پر جو جاگیرداری سے سرمایہ داری کو گئی ہے اور سرمایہ داری سے کمیونزم کو۔ جمہوریت کے معنی ہیں مساوات۔ پرولتاری طبقہ جو مساوات کی جدوجہد کر رہا ہے، اس کی اور مساوات کے نعرے کی کیا زبردست اہمیت ہے، یہ بات صاف ہو جائے گی اگر ہم صحیح طریقے سے اسے بیان کریں کہ مساوات اور اس کے نعرے کا مطلب ہے طبقوں کا خاتمہ۔ لیکن جمہوریت کے معنی تو صرف ظاہری یا رسمی مساوات کے ہیں۔ پیداوار کے ذرائع کی ملکیت کے معاملے میں سماج کے تمام لوگوں کا حق جیسے ہی برابر ہو جائے گا، یعنی محنت میں اور محنت کے معاوضے میں جوں ہی مساوات قائم ہو جائے گی تو لازمی بات ہے کہ انسانیت کے سامنے اگلا قدم اٹھانے کا مسئلہ درپیش ہوگا اور ظاہری مساوات سے اصلی مساوات کا سوال آئے گا۔ یوں سمجھئے کہ اس اصول پر عملدرآمد ہوگا کہ "ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق"۔ کن کن منزلوں سے ہو کر، جن عملی تدبیروں کے ذریعے انسانیت اس مقصود اعلیٰ کو پہنچے گی، نہ تو ہمیں یہ معلوم ہے، نہ معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ جان لینا اہم ہے کہ عام بورژوا تصور انتہائی جھوٹ سے بھرا ہوا ہے گویا سوشلزم کسی مردہ اور باسی چیز کا نام ہے جو سدا کے لئے ایک مقررہ صورت ہے، حالانکہ حقیقت میں صرف سوشلزم کے تحت تیز رفتار، اصلی اور صحیح معنی میں عوامی ہلچل شروع ہوتی ہے جس میں شروع میں آبادی کی اکثریت آتی ہے اور پھر ساری کی ساری آبادی شریک ہو جاتی ہے اور سماجی اور ذاتی زندگی کے سارے شعبے اس کے ساتھ حرکت میں آجاتے ہیں۔

جمہوریت ریاست کی کئی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔ چنانچہ ہر قسم کی ریاست کی طرح جمہوریت میں بھی ایک طرف تو لوگوں کے خلاف باقاعدہ اور باضابطہ تشدد سے کام لیا جاتا ہے اور دوسری طرف ظاہری یا رسمی طور سے وہ شہریوں کی برابری کا دم بھرتی ہے اور کہتی ہے کہ تمام لوگوں کو برابر کا حق ہے کہ وہ ریاست کی بناوٹ اور اسے چلانے کے متعلق فیصلہ کریں، اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہوتے ہوتے جمہوریت کے ارتقا کی ایک منزل ایسی

آتی ہے جب شروع میں وہ اس طبقے کو ایک ساتھ کھڑا کر دیتی ہے جو سرمایہ داری کے خلاف انقلابی جنگ کرتا ہے، یعنی پرولتاری طبقہ، اور اسے اس کا موقع دیتی ہے کہ بورژوا بلکہ ریپبلکن بورژوا سرکاری بندوست، با قاعدہ فوج، پولیس اور دفتری مشینری کے ٹکڑے کر دے، اس کے پرخچے اڑا دے اور روئے زمین سے صاف کر دے اور اس کی جگہ اپنے لئے زیادہ جمہوری سرکاری بندوبست قائم کرئے، مگر ہاں یہ اس وقت بھی ریاستی مشینری ہو گی جو مسلح مزدوروں کی صورت میں آئے گی، اور مسلح مزدوروں کی جمعیت بڑھتے بڑھتے ملیشیا کی شکل اختیار کر لے گی جس میں تمام آبادی شریک ہو گی۔

یہاں پہنچ کر "مقدار کوالٹی میں تبدیل ہو جاتی ہے" اس درجے کی جمہوریت درحقیقت بورژوا سماج کی حدوں سے آگے نکل جاتی ہے اور اس کی اشترا کی تعمیر نو کی شروعات بن جاتی ہے۔ اگر سچ مچ سبھی لوگ ریاست کا انتظام چلانے میں شریک ہو جائیں تو سرمایہ داری اپنا شکنجہ قائم نہیں رکھ سکتی۔ اور سرمایہ داری کا آگے بڑھنا خود ہی رفتہ رفتہ اس نوبت کو پہنچتا ہے جس سے وہ حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ واقعی "سبھی" لوگ ریاست کا انتظام چلانے میں شریک ہونے کا موقع پا سکیں۔ ان حالات میں سے بعض یہ ہیں: عام تعلیم، جو کئی نہایت ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ ملکوں میں اب بھی رائج ہو چکی ہے، لاکھوں کروڑوں مزدوروں کا بڑے بڑے، بھاری، پیچیدہ اور سماجی بنائے ڈاک تار کے محکموں میں، ریلوے میں، زبردست کارخانوں میں، بڑے پیمانے کے کاروبار، تجارت اور بینکوں وغیرہ میں "سیکھنا اور ڈسپلن اختیار کرنا"۔

ان اقتصادی حالات کے پیدا ہونے سے یہ عین ممکن ہو گیا ہے کہ سرمایہ داروں اور ان کی دفتر شاہی کا تختہ الٹنے ہی آج اور پیداوار اور تقسیم کے سارے انتظام کا کنٹرول، محنت اور پیداوار کے حسابات رکھنے کے کام کی ساری ذمہ داری مسلح مزدور اپنے ہاتھوں میں لے لیں، اور پوری مسلح آبادی یہ انتظام سنبھال لے۔ (کنٹرول اور حسابات کے سوال کو سائنسی تربیت یافتہ انجنیئر وں اور ماہرین زراعت وغیرہ کے اسٹاف کے مسئلے سے گڈ مڈ نہ کرنا چاہئے۔ یہ ماہرین، بھلے آدمی آج سرمایہ داروں کا منشا پوری کرنے میں لگے ہوئے ہیں، کل مسلح مزدوروں کی منشا کی پابندی یہ لوگ اور بھی خوبی سے کریں گے۔)

حسابات رکھنا اور کنٹرول، یہ ہے وہ اصل چیز جو کمیونسٹ سماج کے پہلے مرحلے میں سہولت سے کام چلانے اور ٹھیک طرح چالو رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ تمام باشندے ریاست کے تنخواہ یافتہ ملازم بن جاتے ہیں اور ریاست مسلح مزدور ہوتے ہیں۔ تمام شہری ایک کل قومی ریاستی "سنڈی کیٹ" کے ملازم اور مزدور ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے ساری بات کہ وہ برابر کا کام کریں، کام میں اپنا مناسب حصہ پورا کریں اور برابر کا معاوضہ پائیں۔ اس غرض کے لئے جو حساب کتاب رکھنا اور کنٹرول کرنا ہوتا ہے اس کو سرمایہ داری نے انتہائی آسان بنا دیا

ہے اور اس کی کارگزری غیر معمولی طور پر سادہ کردی ہے جو کوئی بھی معمولی خواندہ آدمی انجام دے سکتا ہے کہ صرف نگرانی کرنا اور باقاعدہ رسیدیں جاری کر دینا ہوتا ہے۔ بس۔

(جب ریاست کی اہم ترین کاگزاری خود مزدوروں کی طرف سے اس قسم کے حساب کتاب اور کنٹرول کی حد تک پہنچتی ہے تب وہ "سیاسی ریاست" نہیں رہتی اور "پبلک کارگزاری کی سیاسی نوعیت ختم ہو جاتی ہے، وہ صرف معمولی سی انتظامی کارگزاری رہ جاتی ہے (اینگلز کا "انارکسٹوں سے بحث مباحثہ"۔ حوالے کے لئے ملاحظہ ہو، باب 4، پیراگراف 2)

جب لوگوں کی بڑی تعداد آزادی کے ساتھ ہر جگہ اس قسم کا حساب کتاب رکھنے لگتی ہے اور ان سرماداروں (جواب مالک نہیں، ملازم بن چکے ہوتے ہیں) اور دانش ور حضرات پر جو بعد میں بھی سرمایہ دارانہ عادتوں پر قائم رہتے ہیں، اس طرح کا کنٹرول قائم کرنے لگتی ہے تو پھر یہ کنٹرول سب کے لئے واقعی عام اور عوامی ہو جاتا ہے، اس سے بچ کر نکلنے کی کوئی صورت نہیں رہتی اور "نہ اس سے کوئی مفر" ہوتا ہے۔

یہ صورت قائم ہونے کے بعد تمام سماج ایک ہی دفتر، ایک ہی فیکٹری بن جائے گا جس میں سب کی محنت برابر ہوگی سب کی تنخواہ یا اجرت برابر ہوگی۔

مگر یہ "فیکٹری" کا سا ڈسپلن جو پرولتاریہ سرمایہ داروں کو شکست دینے کے بعد، استحصال کرنے والوں کا تختہ الٹنے کے بعد پورے سماج پر عائد کرے گا، یہ ڈسپلن ہرگز ہمارا آدرش نہیں ہے، ہماری منزل مقصود نہیں ہے۔ یہ بس مجبوری کا ایک قدم ہے اس غرض سے کہ سماج کے بدن سے اچھی طرح وہ نجاست خارج کر دی جائے وہ گندگی اور کمینگی دور کر دی جائے، جو سرمایہ دارانہ استحصال کا نتیجہ ہے اور یہ آگے کی طرف بڑھنے کا قدم ہے۔

جس لمحے سے سماج کے تمام لوگ، اور نہ سہی تو ان کی ایک بڑی اکثریت، ریاست کے خود کام چلانا سیکھ لیں گے، اس کام کی ذمہ داری خود اٹھا لیں گے، سرمایہ داروں کی معمولی سی اقلیت پر اور ان شرفا پر جو اپنی سرمایہ دارنہ عادتیں باقی رکھنا چاہتے ہیں، اور ان مزدوروں پر، جنہیں سرمایہ داری نے بالکل بگاڑ کر رکھ دیا ہے، کنٹرول "چالو" کر دیں گے، اسی لمحے سے کسی قسم کی گورنمنٹ کی ضرورت قطعی طور پر ختم ہونے لگے گی، جمہوریت جتنی مکمل ہو گی، اتنا ہی وقت قریب آتا جائے گا جب جمہوریت کی ضرورت ہی نہ رہے۔ مسلح مزدوروں سے بنی ہوئی "ریاست" جتنی زیادہ جمہوری ہوگی۔ اور وہ صحیح معنوں میں ریاست ہوگی جتنی زیادہ جمہوری ہوگی ہی نہیں"۔ اتنی ہی تیزی سے ریاست کی ہر شکل مٹنی شروع ہو جائے گی۔

کیونکہ جب سبھی لوگوں کو سماجی پیداوار کے کام چلانے آ جائیں گے اور وہ واقعی خود یہ ذمہ داریاں ادا کرنے لگیں گے، پر جب وہ اپنے طور پر حساب کتاب اور کام چوروں پر، شریف زادوں پر، مال غبن کرنے والوں اور اسی

قسم کے "سرمایہ داری کی روایات کے محافظوں" پر نگرانی اور کنٹرول کرنے لگیں گے تو تب اس عام حساب کتاب اور کنٹرول سے بچ کر نکلنا بے انتہا مشکل اور اتفاقی واقعہ ہو جائے گا، اور غالبًا اس پر ایسی فوری اور سخت سزا دی جایا کرے گی (کیونکہ مسلح مزدور عملی لوگ ہوتے ہیں، وہ کوئی جذباتی دانش ور نہیں ہوتے اور شرارت کر کے نکل جانے کا شاید ہی کسی کو موقع دیں گے) کہ انسان کے باہمی لین دین اور سماجی معاملات کے جو بنیادی، سیدھے سادے اصول ہیں ان کی پابندی کرنے کی ضرورت لوگوں کی عادت بن جائے گی۔ تب وہ شاہراہ کھلی ہوگی جس پر کمیونسٹ سماج کا پہلا مرحلہ طے کر کے اس کے اعلی مرحلے یا برتر مقام کی طرف بڑھا جائے اور اسی کے ساتھ ریاست قطعی طور پر مٹ جائے۔

چھٹا باب

موقع پرستوں کے ہاتھوں مارکس ازم کی تخریب

ریاست کے سماجی انقلاب سے اور سماجی انقلاب کے ریاست سے تعلق کے سوال پر، عام طور سے انقلاب کے سوال کی طرح دوسری انٹرنیشل (1914 1889) کے نمایاں نظریہ دانوں اور پرچارکوں نے بہت کم توجہ کی۔ لیکن موقع پرستی کے رفتہ رفتہ بڑھنے کے اس عمل میں جس کا نتیجہ 1914 میں دوسری انٹرنیشنل کا خاتمہ ہوا، یہ واقعہ انتہائی کرداری ہے کہ جب یہ لوگ اس سوال سے بالکل دوبدو تھے تو انہوں نے اس سے گریز کرنے کی کوشش کی یا اس کو نظر انداز کر دیا۔

عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پرولتاری انقلاب سے ریاست کے تعلق کے سوال پر گریز کا نتیجہ، وہ گریز جس نے موقع پرستی کو فائدہ پہنچایا اور اس کی پرورش کی، مارکس ازم کی توڑ موڑ اور اس کی مکمل تخریب ہوا۔

اس افسوس ناک عمل کی کرداری نگاری کے لئے خواہ وہ مختصر ہی کیوں نہ ہو ہم مارکس ازم کے بہت ہی نمایاں نظریہ دانوں پلیخانوف اور کاؤتسکی کو لیں گے۔

1۔ انارکسٹوں کے ساتھ پلیخانوف کا بحث مباحثہ

پلیخانوف نے انارکزم سے سوشلزم کے تعلق کے بارے میں ایک مخصوص پمفلٹ "انارکزم سے سوشلزم" لکھا ہے جو 1894 میں جرمن زبان میں شائع ہوا تھا۔

اس موضوع پر لکھتے ہوئے پلیخانوف نے چالاکی سے انارکزم کے خلاف جدوجہد میں اس انتہائی فوری، اہم اور سیاسی طور پر انتہائی ضروری مسئلے یعنی ریاست سے انقلاب کے تعلق اور عام طور پر ریاست کے سوال سے قطعی گریز کیا ہے پمفلٹ کے دو واضح حصے ہیں۔ ان میں سے ایک تاریخی اور ادبی ہے اور اشٹرنر اور پرودھوں وغیرہ کے خیالات کی تاریخ کے بارے میں قیمتی مواد مہیا کرتا ہے۔ دوسرا حصہ عامیانہ ہے اور اس میں اس موضوع پر ایک بھدی سی بحث ہے کہ انارکسٹ اور ڈاکو میں کیا فرق نہیں کیا جا سکتا ہے۔

یہ موضوعات کا انتہائی دلچسپ مرکب ہے اور روس میں انقلاب سے ذرا پہلے اور انقلابی زمانے کے دوران پلیخانوف کی ساری سرگرمیوں کا بہت ہی خاص نمونہ ہے۔ 1900 1918 کے دوران پلیخانوف نے اپنے کو ایسا نیم نظریہ پرست اور نیم تنگ نظر ظاہر کیا جو بورژوازی کا دم چھلا ہو۔

ہم دیکھ چکے ہیں کیسے انارکسٹوں کے ساتھ بحث مباحثے میں مارکس اور اینگلز نے انتہائی تفصیل کے ساتھ ریاست سے انقلاب کے تعلق کے بارے میں اپنے خیالات کی وضاحت کی ہے۔ 1891 میں مارکس کی کتاب "گوتھا پروگرام کی تنقید" شائع کرتے ہوئے اینگلز نے لکھا کہ "ہم" (یعنی اینگلز اور مارکس) "اس وقت یعنی (پہلی) انٹرنیشنل کی ہیگ کانگرس (31) کے مشکل سے دو سال بعد، باکونین اور اس کے انارکسٹوں کے خلاف انتہائی شدید جدوجہد میں مصروف تھے۔"

انارکسٹوں نے یہ اعلان کرنے کی کوشش کی تھی کہ گویا پیرس کمیون ان کا "اپنا" تھا جو ان کے نظریے کی تصدیق کرتا تھا حالانکہ انہوں نے اس سے حاصل کئے ہوئے سبقوں اور ان سبقوں کے مارکس کے تجزئے کو بالکل نہیں سمجھا۔ انارکزم نے کچھ بھی نہیں حتیٰ کہ ٹھوس سیاسی سوالات کا قریبی جواب تک نہیں دیا کیا پرانی ریاستی مشنیری کو توڑنے کی ضرورت ہے؟ اور اس کی جگہ پر کیا لایا جائے؟

لیکن ریاست کے پورے سوال سے بالکل گریز کر کے اور کمیون سے پہلے اور اس کے بعد مارکس ازم کے سارے ارتقا کو نظر انداز کر کے "انارکزم اور سوشلزم" کی باتیں کرنے کا مطلب ہی ناگزیر طور پر موقع پرستی کی طرف مڑ جانا ہے۔ کیونکہ موقع پرستی کو سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ جن دو سوالوں کا ابھی ذکر ہوا ہے وہ بالکل نہ اٹھائے جائیں۔ یہ موقع پرستی کی بجائے خود جیت ہے۔

2۔ موقع پرستوں کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث مباحثہ

بلاشبہ کاؤتسکی کی تصانیف بمقابلہ دوسری زبانوں کے روسی زبان میں بے شمار شائع ہوئی ہیں بعض جرمن

سوشل ڈیموکریٹ مذاق میں یہ بات بلاوجہ نہیں کہتے کہ کاؤتسکی کو جرمنی کے مقابلے میں روس میں زیادہ پڑھا جاتا ہے (ہم بریکٹ میں یہ کہتے ہیں کہ اس مذاق میں اس سے کہیں زیادہ تاریخی مافیہ کی گہرائی ہے جتنی اس کو پھیلانے والے خیال کرتے ہیں: 1905 میں دنیا میں بہترین سوشل ڈیموکریٹ ادب کی بہترین تصانیف کے ترجمے اور ایڈیشن کی ایسی زبردست تعداد پا کر جس کی مثال دوسرے ملکوں میں نہیں ملتی روسی مزدوروں نے، یوں کہنا چاہیئے، ایک پڑوسی اور زیادہ ترقی یافتہ ملک کے زبردست تجزئے کی قلم ہماری پرولتاری تحریک کی نوخیز زمین پر لگائی)۔

مارکس ازم کو مقبول بنانے کے علاوہ کاؤتسکی موقع پرستوں کے ساتھ اور برنشٹائن کے ساتھ جوان کا سربراہ تھا بحث مباحثے کے لئے ہمارے ملک میں خاص طور سے جانا جاتا ہے۔ بہر حال ایک واقعہ ہے جس کو لوگ تقریباً نہیں جانتے ہیں اور جس کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم اس کی تحقیقات کرتے ہیں کہ کس طرح کاؤتسکی ناقابل یقین شرمناک ذہنی بدحواسی میں جا پڑا اور 1914-1910 کے زبردست بحران میں سوشل شاونزم کی وکالت کرنے لگا۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ موقع پرستی کے بہت ہی نمایاں نمائندوں (فرانس میں اس ملیران اور ژوریس اور جرمنی میں برنشٹائن) کی مخالفت کرنے سے کچھ دن پہلے کاؤتسکی نے کافی تذبذب کا اظہار کیا۔ مارکس وادی "زرایا" (32) جو 1901-1902 میں اشٹوٹگارٹ سے شائع ہوتا تھا اور انقلابی پرولتاری نظریات کی وکالت کرتا تھا اس پر مجبور ہوا کہ کاؤتسکی کے ساتھ بحث مباحثہ کرئے اور اس کی متذبذب، گزیرپا تجویز کو "لوچ دار" کہے جو موقع پرستوں کے ساتھ صلح جویانہ تھی اور جس کو کاؤتسکی نے 1900 میں پیرس کی بین اقوامی سوشلسٹ کانگرس میں پیش کیا تھا (33)۔ کاؤتسکی کے جو خطوط جرمن ادب میں شائع ہوئے اب سے بھی برنشٹائن کے خلاف میدان میں آنے سے پہلے کچھ کم تذبذب کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔ بہر حال یہ بات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ موقع پرستوں سے اس کے بحث مباحثے میں، سوال کو ترتیب دینے اور اس کی تشریح کے طریقے میں، ہم مارکس ازم کے ساتھ کاؤتسکی کی تازہ ترین غداری کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے موقع پرستی کی طرف اس کی باقاعدہ گمراہی، خاص طور سے ریاست کے سوال پر اب دیکھ سکتے ہیں۔

ہم موقع پرستی کے خلاف کاؤتسکی کی پہلی اہم تصنیف "برنشٹائن اور سوشل ڈیموکریٹک پروگرام" لیتے ہیں۔ کاؤتسکی نے تفصیل کے ساتھ برنشٹائن کی تردید کی ہے۔ لیکن یہ رہی اس کی ایک خصوصیت۔

برنشٹائن اپنی ہیروستراتی شہرت رکھنے والی تصنیف "سوشلزم کی ابتدائی شرائط میں "مارکسزم کو "بلانک ازم" کا ملزم ٹھہراتا ہے (یہ الزام اس وقت سے روس میں موقع پرستوں اور بعدازاں اعتدال پرست بورژوازی نے ہزاروں بار انقلابی مارکس ازم کے نمائندوں، بالیشویکوں کے خلاف دہرایا ہے)۔ اس سلسلے میں برنشٹائن نے

خاص طور پر مارکس کی تصنیف "فرانس میں خانہ جنگی" پر تفصیلی بحث کی ہے اور، جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں اس کی بہت ناکام کوشش کی ہے، کہ کمیون کے سبقوں کے بارے میں مارکس کے نقطہ نظر کو پرودھوں کے نقطہ نظر سے مطابقت دے، برنشٹائن نے اس نتیجے کی طرف خاص توجہ دی ہے جس پر مارکس نے " کمیونسٹ مینی فسٹو" کے 1872 کے پیش لفظ میں زور دیا ہے یعنی "مزدور طبقہ محض بنی بنائی ریاستی مشنیری پر قبضہ جما کر اس کو اپنے مقاصد کے لئے نہیں استعمال کر سکتا۔"

یہ بیان برنشٹائن کو اتنا "پسند" آیا کہ اس نے اس کو اپنی کتاب میں کم سے کم تین بار استعمال کیا اور اس کو انتہائی مسخ اور موقع پرستانہ ڈھنگ سے پیش کیا۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، مارکس کا مطلب تھا کہ مزدور طبقے کو ساری ریاستی مشینری کو توڑ دینا، پاش پاش کر دینا، دھماکے سے اڑا دینا چاہئے۔ (اینگلز نے جرمن لفظ sprengung استعمال کیا ہے یعنی دھماکے سے اڑادینا) لیکن برنشٹائن کے یہاں ایسا ہے گویا کہ مارکس نے ان الفاظ میں مزدور طبقے کو اقتدار پر قبضہ کرتے وقت ضرورت سے زیادہ انقلابی ولولے کے خلاف انتباہ کیا ہے۔

مارکس کے نظریے کی اس سے زیادہ بھونڈی اور شرمناک توڑ مروڑ کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

تو پھر کاؤتسکی نے برنشٹائن ازم (34) کی انتہائی تفصیلی تردید میں کیا کیا؟

وہ اس نکتے پر موقع پرستی کے ہاتھوں مارکس ازم کی زبردست توڑ مروڑ کے تجزئے سے گریز کر گیا۔ اس نے مارکس کی "فرانس میں خانہ جنگی" پر اینگلز کے پیش لفظ سے وہ اقتباس دے دیا جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے اور کہا کہ مارکس کے مطابق مزدور طبقہ محض بنی بنائی ریاستی مشنیری پر قبضہ نہیں کر سکتا لیکن عام طور پر اس کا مالک ہو سکتا ہے اور بس۔ کاؤتسکی نے اس کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہا کہ برنشٹائن نے مارکس کے اصل نظریے کے قطعی برعکس باتیں مارکس سے منسوب کی ہیں، کہ 1802 سے مارکس نے پرولتاری انقلاب کا یہ فریضہ بتایا کہ وہ ریاستی مشنیری کو "توڑے" (30)۔

نتیجہ یہ ہوا کہ پرولتاری انقلاب کے فرائض کے سوال پر مارکس ازم اور موقع پرستی کے درمیان انتہائی نمایاں فرق کو کاؤتسکی نے نظر انداز کر دیا!

"پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے مسئلے کا حل ہم پورے اطمینان کے ساتھ مستقبل پر چھوڑ سکتے ہیں" کاؤتسکی نے برنشٹائن کے "خلاف" لکھتے ہوئے کہا (صفحہ 172، جرمن ایڈیشن)۔

یہ برنشٹائن کے خلاف کوئی بحث مباحثہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں اس کے لئے چھوٹ ہے، موقع پرستی کے سامنے ہتھیار ڈالنا ہے کیونکہ موقع پرستوں کو فی الحال اس کے سوا اور کسی بات کی ضرورت نہیں ہے کہ پرولتاری

انقلاب کے فرائض کے تمام بنیادی سوالوں کو "پورے اطمینان کے ساتھ مستقبل پر چھوڑ دیا جائے"۔

1802 سے 1891 تک یا چالیس سال تک مارکس اور اینگلز نے پرولتاریہ کو یہ سکھایا کہ اس کو ریاستی مشنیری توڑنا چاہئے۔ مگر 1899 میں کاؤتسکی نے اس نکتے پر مارکس ازم کے ساتھ موقع پرستوں کی مکمل غداری سے دوچار ہوتے ہوئے اس سوال کو کہ آیا اس مشنیری کو توڑنا ہے یا نہیں اس سوال سے بدل دیا کہ کن ٹھوس صورتوں میں اس کو توڑنا ہے اور پھر اس "مسلمہ "(اور بے سود) عامیانہ حقیقت میں پناہ لی کہ ٹھوس صورتوں کی پہلے سے نہیں جانا جاسکتا ہے!!

انقلاب کے لئے مزدور طبقے کو تربیت دینے کے پرولتاری پارٹی کے فریضے کے بارے میں مارکس اور کاؤتسکی کے رویے کے درمیان ایک زبردست خلیج ہے۔

اب کاؤتسکی کی ایک زیادہ پختہ تصنیف لیتے ہیں جو بڑی حد تک موقع پرستانہ غلطیوں کی تردید کے لئے ہے ْیہ اس کا پمفلٹ "سماجی انقلاب " ہے۔ اس پمفلٹ میں مصنف نے خاص طور سے "پرولتاری انقلاب "اور" پرولتاری حکومت " کے سوال کو اپنا خاص موضوع بنایا ہے۔ اس نے بہت ہی پیش بہا باتیں لکھی ہیں لیکن اس نے ریاست کے سوال سے گریز کیا ہے پورے پمفلٹ میں مصنف نے ریاستی اقتدار جیتنے کا چرچا کیا ہے اور بس، یعنی اس نے ایسا فارمولا منتخب کیا ہے جو موقع پرستوں کو اس حد تک چھوٹ دیتا ہے کہ وہ ریاستی مشنیری کو تباہ کئے بغیر اقتدار پر قبضہ کرنے کے امکان کو تسلیم کرتا ہے۔ مارکس نے 1872 میں " کمیونسٹ مینی فسٹو"(36) کے پروگرام میں جس بات کے "فرسودہ" ہونے کا اعلان کیا تھا اسی کی تجدید کاؤتسکی 1902 میں کرتا ہے۔

پمفلٹ کا ایک حصہ " سماجی انقلاب کی صورتوں اور اسلحہ " کے لئے مخصوص ہے، یہاں کاؤتسکی نے عوامی سیاسی ہڑتال، خانہ جنگی اور "نوکر شاہی اور فوج جیسے جدید بڑی ریاست کی طاقت کے آلات " کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہتا جو کمیون مزدوروں کو سکھا چکا ہے کہ اینگلز نے ریاست کے لئے "توہم آمیز احترام " کے خلاف بلاوجہ انتباہ نہیں کیا تھا، خصوصاً جرمن سوشلسٹوں کو۔

کاؤتسکی معاملے کو اس طرح پیش کرتا ہے۔ فتح مند پرولتاریہ " جمہوری پروگرام کی تکمیل کرے گا" اور اس کی دفعات مرتب کرتا ہے۔ لیکن وہ اس نئے مواد کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہتا جو 1781 نے بورژوا جمہوریت کی جگہ پرولتاری جمہوریت لانے کے بارے میں فراہم کیا ہے۔ کاؤتسکی ایسی "وزنی" آواز والی پیش پا افتادہ باتیں کر کے معاملے سے نبٹ لیتا ہے،

" یہ بجائے خود ظاہر ہے کہ ہم موجودہ حالات میں برتری نہیں حاصل کریں گے۔ انقلاب خود طویل اور گہری لڑائیوں کو فرض کرتا ہے جو خود ہمارے سیاسی اور سماجی ڈھانچے کو بدل دیں گی۔ "بلاشبہ یہ "بجائے خود ظاہر ہے"

بالکل اسی طرح جیسے یہ کہ گھوڑے جئ کھاتے ہیں اور دریائے والگا بحیرہ کیسپین میں گرتا ہے۔ صرف افسوس کی بات یہ کہ " گہری " لڑائیوں کے بارے میں خالی اور بڑے الفاظ استعمال کر کے انقلابی پرولتاریہ کے لئے ایک بہت ہی اہم سوال سے گریز کیا جاتا ہے، یعنی ریاست اور جمہوریت کے تعلق سے کیا چیز اس کے انقلاب کو پہلے غیر پرولتاری انقلابوں کے مقابلے میں " گہرا " بناتی ہے۔

لیکن اس سوال سے گریز کر کے کاؤتسکی عملی طور پر اس انتہائی اہم نکتے پر موقع پرستی کو جھوٹ دیتا ہے حالانکہ زبانی وہ اس کے خلاف سخت جنگ کا اعلان کرتا ہے اور "انقلاب کے نظریے" کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ " (اس " نظریے " کی قیمت کیا ہے جب کہ کوئی مزدوروں کو انقلاب کے ٹھوس سبق سکھانے سے ڈرتا ہو؟) یا کہتا ہے کہ "انقلابی آئیڈیلزم سب سے اہم ہے" یا اعلان کرتا ہے کہ اب انگریز مزدور "مشکل انگریز مزدور" مشکل سے بورژوا سے کچھ زیادہ ہیں"۔

> "سوشلسٹ سماج میں" کاؤتسکی لکھتا ہے "ایک دوسرے کے ساتھ انتہائی مختلف قسم کے اداروں کا وجود ممکن ہے: نوکرشاہی (؟؟) ٹریڈ یونین، کوآپریٹیو اور نجی اداروں کا.... " مثلاً ایسے ادارے ہیں جو بلا نوکرشاہی (؟؟) تنظیم کے نہیں چل سکتے جیسے ریلوے۔ یہاں جمہوری تنظیم مندرجہ ذیل صورت اختیار کر سکتی ہے مزدور مندوبین منتخب کریں جو ایک طرح کی پارلیمنٹ بنالیں جو کام کے قواعد رائج کرے اور نوکرشاہی مشنیری کے انتظام کی نگرانی کرے۔ کچھ کوآپریٹیو ادارے بن سکتے ہیں" (صفحہ 148 اور 110 روسی ترجمہ، جنیوا میں 1903 میں شائع ہوا)۔

یہ دلیل غلط ہے۔ یہ ان وضاحتوں کے مقابلے میں پیچھے کی طرف قدم ہے جو مارکس اور اینگلز نے آٹھویں دھائی میں کمیون کے سبقوں کو مثال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے دی تھیں۔

جہاں تک نام نہاد ضروری "نوکرشاہی" تنظیم کا سوال ہے تو ریلوے اور بڑے پیمانے کی مشنیی صنعت کے کسی ادارے کسی فیکٹری، بڑے شاپ یا پیمانے کے سرمایہ دارانہ زرعی ادارے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ان تمام اداروں کی ٹکنیک ہر ایک کے لئے اپنا مقررہ فریضہ ادا کرنے میں انتہائی سخت ڈسپلن اور انتہائی صحت کو قطعی طور پر ضروری بناتی ہے، نہیں تو سارے ادارے کا کام رک سکتا ہے یا مشنیری یا تیار شدہ سامان خراب ہوسکتا ہے۔ ان تمام اداروں میں مزدور واقعی "مندوبین منتخب کریں گے جو ایک طرح پارلیمنٹ بنائیں گے"۔

لیکن ساری بات کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ " ایک طرح کی پارلیمنٹ " بورژوا پارلیمانی ادارے کے معنی میں پارلیمنٹ نہیں ہوگی۔ ساری بات کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ "ایک طرح کی پارلمینٹ " محض " کام کے قواعد رائج کرنے اور نوکرشاہی مشنیری کے انتظام کی نگرانی " نہیں کرے گی جیسا کہ کاؤتسکی تصور کرتا ہے جس کے فکر و خیال بورژوا

پارلیمانیت کی حدوں سے آگے نہیں جاتے۔ سوشلسٹ سماج میں مزدوروں کے نمائندوں پر مشتمل "ایک طرح کی پارلیمنٹ "درحقیقت" کام کے قواعد رائج کرے گی اور مشنیری کے انتظام کی نگرانی" کرے گی لیکن یہ مشنیری "نوکرشاہی" نہیں ہوگی۔ سیاسی اقتدار حاصل کر کے مزدور پرانی نوکرشاہی مشنیری کو توڑ دیں گے۔ اس بنیادوں تک کو پاش پاش کر کے اس کو زمین کے برابر کر دیں گے۔ اس کی جگہ وہ ایک نئ مشنیری لائیں گے جو انہی مزدوروں اور ملازمین پر مشتمل ہوگی جن کے نوکرشاہوں میں تبدیل ہونے کے خلاف وہ اقدامات فوراً کئے جائیں گے جن کی مارکس اور اینگلز نے تفصیل کے ساتھ وضاحت کی (1) صرف انتخاب نہیں لیکن کسی وقت واپس بلانا بھی؛ (2) اجرت کا مزدور کی اجرت سے زیادہ نہ بڑھنا؛ (3) سب لوگوں کے کنٹرول اور نگرانی کے طریقے کو فوراً رائج کرنا تاکہ کچھ وقت کے لئے سب "نوکرشاہ" بن جائیں اور اسی لئے کوئی بھی "نوکرشاہ" نہ بن سکے۔

کاؤتسکی نے مارکس کے الفاظ پر بالکل غور نہیں کیا" کمیون پارلیمانی نہیں بلکہ کام کا جو ادارہ تھا، بیک وقت قانون بنانے والا اور ان کو پورا کرنے والا بھی"۔ (37)

کاؤتسکی نے اس فرق کو بالکل نہیں سمجھا جو جمہوریت (عوام کے لئے نہیں) کو نوکرشاہی (عوام کے خلاف) سے ملانے والی بورژوا پارلیمانیت اور پرولتاری جمہوریت کے درمیان ہے جو نوکرشاہی کو جڑوں تک کاٹنے کے لئے فوری اقدامات کرے گی اور جو ان اقدامات کو انجام تک، نوکرشاہی کے بالکل خاتمے تک، عوام کے لئے مکمل جمہوریت کے رائج ہونے تک پہنچا سکے گی۔

کاؤتسکی یہاں ریاست کے لئے اسی پرانے "توہم آمیز احترام" اور نوکرشاہی پر "توہم آمیز یقین" کا اظہار کرتا ہے۔

آیئے اب موقع پرستوں کے خلاف کاؤتسکی کی آخری اور بہترین تصنیف، اس کا پمفلٹ "اقتدار کا راستہ" لیں (جو میرے خیال میں روسی زبان میں نہیں شائع ہوا ہے کیونکہ یہ 1909 میں نکلا جب ہمارے ملک میں رجعت پرستی پورے عروج پر تھی)۔ یہ پمفلٹ آگے کی طرف ایک بڑے قدم ہے کیونکہ یہ برنشٹائن کے خلاف 1799 کے پمفلٹ کی طرح عام طور پر انقلابی پروگرام کے بارے میں 1902 کے پمفلٹ "سماجی انقلاب" کی طرح سماجی انقلاب کے واقع ہونے کے وقت کا لحاظ کئے غیر اس کے فرائض کے بارے میں نہیں کہتا بلکہ ان ٹھوس حالات کے بارے میں بتاتا ہے جو ہم کو یہ ماننے پر مجبور کرتے ہیں کہ "انقلابوں کا دور" شروع ہو رہا ہے۔

مصنف وضاحت کے ساتھ عام طور پر طبقاتی تضادات میں تیزی اور سامراج کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مغربی یورپ میں "1789-1871 کے انقلابی دور" کے بعد ایسا ہی دور مشرق میں 1905 میں شروع ہوا۔ ایک عالمی جنگ خطرناک تیزی کے ساتھ قریب آتی جا رہی ہے۔ "پرولتاریہ اب قبل از وقت انقلاب

کے بارے میں زیادہ باتیں نہیں کرسکتا"۔ "ہم انقلابی دور میں داخل ہو گے ہیں۔ "انقلابی دور شروع ہو رہا ہے۔" یہ بیانات بالکل صاف ہیں۔ کاؤتسکی کا یہ پمفلٹ اس بات کا موازنہ کرنے کا پیمانہ ہونا چاہئے کہ جرمن سوشل ڈیموکریسی نے سامراجی جنگ سے پہلے کیا ہونے کا وعدہ کیا تھا اور (مع کاؤتسکی کے) جنگ چھڑنے پر کتنی قعرمزلت میں جا گری۔ زیر جائزہ پمفلٹ میں کاؤتسکی نے لکھا کہ "موجودہ صورت حال میں یہ خطرہ ہے کہ ہم (یعنی جرمن سوشل ڈیموکریسی (بڑی آسانی سے اس سے زیادہ معتدل معلوم ہوں جتنے واقعی ہم ہیں"۔ ہوا یہ کہ عملی طور پر جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اس سے کہیں زیادہ اعتدال پرست اور موقع پرست نکلی جتنی وہ معلوم ہوتی تھی۔

اس لئے یہ اور زیادہ مثالی ہے کہ حالانکہ کاؤتسکی نے واضح طور پر یہ اعلان کیا کہ انقلابوں کا دور شروع ہو چکا ہے، اپنے پمفلٹ میں جو بقول خود اس کے "سیاسی انقلاب" ہی کے تجزئے کے لئے وقف تھا اس نے پھر ریاست سے بالکل گزیر کیا۔

سوال سے اس گریز، خموشی اور ٹال مٹول نے مل کر موقع پرستی کی طرف مکمل طور سے جانے کو ناگریز بنا دیا جس کے بارے میں ہمیں ابھی بتانا پڑے گا۔

کاوتسکی نے جرمن سوشل ڈیوکریسی کی طرف سے گویا اعلان کیا: میں انقلابی خیالات پر قائم ہوں (1899)۔ میں خاص طور سے پرولتاریہ کے سماج انقلاب کے ناگزیر ہونے کو تسلیم کرتا ہوں (1902)۔ میں انقلابوں کے نئے دور کی آمد کو تسلیم کرتا ہوں (1909)۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں اس سے مکر رہا ہوں جو مارکس 1802 میں ہی کہہ چکا تھا کیونکہ ریاست کے تعلق سے پرولتاری انقلاب کے فرائض کا سوال اٹھایا جا رہا ہے (1912)۔

اسی طرح یہ سوال پانے کوک کے ساتھ کاؤتسکی کے بحث مباحثے میں پیش کیا گیا۔

3۔ پانے کوک کے ساتھ کاؤتسکی کا بحث مباحثہ

"بائیں بازو کے ریڈیکل" رجحان کے نمائندے کی حیثیت سے جس میں روزا لکسمبرگ، کرل رادیک وغیرہ شامل تھے، پانے کوک نے کاؤتسکی کی مخالفت کی۔ انقلابی طریقہ کار کی وکالت کرتے ہوئے ان لوگوں کو متحدہ طور پو یہ یقین تھا کہ کاؤتسکی اس "مرکز" کی پوزیشن کی طرف جا رہا ہے جو مارکس ازم اور موقع پرستی کے درمیان بے اصول طریقے سے ڈہلمل یقین ہے۔ جنگ نے اس خیال کو بالکل صحیح ثابت کیا جب "مرکز" (غلط طریقے پر مارکسی کہلانے والے) یا "" کاؤتسکی ازم" کے رجحان نے اپنے آپ کو انتہائی بدحالی میں ظاہر کر دیا۔

ریاست کے سوال میں اپنے ایک مضمون "عوامی اقدام اور انقلاب" میں (neue zeit۔ 1912، تیسواں سال اشاعت، 2) پانے کوک نے کاؤتسکی کی پوزیشن کو "جامد ریڈیکل ازم" اور "مجہول انتظار کا نظریہ" ٹھہرایا۔ پانے کوک نے لکھا کہ "کاؤتسکی انقلاب کے عمل کے نہیں دیکھنا چاہتا" (616)۔ سوال کو اس طرح پیش کرتے ہوئے پانے کوک اس موضوع کی طرف آتے ہیں جو ہمارے لئے دلچسپ، ہے یعنی ریاست کے تعلق سے پرولتاری انقلاب کے فرائض۔ انہوں نے لکھا" پرولتاریہ کی جدوجہد محض بورژوازی کے خلاف حصول اقتدار کے لئے جدوجہد نہیں بلکہ ریاستی اقتدار کے خلاف جدوجہد ہے۔ پرولتاری انقلاب کا مافیہ ریاست کی طاقت کے حربوں کی تباہی اور ان کی جگہ پر (auflosung) پرولتاریہ کی طاقت کے حربے لانا ہے۔ جدوجہد صرف اس وقت ختم ہوگی جب کہ اس کے آخری نتیجے میں ریاستی تنظیم بالکل تباہ کردی جائے گی اس وقت حکمراں اقلیت کی تنظیم کو تباہ کر کے اکثریت کی تنظیم اپنی برتری کا مظاہرہ کرے گی" (صفحہ 548)۔

پانے کوک نے جس ترتیب سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس میں بہت زیادہ خامیاں ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کے معنی صاف ہیں اور یہ بات دلچسب ہے کہ کاؤتسکی نے اس کی تردید کیسے کی۔ اس نے لکھا۔ "ابھی تک سوشل ڈیموکریٹوں اور انارکسٹوں کے درمیان تضاد یہ رہا ہے کہ اول الذکر ریاستی اقتدار حاصل کرنا چاہتے تھے جب کہ موخرالذکر اس کو تباہ کرنا چاہتے تھے پانے کوک دونوں کرنا چاہتا ہے۔" (صفحہ 724)۔

اگر پانے کوک کا بیان کچھ حدتک ٹھیک اور ٹھوس نہیں ہے (اس کے مضمون کی دوسری خامیوں کا ذکر نہ کرتے ہوئے جن کا تعلق موجودہ موضوع سے نہیں ہے) تو کاؤتسکی نے وہی اصولی نکتہ لیا ہے جو پانے کوک نے اٹھایا تھا اور اسی اصولی اور بنیادی نکتے پر کاؤتسکی نے مارکسی پوزیشن کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور موقع پرستی کی طرف بالکل چلا گیا ہے۔ سوشل ڈیموکریٹوں اور انارکسٹوں کے درمیان فرق کی جو وضاحت کاؤتسکی نے کی ہے وہ بالکل غلط ہے اور اس نے مارکس ازم کو بالکل مسخ اور خراب کیا ہے۔

مارکس وادیوں اور انارکسٹوں کے درمیان فرق یہ ہے (1) اول الذکر ریاست کے مکمل کاتمے کا مقصد سامنے رکھتے ہوئے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مقصد صرف اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب سوشلزم کے قیام کے نتیجے میں جو ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی طرف لے جائے گا۔ سوشلسٹ انقلاب کے ذریعے طبقات ختم کردئے جائیں گے؛ موخرالذکر ریاست کو پورے طور فوراً تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ان حالات کو نہیں سمجھتے جن میں یہ تباہی ممکن ہے۔ (2) اول الذکر اس کو ضروری تسلیم کرتے ہیں کہ پرولتاریہ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد پرانی ریاستی مشنیری کو بالکل تباہ کردے گا اور اس کی جگہ ایک نئ مشنیری لائے گا جو کمیون کی طرح مسلح مزدوروں پر مشتمل ہو۔ موخرالذکر ریاستی مشنیری کی تباہی پر زور دیتے ہیں لیکن اس کے بارے میں بہت مبہم خیال رکھتے ہے کہ

پرولتاریہ اس کی جگہ پر کیا لائے گا اور کیسے اپنا انقلابی اقتدار استعمال کرے گا۔ انارکسٹ اس بات تک سے انکار کرتے ہے کہ انقلابی پرولتاریہ ریاستی اقتدار استعمال کرے۔ وہ اس کی انقلابی ڈکٹیڑشپ کو مسترد کرتے ہیں۔ (3) اول الذکر مطالبہ کرتے ہیں کہ انقلاب کے لئے پرولتاریہ کی تربیت کے واسطے موجود ہر ریاست کو استعمال کیا جائے، انارکسٹ اس کو مسترد کرتے ہیں۔

اس بحث میں کاؤتسکی کے خلاف پانے کوک ہی مارکس ازم کی نمائندگی کرتے ہیں کیونکہ مارکس نے یہی تعلیم دی ہے کہ پرولتاریہ محض اس معنی میں ریاستی اقتدار نہیں جیت سکتا کہ پرانی ریاستی مشینری نئے ہاتھوں میں آجائے بلکہ اس کو اسے توڑنا، پاش پاش کرنا چاہیے اور اس کی جگہ نئی مشینری لانا چاہیے۔

کاؤتسکی مارکس ازم سے منہ موڑ کر موقع پرستی کی طرف چلا جاتا ہے کیونکہ ریاستی مشینری کی یہ تباہی جو موقع پرستوں کے لئے قطعی ناقابل قبول ہے اس کی نظر سے بالکل غائب ہو جاتی ہے اور وہ موقع پرستوں کے لئے روزن چھوڑ دیتا ہے کہ وہ "جیتنے" کا مطلب محض اکثریت کی حاصلات بتا سکیں۔

مارکس ازم کی اپنی تحریف کو چھپانے کے لئے کاؤتسکی رٹو طوطے کا رویہ اختیار کرتا ہے: وہ خود مارکس کا ''حوالہ'' پیش کر دیتا ہے۔ 1850 میں مارکس نے ''ریاستی اقتدار کے ہاتھ میں طاقت کو قطعی مرکوز کرنے'' (38) کی ضرورت کے بارے میں لکھا تھا۔ اور کاؤتسکی فاتحانہ انداز میں پوچھتا ہے: کیا پانے کوک ''مرکزیت'' کو تباہ کرنا چاہتا ہے؟

یہ محض اسی طرح کی ایک معمولی چال ہے جیسے برنشٹائن نے مرکزیت کے خلاف وفاقیت کی موضوع پر مارکس ازم اور پرودھون ازم کے خیالات کو مطابقت دی ہے۔

کاؤتسکی کا ''حوالہ'' کہیں بھی میل نہیں کھاتا۔ مرکزیت پرانی اور نئی ریاستی مشینری دونوں کے ساتھ ممکن ہے۔ اگر مزدور رضا کارانہ اپنی مسلح طاقتوں کو متحد کرلیں تو یہ مرکزیت ہوگی لیکن اس کی بنیاد مرکوز ریاستی مشینری ___ مستقل فوج، پولیس اور نوکر شاہی کی ''مکمل تباہی'' پر ہوگی۔ مارکس اور اینگلز کی کمیون کے بارے میں بہت مشہور بحث سے کترا کر اور ایسے حوالے کو چن کر جو سوال سے غیر متعلق ہے کاؤتسکی بالکل دھوکے بازوں والی حرکت کرتا ہے۔ کاؤتسکی آگے چل کر لکھتا ہے:

> ''... ممکن ہے کہ پانے کوک افسروں کے سرکاری فرائض کو ختم کر دینا چاہتا ہے؟ لیکن ریاستی انتظام کی بات تو الگ رہی ہم بلا افسروں کی پارٹی اور ٹریڈ یونینوں کی کام بھی نہیں چلا سکتے۔ ہمارا پروگرام ریاستی افسروں کو ختم کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ یہ کہ ان کو عوام کا منتخب کردہ ہونا چاہیے.... ہم یہاں اس پر بحث نہیں کر رہے ہیں کہ ''مستقبل کی ریاست'' کی انتظامی مشینری کیا

> صورت اختیار کرے گی بلکہ یہ کہ آیا ہماری سیاسی جدوجہد ریاستی اقتدار کو، قبل اس کے کہ ہم اسے حاصل کریں، ختم کر دے گی (لفظی ترجمہ: برخاست کر دے گی__AUFLOST) (خط کشیدہ کاؤتسکی کا ہے)۔ کون سی وزارت مع اپنے افسروں کے ختم کی جا سکتی ہے؟'' اس کے بعد تعلیم، انصاف، مالیات اور جنگ کی وزارتوں کو گنوایا جاتا ہے۔ ''نہیں، حکومت کے خلاف ہماری سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں موجودہ وزارتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہٹائی جائے گی.... میں دہراتا ہوں تا کہ کوئی غلط فہمی نہ ہو: ہم یہاں اس صورت پر نہیں بحث کر رہے ہیں جو فتح یاب سوشل ڈیموکریسی ''مستقبل کی ریاست'' کو دے گی بلکہ یہ کہ کیسے ہمارا حزب مخالف موجودہ ریاست کو بدل رہا ہے'' (صفحہ 725)۔

یہ صاف چال ہے۔ پانے کوک نے انقلاب ہی کا سوال اٹھایا۔ ان کے مضمون کا عنوان اور اوپر دیا ہوا اقتباس دونوں اس بات کا صاف اظہار کرتے ہیں۔ ''حزب مخالف'' کے سوال پر چھلانگ کر پہنچنے سے کاؤتسکی انقلابی نقطہ نظر کی جگہ موقع پرستی لاتا ہے۔ اس کے کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے: فی الحال ہم حزب مخالف ہیں، اقتدار پر قابض ہونے کے بعد ہم کیا ہوں گے اس کو ہم دیکھیں گے۔ انقلاب غائب ہو جاتا ہے؛ اور موقع پرست بس یہی چاہتے تھے۔

بحث نہ تو حزب مخالف کی ہے اور نہ عام طور پر سیاسی جدوجہد کی بلکہ انقلاب کی ہے۔ انقلاب مشتمل ہے پرولتاریہ کے ''انتظامی مشینری'' اور ساری ریاستی مشینری کے تباہ کرنے اور اس کی جگہ مسلح مزدوروں پر مشتمل نئی مشینری لانے پر۔ کاؤتسکی ''وزارتوں'' کے لئے ''توہم آمیز احترام'' کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن ان کی جگہ پر، مان لیجئے، مکمل اقتدار اور اختیار رکھنے والی مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندے کی سوویتوں کی تحت ماہرین کے کمیشن کیوں نہیں لائے جا سکتے؟

دراصل بات یہ نہیں ہے کہ آیا ''وزارتیں'' باقی رہیں گی یا ''ماہرین کے کمیشن'' یا کوئی اور ادارے قائم کئے جائیں گے۔ یہ بالکل اہم بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آیا پرانی ریاستی مشینری (جو ہزاروں رشتوں سے بورژوازی سے بندھی ہوئی ہے اور ڈھرے کے کام اور جمود میں بالکل غرق ہے) باقی رہے یا اس کو تباہ کر کے اس کی جگہ نئی مشینری لائی جائے۔ انقلاب کو اس پر مشتمل ہونا نہیں ہے کہ نیا طبقہ پرانی ریاستی مشینری کی مدد سے حکم احکام دے اور انتظام کرے بلکہ اس پر مشتمل ہونا ہے کہ یہ طبقہ اس مشین کو توڑ دے اور نئی مشینری کے ذریعہ حکم احکام دے اور انتظام کرے۔ کاؤتسکی مارکس ازم کے اس بنیادی خیال سے یا تو گریز کرتا ہے یا اس کو بالکل نہیں سمجھتا۔

افسروں کے بارے میں اس کا سوال صاف طور پر دکھلاتا ہے کہ وہ کمیون کے سبقوں اور مارکس کی تعلیمات کے بارے میں نہیں سمجھتا ہے۔ ''ہم بلا افسروں کے پارٹی اور ٹریڈ یونینوں کا کام نہیں چلا سکتے...''۔

ہم سرمایہ داری میں ، بورژوازی کی حکمرانی میں افسروں کے بغیر کام نہیں چلا سکتے ۔ سرمایہ داری نے پرولتاریہ کو دبا رکھا ہے، محنت کشوں کو غلام بنا رکھا ہے۔ سرمایہ داری میں جمہوریت اجرت کی غلامی کے تمام حالات اور لوگوں کی غریبی اور محتاجی کی وجہ سے محدود، مفلوج، بریدہ اور مسخ شدہ ہے۔ اسی لئے اور محض اسی لئے ہماری سیاسی اور ٹریڈ یونین تنظیموں کے اعمال سرمایہ داری کے حالات کی وجہ سے بدکردار ہو جاتے ہیں (یا یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ بد کردار بننے کا رحجان رکھتے ہیں) اور نوکر شاہ بننے کا رحجان ظاہر کرتے ہیں یعنی عوام سے بالاتر بن کر فوقی حقوق والے لوگ۔

یہ ہے نوکر شاہی کا نچوڑ اور جب تک سرمایہ داروں کو حقوق ملکیت سے محرم نہیں کیا جاتا اور بورژوازی کا تختہ نہیں الٹا جاتا اس وقت تک پرولتاریہ کے عمالوں کی بھی ''نوکر شاہیت'' صاف طور پر ناگریز ہے۔

کاؤتسکی کا خیال ہے کہ چونکہ سوشلزم میں منتخب کردہ عمال باقی رہیں گے اس لئے افسران بھی باقی رہیں گے اور نوکر شاہی بھی باقی رہے گی ؛ یہی بات غلط ہے ۔ مارکس نے کمیون کا حوالہ دیتے ہوئے دکھایا ہے کہ سوشلزم میں عمال ''نوکر شاہ'' نہیں رہیں گے، ''افسر'' نہیں رہیں گے، اسی حد تک نہیں رہیں گے جتنا کہ افسروں کے انتخاب کے اصول کے ساتھ ان کو کسی وقت بھی واپس بلانے کا اصول بھی رائج کیا جائے گا، جتنی زیادہ تنخواہیں عام مزدور کی اجرت کے میعار تک گھٹائی جائیں گی اور جتنے زیادہ پارلیمانی ادراں کی جگہ " کام کرنے والے ادارے یعنی بیک وقت قانون بنانے والے اور قوانین کو پورا کرنے والے ادارے "(39) لیں گے۔

درحقیقت پانے کوک کے خلاف کاؤتسکی کی ساری دلیلیں اور خصوصاً اس کی یہ لاجواب دلیل کہ پارٹی اور ٹریڈ یونیوں میں بھی افسروں کے بغیر کام نہیں چلا سکتے عام طور پر مارکس ازم کے خلاف برنشٹائن کی پرانی "دلیلوں" کی تکرار ہے۔ اپنی غدارانہ کتاب "سوشلزم کی ابتدائی شرائط "میں برنشٹائن "ابتدائی" جمہوریت کے خیالات کے خلاف لڑتا ہے، اس بات کے خلاف جس کو وہ " کٹر جمہوریت " کہتا ہے: لازمی احکام، بلا تنخواہ افسران، مجہول مرکزی نمائندہ ادارے وغیر۔ اس "ابتدائی" جمہوریت کو نادار ثابت کرنے کے لئے برنشٹائن ویب میاں بیوی (40) کے پیش کردہ برطانوی ٹریڈ یونیوں کے تجربے کا حوالہ دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے (جرمن ایڈیشن، صفحہ 137 کہ " مکمل آزادی کے ساتھ "70 سال کے ارتقا کے واران ٹریڈ یونینوں کو یقین ہو گیا کہ ابتدائی جمہوریت بے سود ہے اور وہ اس کی جگہ معمولی جمہوریت لائیں، یعنی نوکر شاہی سے متحد پارلیمانیت۔

حقیقت میں ان ٹریڈ یونینوں کا ارتقا" مکمل آزادی کے ساتھ " نہیں بلکہ مکمل سرنایہ دارانہ غلامی میں ہوا

جس میں یہ مانی ہوئی بات ہے کہ رائج برائیوں، تشدد، جھوٹ، "اعلیٰ" انتظامی امور سے غریبوں کے اخراج کو چھوٹ دئے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ سوشلزم میں "ابتدائی" جمہوریت کی بہت سی باتوں کی تجدید لازمی ہوگی کیونکہ مہذب سماج کی تاریخ میں پہلی بار آبادی کی زبردست اکثریت صرف ووٹنگ اور الیکشن میں ہی نہیں بلکہ ریاست کے روزمرہ کے انتظام میں خودمختارانہ حصہ لینے کے لئے اٹھے گی۔ سوشلزم میں سب باری باری حکومت میں حصہ لیں گے اور جلد ہی اس کے عادی ہو جائیں گے کہ کوئی حکومت نہیں کرتا۔

مارکس نے اپنی لاجواب تنقیدی تجزیاتی ذہانت سے کمیون کے عملی اقدامات میں وہ موڑ دیکھ لیا جس سے موقع پرست ڈرتے ہیں اور اپنی بزدلی کی وجہ سے اس کو تسلیم کرنا نہیں چاہتے اور جس کو انارکسٹ نہیں دیکھنا چاہتے کیونکہ یا تو وہ عجلت میں ہیں یا وہ عوامی پیمانے پر سماجی تبدیلیوں کے حالات کو عام طور پر نہیں سمجھتے۔ "ہمیں پرانی ریاستی مشنیری کو تباہ کرنے کا خیال تک نہ کرنا چاہیے، ہم بلاوزراتوں اور افسروں کے کیسے کام چلا سکتے ہیں"_ موقع پرست دلیل پیش کرتا ہے جو تنگ نظری سے لبریز ہے اور جو دراصل نہ صرف انقلاب میں، انقلاب کی تخلیقی طاقت میں یقین رکھتا بلکہ اس کئے مہلک خوف میں مبتلا ہے (جیسے ہمارے منشویک اور سوشلسٹ انقلابی اس سے ڈرتے ہیں)"۔

ہمیں صرف پرانی ریاستی مشنیری تباہ کرنے کے متعلق سوچنا چاہیئے۔ پہلے کے پرولتاری انقلابوں کے ٹھوس سبقوں کی چھان بین کرنے اور یہ تجزیہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کہ جو کچھ تباہ کیا گیا ہے اس کی جگہ پر کیا لایا جائے اور کیسے"۔ انارکسٹ دلیل پیش کرتا ہے (درحقیقت بہترین انارکسٹ اور ویسے نہیں جو کروپوتکن اینڈ کمپنی کی تقلید کرتے ہوئے بورژوازی کے دم چھلے بن گئے ہیں) اس لئے انارکسٹ کا طریقہ کار بھی یاس آمیز بن جاتا ہے اور ٹھوس مسائل کا حل کرنے کا ایسا بے دھڑک جرأت آمیز انقلابی طریقہ کار نہیں رہتا جو عوامی تحریک کے عملی حالات کا لحاظ کرتا ہے۔

مارکس ہمیں دونوں غلطیوں سے بچنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ ہمیں پوری پرانی ریاستی مشنیری کو انتہائی بہادری کے ساتھ تباہ کرنے کے اقدام کی تعلیم دیتے ہیں اور ساتھ ہی وہ ہمیں سوال کو ٹھوس طور پر رکھنا سکھاتے ہیں: اسی طرح زیادہ وسیع جمہوریت فراہم کرنے اور نوکرشاہی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے فلاں فلاں باتیں رائج کر کے کمیون اس قابل ہو سکا تھا کہ وہ چند ہفتے کی مدت میں نئی، پرولتاری، ریاستی مشنیری کی تعمیر شروع کر دے، ہم کمیون والوں سے انقلابی بہادری کا سبق لیں گے۔ ہم ان کے عملی اقدامات سے عملی طور پر اہم اور فوری امکانی اقدامات کے لئے خاکہ حاصل کریں گے اور پھر اس رستے پر چل کر ہم نوکرشاہی کی مکمل تباہی تک پہنچ سکیں گے۔ اس تباہی کے امکان کی ضمانت اس سے ہوتی ہے کہ سوشلزم کام کے دن کو مختصر کر دے گا، عوام کو نئی زندگی تک

بلند کرے گا، آبادی کی اکثریت کے لئے ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ ہر ایک بلا استثنیٰ اس قابل ہو کہ "ریاستی کام" کر سکے اور اس کا نتیجہ عام طور پر ریاست کی ہر شکل کا مکمل طور پر مٹنا ہو گا۔

کاؤتسکی آگے چل کر کہتا ہے "....عوامی ہڑتال کا مقصد ریاستی اقتدار کو تباہ کرنا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے کہ کسی خاص مسئلے پر حکومت سے اپنی بات منوا لے یا پرولتاریہ کی دشمن حکومت کو ایسی حکومت کو بدل دے جو اس سے آگے بڑھ کر ملنے کو تیار ہو (entgegenkommende)۔ لیکن کبھی، کسی حالت میں بھی اس کا نتیجہ "(یعنی دشمن حکومت پر پرولتاریہ کی فتح کا)" ریاستی اقتدار کی بربادی نہیں ہو سکتا، اس کا نتیجہ صرف یہ کچھ تبدیلی (verschiebung) ہو جائے۔ اور ہماری سیاسی جدوجہد کا مقصد ماضی کی طرح اب بھی یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کر کے ریاستی اقتدار جیت لیں اور پارلیمنٹ کو حکومت سے بلند کر دیں۔" (صفحات,732, 726, 727)۔

یہ تو خالص اور انتہائی ذلیل موقع پرستی ہے جو عمل میں انقلاب کی تردید کرتی ہے اور زبانی اس کو تسلیم کرتی ہے۔ کاؤتسکی کے خیالات اس "حکومت" سے آگے نہیں جاتے "جو پرولتاریہ سے آگے بڑھ کر ملنے کو تیار ہو۔" یہ بمقابلہ 1847 کے تنگ نظری کی طرف پیچھے قدم ہے جب "کمیونسٹ مینی فسٹو" نے اعلان کیا تھا "حکمراں طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی تنظیم"۔

کاؤتسکی کو اپنا من بھاتا "اتحاد" شیئڈ مان، پلیخانوف اور وانڈر ویلڈے کے ساتھ مل کر حاصل کرنا ہو گا جو پورے اتفاق کے ساتھ ایسی حکومت کے لئے جدوجہد کرنے کے حق میں ہیں "جو پرولتاریہ سے آگے بڑھ کر ملنے کو تیار ہو۔"

اور ہم سے سوشلزم کے ان غداروں سے علیحدہ ہو جائیں گے اور ساری پرانی ریاستی مشینری کی تباہی کے لئے جدوجہد کریں گے تا کہ مسلح پرولتاریہ خود حکومت بن سکے۔ یہ "دو بڑی مختلف چیزیں ہیں"۔

کاؤتسکی کو لیگین، ڈیوڈ، پلیخانوف، پوتریسوف۔ تسرے تیلی اور چیرنوف جیسے لوگوں کی خوشگوار صحبت سے لطف اندوز ہونا پڑے گا جو "ریاستی اقتدار کے اندر طاقتوں کے توازن میں کچھ تبدیلی" کے لئے "اکثریت حاصل کرنے" کے لئے اور "پارلیمنٹ کو حکومت سے بلند کرنے" کے لئے جدوجہد کرنے کو پوری طرح راضی ہیں۔ یہ بہت ہی نیک مقصد موقع پرستوں کے لئے پوری طرح قابل قبول ہے اور جو ہر چیز کو بورژوا پارلیمانی ریپبلک کی حدود میں رکھتا ہے۔

ہم موقع پرستوں سے الگ ہو جائیں گے اور سارا طبقاتی شعور رکھنے والا پرولتاریہ بھی جدوجہد میں ہمارے ساتھ ہو گا، "طاقتوں کا توازن تبدیل کرنے" کے لئے نہیں بلکہ بورژوازی کا تختہ الٹنے کے لئے، بورژوا

پارلیمانیت کو تباہ کرنے کے لئے، کمیون ٹائپ کی جمہوری ریپبلک کے لئے یا مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ریپبلک کے لئے، پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ کے لئے۔

بین اقوامی سوشلزم میں کاؤتسکی سے دائیں ایسے رجحانات ہیں جیسے جرمنی میں " سوشلسٹ ماہنامہ " (1) لیگین، ڈیوڈ کولب اور بہت سے دوسرے معہ اسکینڈینیویا کے اسٹاؤننگ اور برانٹنگ کے) فرانس اور بلیجم میں ژوریسیسٹ (42) اور وانڈرویلڈے، اطالوی پارٹی (43) کے دائیں بازو کے توروتی، ترویس اور دوسرے لوگ، برطانیہ میں فیبئن (44) اور "انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی" جو درحقیقت ہمشیہ لبرلوں کی محتاج رہی) (40) اور اسی طرح کے لوگ۔ یہ سب حضرات جو پارلیمانی کام اور اپنی پارٹی کے پریس میں زبردست اور اکثر غالب رول ادا کرتے ہیں، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے صاف انکار کرتے ہیں۔ اور کھلم کھلا موقع پرستی کی پالیسی پر گامزن ہوتے ہیں۔ ان حضرات کی نگاہ میں پرولتاریہ کی " ڈکٹیٹرشپ " جمہوریت کا " تضاد " ہے دراصل ان کے اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ دوسری انٹرنیشنل یعنی اس کے سرکاری عہدے داروں کی غالب اکثریت بالکل موقع پرستی میں دھنس گئے ہیں۔ کمیون کے تجربے کو نہ صرف فراموش کیا گیا ہے بلکہ اس کو مسخ بھی کیا گیا ہے۔ عام مزدوروں کے یہی نہیں سمجھایا جاتا تھا کہ وہ وقت قریب آرہا ہے جب ان کو میدان عمل میں آنا اور پرانی ریاستی مشنیری توڑنا، اس کی جگہ پر نئی لانا اور اس طرح اپنی سیاسی حکمرانی کو سماج کی سوشلسٹ تنظیم نو کی بنیاد بنانا چاہئے۔ ان کو اس کے برعکس سمجھایا جاتا تھا اور " حصول اقتدار " کو اس طرح پیش کیا جاتا تھا جو موقع پرستوں کے لئے ہزاروں فرار کے راستے چھوڑ دیتا تھا۔

ریاست سے پرولتاری انقلاب کے تعلق کے سوال کو مسخ کرنا اور نظرانداز کرنا ایسے وقت میں زبردست رول ادا کرسکتا ہے جب سامراجی رقابت کی وجہ سے توسیع شدہ فوجی مشنیری رکھنے والی ریاستیں فوجی عفریت بن گئی ہیں جو لاکھوں آدمیوں کو یہ مسئلہ طے کرنے کے لئے موت کے گھاٹ اتارنے لگی ہے کہ آیا برطانیہ یا جرمنی، یہ یا وہ مالیاتی سرمایہ دنیا پر حکومت کرے۔

کتاب کا مسودہ اس طرح جاری رہتا ہے:

ساتواں باب

1900 اور 1917 کے روسی انقلابوں کا تجربہ

اس باب کے عنوان میں جس موضوع کا اظہار کیا گیا ہے وہ اتنا وسیع ہے کہ اس کے بارے میں جلدیں لکھی جا سکتی ہے اور لکھی جانی چاہئیں۔ ظاہر ہے کہ اس پمفلٹ میں صرف تجربے کے سب سے اہم سبقوں کے بارے میں، جو ریاستی اقتدار کے تعلق سے انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض سے براہ راست متعلق ہیں، اپنے کو محدود کرنا پڑے گا۔" (یہاں پہنچ کر مسودے کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

پہلے ایڈیشن کے لئے پس لفظ

یہ پمفلٹ اگست اور ستمبر 1917 میں لکھا گیا تھا۔ میں نے اگلے یعنی ساتویں باب "1900 اور 1917 کے روسی انقلابوں کا تجربہ" کے لئے منصوبہ بنا لیا تھا۔ لیکن عنوان کے علاوہ مجھے اس باب کی ایک سطر بھی لکھنے کا وقت نہیں ملا سیاسی بحران اس میں "خلل انداز" ہوا۔ 1917 کے اکتوبر انقلاب کی ابتدا ایسی "خلل اندازی" صرف خوشگوار ہی ہو سکتی ہے لیکن پمفلٹ کا دوسرا حصہ ("1900 اور 1917 کے روسی انقلابوں کا تجربہ") لکھنے کا کام غالباً طویل مدت کے لئے ملتوی کرنا پڑے گا۔ "انقلاب کا تجربہ" کرنا اس کے بارے میں لکھنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ خوشگوار اور کارآمد ہے۔

پیٹروگرام

30 نومبر 1917

اگست۔ ستمبر 1917 میں لکھا گیا۔ پہلے ایڈیشن کے دوسرے باب کا تیسرا پیراگراف 17 دسمبر 1918 سے پہلے لکھا گیا۔ 1918 میں پیٹروگراد میں اشاعت گھر "ژیزن ای زنانیے" ("زندگی اور علم") نے الگ کتاب میں شائع کیا۔

تشریحی نوٹ

1۔ لینن نے اپنی کتاب "ریاست اور انقلاب" اگست۔ ستمبر 1917 میں لکھی تھی۔ ریاست کے مسئلے پر نظریاتی خیالات کو ترتیب دینے کی ضرورت کا اظہار لینن نے 1916 کے دوسرے ہی حصے میں کیا تھا۔ اس وقت انہوں نے "نوجوانوں کی بین اقوامی تنظیم" کے عنوان سے جو چھوٹا مضمون لکھا تھا اس میں ریاست کے بارے میں بوخارین کی مارکس مخالف پوزیشن پر تنقید کرتے ہوئے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ریاست کے بارے میں مارکس ازم کی پوزیشن کے متعلق مضمون لکھیں گے، انہوں نے ا۔ م۔ کولنتائی کو اپنے 17 فروی 1917 کے خط کے ذریعہ مطلع کیا کہ ریاست کے بارے میں مارکس ازم کی پوزیشن کے متعلق تقریباً سارا مواد انہوں نے تیار کر لیا ہے۔ یہ مواد چھوٹی شکستہ تحریر میں ایک کاپی میں جمع کیا گیا تھا جس کا سرورق نیلا تھا اور اس پر عنوان تھا ''مارکس ازم اور ریاست کے بارے میں" اس میں مارکس اور اینگلز کی تصانیف سے حوالے جمع کئے گے تھے اور کاؤتسکی، پانے کوک اور برنشٹائن کی کتابوں سے اقتباسات، لینن کے ملاحظات، ماخوذات اور تعمیمات کے ساتھ دئے گئے تھے۔

منصوبے کے مطابق "ریاست اور انقلاب" نامی کتاب کو سات ابواب پر مشتمل ہونا چاہئے تھا لیکن آخری ساتواں باب "1900 اور 1917 کے روسی انقلابوں کے تجربے" نہیں لکھ سکے۔ صرف اس باب کے لئے جو تفصیلی تیاری کی گئی تھی اس کا منصوبہ محفوظ رہ گیا۔ لینن نے اس کتاب کی اشاعت کے بارے میں اشاعت گھر کو ایک نوٹ لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ اگران کو "اس کے آخری حصے، ساتویں باب کے لکھنے میں زیادہ دیر ہو جائے یا یہ باب ضرورت سے زیادہ بڑا ہو جائے تو پہلے چھ ابواب کو پہلے ایڈیشن کی طرح الگ سے چھاپ دیا جائے۔" مسودے کے پہلے صفحے پر لینن نے مصنف کی حیثیت سے فرضی نام "ف۔ ف۔ ایوانوفسکی" دیا ہے اس فرضی نام سے لینن اپنی کتاب چھپوانا چاہتے تھے ورنہ عارضی حکومت اس کو ضبط کر لیتی۔ یہ کتاب صرف 1918 میں شائع ہو سکی اور فرضی نام کی ضرورت نہیں۔ دوسرا ایڈیشن 1919 میں شائع ہوا جس میں لینن نے دوسرے باب میں ایک نئے حصے کا "1802 میں مارکس نے مسئلے کو کس طرح پیش کیا" کے عنوان سے اضافہ کیا۔

2۔ فبیئن لوگ۔ فبیئن سوسائٹی (انگلستان کی اصلاح پرست تنظیم) کے ممبر جو 1884 میں قائم کی گئی تھی اس کو یہ نام روم کے جنرل فیبی میکسم (تیسری صدی ق۔ م) سے ملا۔ اس جنرل کا دوسرا نام "کونک تاتر" بھی تھا جس کے معنی ہیں "سست" کیونکہ اس نے ہانی بال کے خلاف جنگ کرنے میں فیصلہ کن رویے سے منہ چرایا۔ اس سوسائٹی کے

ممبر زیادہ تر بورژوا دانشوروں کے نمائندے، عالم، ادیب اور سیاسی کارکن (سڈنی اور بیاٹرس ویب، ریمزے میکڈانلڈ اور برنارڈ شاوغیرہ) تھے۔ وہ پرولتاریہ کی طبقاتی جدو جہد اور سوشلسٹ انقلاب کی ضرورت کو نہیں مانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ صرف چھوٹی چھوٹی اصلاحیں کر کے اور رفتہ رفتہ سماج کی نئی تشکیل کر کے سرمایہ دار نظام سے سوشلزم تک پہنچنے کا امکان ہے۔ لینن نے فبیئن ازم کی کردار نگاری "انتہائی موقع پرست رجحان" کی حیثیت سے کی ہے۔ 1900 میں یہ سوسائٹی لیبر پارٹی میں مل گئی۔ "فبیئن سوشلزم" لیبر خیالات والوں کے نظریات کا ایک سرچشمہ ہے۔ پہلی عالمی جنگ کے برسوں (18- 1914) میں فبیئن خیالات کے لوگوں نے سوشلزم کی پوزیشن اختیار کی۔

3۔ سوشلسٹ انقلابی۔ روس کی پیٹی بورژوا پارٹی جو 1901 کے آخر اور 1902 کی ابتدا میں مختلف نرودنک گروپوں اور حلقوں کے اتحاد کی وجہ سے ظہور میں آئی۔ پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں سوشلسٹ انقلابیوں کی اکثریت نے سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کی۔ 1917 میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کی کامیابی کے بعد سوشلسٹ انقلابی منشویکوں کے ساتھ مل کر انقلاب دشمن بورژوا جاگیر دار عارضی حکومت کے زبردست حامی تھے اور ان کے لیڈر (کیرینسکی، اوکسین تیف اور چیرنوف) اس حکومت میں شریک ہوئے۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے کسانوں کے اس مطالبے کی حمایت سے انکار کر دیا کہ جاگیرداری کو ختم کر دیا جائے اور اس کی حمایت کی کہ زمین پر جاگیرداروں کی ملکیت برقرار رہے۔ عارضی حکومت میں سوشلسٹ انقلابی وزرا نے ان کسانوں کے خلاف تعزیراتی دستے بھیجے جنہوں نے جاگیرداروں ک زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے بائیں بازو نے آخر نومبر 1917 میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی الگ پارٹی قائم کر لی۔ غیر ملکی جنگی مداخلت اور خانہ جنگی کے برسوں میں سوشلسٹ انقلابیوں نے انقلاب دشمن تباہ کن اقدامات کئے، سرگرمی کے ساتھ مداخلت کرنے والوں اور سفید گارڈوں کی حمایت کی، انقلاب دشمن سازشوں میں حصہ لیا اور سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں کے خلاف دہشت آمیز کارروائیاں منظّم کیں۔ خانہ جنگی ختم ہونے کے بعد سوشلسٹ انقلابیوں نے اندرون ملک اور سفید گاڈر تارکین وطن کے کمیپ سے مخاصمانہ سرگرمیاں جاری رکھیں۔

4۔ منشویک۔ روسی سوشل ڈیموکریسی میں پیٹی بورژوا موقع پرست رجحان کے حامی، مزدور طبقے میں بورژوا اثرات لانے والے۔ منشویکوں نے اپنا نام اگست 1903 کی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس میں اس وقت سے پایا جب کہ وہ کانگرس کے آخر میں پارٹی کے مرکزی ادرواں کے انتخابات کے موقع پر اقلیت میں رہ

گئے اور انقلابی سوشل ڈیموکریٹ لینن کی قیادت میں اکثریت میں آئے۔ اس طرح بالشیویک (اکثریت والے) اور منشویک (اقلیت والے) کے نام پڑے۔ منشویک بورژوازی کے ساتھ پرولتاریہ کے سمجھوتے کے خواہاں تھے اور مزدور تحریک میں موقع پرست لائن چلاتے تھے۔ فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد منشویک سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ عارضی حکومت میں شامل ہو گئے، اس کی سامراجی پالیسی کی حمایت کی اور ابھرتے ہوئے پرولتاری انقلاب کے خلاف جدوجہد کی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد منشویک اعلانیہ طور پر انقلاب دشمن پارٹی ہو گئے، انہوں نے ایسی سازشوں اور بغاوتوں کی تنظیم کی اور ان میں حصہ لیا جن کا مقصد سوویت اقتدار کا خاتمہ تھا۔

5۔ قدیم قبائلی (یا جرگے والی) تنظیم۔ ابتدائی برادری کا نظام یا تاریخ انسانی میں پہلا سماجی معاشی نظام ہے۔ قبائلی برادری ان خونی رشتہ داروں کی جمعیت تھی جو خانہ داری اور سماجی تعلقات سے مربوط تھے۔ اس خاندانی اور سماجی تعلقات سے مربوط تھے۔ اس خاندانی نظام کے ارتقا میں دو دور آئے: مادر شاہی اور پدر شاہی۔ پدر شاہی کے آخری زمانے میں ابتدائی سماج طبقاتی سماج میں تبدیل ہو گیا اور ریاست نمودار ہوئی۔ ابتدائی برادری کے نظام میں پیداواری تعلقات کی بنیاد ذرائع پیداوار پر سماجی ملکیت اور سامان کی مساوی تقسیم تھی۔ یہ ان کے کردار سے بنیادی طور پر مطابقت رکھتی تھی۔

1648 -1618 کی تیس سالہ جنگ۔ پہلی کل یورپی جنگ، جو یورپی ریاستوں کے مختلف گروہوں کے درمیان شدید تضاد کا نتیجہ تھی اور جس نے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک لوگوں کے درمیان جدوجہد کی شکل اختیار کر لی۔ جرمنی اس جدوجہد کا خاص میدان اور فوجی لوٹ کھسوٹ اور جنگ کے شرکا کے قبضہ گیر دعوؤں کا نشانہ بنا۔ اس جنگ کا خاتمہ 1648 میں ویسٹ فالین معاہدے سے ہوا جس نے جرمنی کے سیاسی انتشار کو اور زیادہ کر دیا۔

7۔ گوتھا پروگرام۔ جرمنی کی سوشلسٹ لیبر پارٹی کا پروگرام جو 1870 میں ان دو جرمن سوشلسٹ پارٹیوں کی گوتھا کانگرس میں منظور کیا گیا جو اس وقت تک الگ تھیں اور اس کانگرس میں متحد ہو گیئں۔ یہ پارٹیاں تھیں ائیزیناخ والوں کی (جس کے رہنما بیبل اور و۔ لیبکنیخت تھے اور یہ مارکس اور اینگلز کے خیالات سے متاثر تھے) اور لاسال کے حامیوں کی (دیکھیے نوٹ نمبر 28)۔ پروگرام میں بہت سے خیالات گڈمڈ تھے اور موقع پرستانہ تھا کیونکہ انتہائی

اہم مسائل پر ائیز یناخ والوں نے لاسال کے حامیوں کو بہت چھوٹ دے دی اور ان کے فارمولوں کو منظور کرلیا۔ کارل مارکس نے اپنی تصنیف " گوتھا پروگرام کی تنقید " اور اینگلز نے بیل کے نام خط 18-28 مارچ 1870) میں گوتھا پروگرام کے مسودے پر شدید تنقید کی اور اس کو 1869 کے ائیز یناخ والوں کے پروگرام کے مقابلے میں نمایاں طور پر پیچھے کی طرف قدم کہا۔

8 ۔ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتدا میں بورژوا حکمراں حلقوں نے متعدد ملکوں میں مزدور تحریک میں تفرقہ ڈالنے اور کافی مطالبات مان کر پرولتاریہ کو انقلابی جدو جہد سے باز رکھنے کی غرض سے پیچدہ چالیں چلیں۔ مثلاً رجعت پرست بورژوا حکومتوں میں سوشلسٹ پارٹیوں کے کچھ اصلاح پرست لیڈروں کو شرکت کا لالچ دیا۔ 1892 میں برطانوی پارلیمنٹ میں جان برنس منتخب کیا گیا جو "مزدور طبقے سے کھلی غداری کرنے والوں میں سے تھا جو وزرات کے منصب کے لئے بورژوازی کے ہاتھوں بک گئے تھے " (لینن) ۔ فرانس میں 1899 میں ر۔ والدیک روسو کی بورژوا حکومت میں سوشلسٹ الیکساندر ایتین میلران شامل ہوا اور بورژوازی کو اس کی پالیسی چلانے میں مدد دی۔ رجعت پرست بورژوا حکومت میں میلران کی شرکت نے فرانس کی مزدور تحریک کو سخت نقصان پہنچایا۔ لینن نے میلران ازم کو غداری اور ترمیم پرستی کہا۔ اٹلی میں بیسویں صدی کی ابتدا میں سوشلسٹ لیونید بیسولاتی، ایوانوئے بونومی وغیرہ حکومت سے تعاون کے کھلم کھلا حامی تھے۔ ان کو 1912 میں سوشلسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران متعدد ملکوں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے دائیں بازو کے موقع پرست لیڈروں نے کھلم کھلا سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کی، اپنے ملکوں کی بورژوا حکومتوں میں شامل ہوئے اور ان کی پالیسی چلائی۔

9۔ یہاں لینن کا مطلب روس میں 27 فروری (12 مارچ) 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب سے ہے جس کی وجہ سے مطلق العنان حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور بورژوا عارضی حکومت کی تشکیل ہوئی۔

10۔ کانسٹی ٹیوشنل (آئینی) ڈیموکریٹک پارٹی (کیڈیٹ) ۔ روس میں لبرل شاہ پرست بورژوازی کی یہ نمایاں پارٹی اکتوبر 1905 میں قائم ہوئی۔ اس میں بورژوازی اور زمینداروں کے نمائندے اور بورژوا دانش ور شامل ہوئے۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران کیڈیٹوں نے سرگرمی کے ساتھ زارشاہی کی قبضہ گیر خارجہ پالیسی کی حمایت کی فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے زمانے میں انہوں نے شاہی حکومت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ بورژوا عارضی حکومت میں رہنمائی کی پوزیشن حاصل کر کے کیڈیٹوں نے عوام دشمن، انقلاب دشمن سیاست کو جاری رکھا جو امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے سامراجیوں کے لئے کارآمد تھی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے

بعد کیڈیٹ سوشلسٹ اقتدار کے قطعی دشمن بن گئے، انہوں نے تمام مسلح انقلاب دشمن اقدامات اور مداخلت کرنے والوں کے حملوں میں شرکت کی۔ مداخلت کرنے والوں اور سفید گارڈ کی بربادی کے بعد بھی کیڈیٹوں نے وطن چھوڑ کر اپنی انقلاب دشمن سرگرمیاں بند نہیں کیں۔

11۔die neue zeit("نیا زمانہ")۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا نظریاتی رسالہ جو اشٹوٹگارٹ سے 1883 سے 1923 تک نکلتا رہا۔ اکتوبر 1917 تک اس کا ایڈیٹر کاؤتسکی تھا اور اس کے بعد کونوف ایڈیٹر ہوا۔ اس رسالے میں پہلی بار مارکس اور اینگلز کی بعض تحریریں شائع ہوئیں۔ اینگلز نے اکثر اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کو مشوروں کے ذریعہ مدد دی اور اس میں مارکس ازم سے گمراہی کے مضامین شائع ہونے پر اکثر نکتہ چینی کی دسویں دھائی کے دوسرے حصے میں، اینگلز کی موت کے بعد اس رسالے میں برابر ترمیم پرستوں کے مضامین شائع ہونے لگے جن میں برنشٹائن کے مضامین کا سلسلہ " سوشلزم کے مسائل " بھی تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران (194-1918) عملی طور پر سوشل شاونسٹوں کی حمایت کر کے اس رسالے نے مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی۔

12۔ یہاں "**فرانسیسی ۔ پروشیائی جنگ** کے بارے میں بین الاقوامی مزدور لیگ کی جنرل کونسل کی بین الاقوامی مزدور لیگ کے یورپی اور امریکی ممبروں سے دوسری اپیل کا " ذکر ہے جو مارکس نے لندن میں 9 ستمبر 1870 کو لکھی تھی۔

13۔"دیلو نارودا"۔ روزنہ اخبار جو سوشلسٹ انقلابیوں کا ترجمان تھا۔ اس نے کئی بار اپنا نام بدلا۔ یہ پیٹروگراد میں مارچ 1917 سے جولائی 1918 یک شائع ہوتا رہا۔ اس اخبار نے ملک کا دفاع کرنے اور سمجھوتہ کرنے کی پالیسی اختیار کی اور بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی۔ اکتوبر 1918 میں شہر سمارا میں اس کے چار شمارے اور مارچ 1919 میں ماسکو سے دس شمارے نکلے۔ اس اخبار کو اپنی انقلاب دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔

14۔ ہیروستراتی ۔ یہ یونانی ہیروسترات کے نام پر ہے جس نے 306 قبل مسیح میں ایفیس میں آرتیمیدی کا مندر جلا دیا تاکہ اس کا نام مشہور ہو جائے۔

15۔ژیروندی 18 صدی کے آخر میں فرانسیسی بورژوا انقلاب کے دور میں سیاسی بورژوا گروپ کا نام۔ ژیروندی اعتدال پرست بورژوازی کے مفادات کا اظہار کرتے تھے اور انقلاب و انقلاب دشمنی کے درمیان ڈانواں ڈول تھے۔ انہوں نے شاہی سے سودے بازی کا رستہ اختیار کیا۔

16۔ بلانکیسٹ ۔ فرانسیسی سوشلسٹ تحریک میں ایک رجحان کے نمائندے جس کے لیڈر نمایاں انقلابی اور فرانسیسی یوٹوپیائی کمیونزم کے ممتاز نمائندے لوئی آگسٹ بلانک (1805- 1881 تھے۔ انقلابی پارٹی کی سرگرمیاں کی جگہ مٹھی بھر خفیہ سازش کرنے والوں کی کاروائیوں کو لے کر انہوں نے اس ٹھوس صورت حال کا اندازہ نہیں لگایا جو بغاوت کی فتح کے لئے ضروری ہوتی ہے اور عوام سے اپنا ناطہ توڑ لیا۔

17۔ پرودھوں کے حامی ۔ پیٹی بورژوا کا غیر سائنسی اور مارکس ازم مخالف رجحان ۔ اس کا نام فرانسیسی انارکسٹ پرودھوں کے نام پر پرودھوں ازم پڑا۔ پیٹی بورژوازی کی پوزیشن سے بڑی سرمایہ دارانہ ملکیت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے پرودھوں چھوٹی نجی ملکیت ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کے خواب دیکھتا تھا۔ اس نے ایسے " عوامی " اور " تبادلے " کے بینک قائم کرنے کی تجویز کی جن کی مدد سے مزدور گویا آلات پیداوار کی ملکیت حاصل کر کے دستکاریاں قائم کرسکیں اور اپنی پیداوار کی " منصفانہ " فروخت کی ضمانت پاسکیں ۔ پرودھون پرولتاریہ کے تاریخی رول کو نہیں سمجھتا تھا اور اس نے طبقاتی جدو جہد، پرولتاری انقلاب اور پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کی مخالفت کی اور انارکسٹ پوزیشن اختیار کر کے ریاست کی ضرورت سے انکار کیا۔ مارکس اور اینگلز نے پرودھون کے حامیون کی ان کوشش کے خلاف جدو جہد کی کہ وہ اپنے خیالات میں پہلی انٹرنیشنل کو الجھائیں۔ مارکس نے اپنی تصنیف "فلسفے کا افلاس" میں پرودھوں ازم پر شدید نکتہ چینی کی ۔ پہلی انٹرنیشنل میں مارکس، اینگلز اور ان کے حامیوں کی پرودھوں ازم کے خلاف سخت جدو جہد کا نتیجہ پرودھون ازم پر مارکس کی مکمل فتح ہوا۔

18۔ یہاں مارکس کا مضمون " سیاسی آزادہ روی "(indifferentism) اور اینگلز کا مضمون "اختیار کے بارے " میں پیش نظر ہیں جو دسمبر 1873 میں اٹلی میں almanacco-repubblicano 1874 perl,anno (1874 کی ریپبلکن جنتری) میں شائع ہوئے اور پھر 1913 میں ان کا جرمن ترجمہ رسالہ die neue zeit میں شائع ہوا۔

19۔ یہاں ذکر مارکس کے آرٹیکل "سیاسی آزادہ روی" کا ہے۔

20۔ یہاں ذکر اینگلز کے آرٹیل "اختیار کے بارے میں" کا ہے

21۔ یہاں ذکر اینگلز کے آرٹیل "اختیار کے بارے میں" کا ہے۔

22۔ یہاں ذکر مارکس کی کتاب "فلسفے کا افلاس" کا ہے۔

23۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایرفورٹ پروگرام اکتوبر 1891 میں شہر ایرفورٹ کی کانگرس میں منظور کیا گیا۔ یہ پروگرام گوتھا پروگرام (1870) کے مقابلے میں ایک قدم آگے کی طرف تھا۔ اس پروگرام کی بنیاد پیداوار کے سرمایہ دارانہ طریقے کی ناگزیر تباہی اور اس کی جگہ پر سوشلسٹ طریقے کے آنے کے بارے میں مارکس ازم کی تعلیم تھی۔ اس میں مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد پر زور دیا گیا تھا اور پارٹی کو اس جدوجہد میں رہنمائی کا رول دیا گیا تھا وغیرہ۔ لیکن ایرفورٹ پروگرام میں موقع پرستی کو سنگین چھوٹ بھی دی گئی تھی۔ ایرفورٹ پروگرام کے مسودے پر اینگلز نے اپنی تصنیف " 1891 کے سوشل ڈیموکریٹک پروگرام کے مسودے پر تنقید " میں نکتہ چینی کی۔ درحقیقت یہ ساری دوسری انٹرنیشنل کی موقع پرستی پر تنقید تھی۔ بہرنوع جرمن سوشل ڈیموکریسی کی قیادت نے پارٹی کے عام ممبروں سے اینگلز کی تنقید چھپائی اور ان کی اہم تحریر کو پروگرام کے آخری مسودے میں پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ لینن کے خیال میں سب سے بڑی خامی یہ تھی کہ ایرفورٹ پروگرام موقع پرستی کو بزدلانہ چھوٹ دیکر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بارے میں خاموش رہا۔

24۔ مزدور اور سوشلسٹ تحریک کے خلاف لڑنے کے لئے بسمارک کی حکومت نے 1878 میں جرمنی میں سوشلسٹوں کے خلاف ہنگامی قانون منظور کیا۔ اس قانون کے مطابق سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی ساری تنظیموں اور عام مزدوروں کی یونینوں اور مزدور پریس کو ممنوع قرار دیا گیا، سوشلسٹ ادب کو ضبط کر لیا گیا اور سوشلسٹ ڈیموکریٹ جبر و تشدد اور جلاوطنی کا شکار ہوئے۔ بہرنوع جبر و تشدد سوشل؛ ڈیموکریٹک پارٹی کو نہیں توڑ سکا اور غیر قانونی صورت میں اس کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ ملک کے باہر پارٹی کا مرکزی ترجمان اخبار " سوشل ڈیموکریٹ " چھپتا رہا اور پارٹی کانفرنسیس باقاعدگی سے (1883,1880 اور 1887 میں) ہوتی رہیں۔ جرمنی میں خفیہ طور سے تیزی کے ساتھ سوشل ڈیموکریٹک تنظیموں اور گروپوں کا احیا ہوا جن کی سربراہ غیر قانونی مرکزی کمیٹی تھی۔ ساتھ ہی پارٹی عوام سے روابط مضبوط کرنے کے لئے اپنے قانونی امکانات کو بھی استعمال کرتی رہی اور اس کا اثر بڑھتا گیا۔ ریشتاغ کے انتخابات میں سوشل ڈیموکریٹوں کے حق میں ملنے والے ووٹوں میں 1878 سے 1890 تک تین گنے سے زیادہ اضافہ ہوا۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کو مارکس اور اینگلز نے بڑی مدد دی۔ 1890 میں عوام اور بڑھتی ہوئی مزدور تحریک کے دباؤ سے سوشلسٹوں کے خلاف ہنگامی قانون مسترد کر دیا گیا۔

25۔ " پراواد" بالشویکوں کا قانونی اور روازنہ اخبار۔ اس کا پہلا شمار پیٹرسبرگ سے 22 اپریل (5 مئی) 1912 کو نکلا تھا۔ لینن "پراواد" کے نظریاتی رہنما تھے۔ وہ تقریباً روزانہ اخبار میں لکھتے رہتے تھے، ایڈیٹوریل بورڈ کو ہدایات دیتے تھے اور اس بات پر نظر رکھتے تھے کہ اخبار کی مجاہدانہ اور انقلابی اسپرٹ قائم رہے۔ "پراواد"

کے ایڈیٹوریل بورڈ پر پارٹی کا تنظیمی کام بڑی حد تک منحصر تھا۔ یہیں مقامی پارٹی یونٹو ں کے نمائندے ملتے تھے۔ فیکٹریوں اور کارخانوں میں پارٹی کے کام کی رپورٹیں بھی یہاں آتی تھیں، یہیں سے پارٹی کی مرکزی اور پیٹرسبرگ کی کمیٹیاں پارٹی کی ہدایت سے جاری کرتی تھیں۔ زارشاہی پولیس مستقبل طور سے "پراواد" کے پیچھے پڑی رہتی تھی۔ 8 (21) جولائی 1914 کو اخبار بند کردیا گیا۔ "پرواد" 1917 میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پھر جاری کیا گیا۔ 5 (18) مارچ سے "پراواد" روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی اور پیٹرسبرگ کمیٹیوں کے ترجمان کی حیثیت سے نکلنے لگا۔ پیٹروگراد آ کر لینن بھی ادارتی عملے میں شامل ہوگئے اور "پراودا" نے بورژوا جمہوری انقلاب کو سوشلسٹ انقلاب میں تبدیل کرنے کے لئے لینن کے منصوبے کے مطابق جدو جہد شروع کردی۔ جولائی۔ اکتوبر 1917 میں انقلاب دشمن عارضی حکومت کے جبروتشدد کی وجہ سے "پراواد"، "پرولتاری"، "ربوچی" اور "ربوچی پوت" کے نام سے شائع ہوا۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد 27 اکتوبر (9 نومبر) 1917 سے یہ اخبار اپنے پہلے نام "پراودا" سے شائع ہونے لگا۔

26۔ کاوینیاک، لوئی ایژین۔ فرانسیسی جنزل اور رجعت پرست سیاسی کارکن۔ 1848 کے فروری انقلاب کے بعد فرانس کی عارضی حکومت کا وزیر جنگ مقرر ہوا۔ جون 1848 میں فوجی ڈکٹیڑشپ کا سربراہ ہوا اور انتہائی سختی کے ساتھ پیرس کے مزدوروں کی بغاوت کو کچل دیا۔

27۔ لینن نے امکانی شرح تنخواہ کے جن اعداد کا حوالہ دیا ہے وہ 1917 کے دوسرے نصف حصے کے کاغذی نوٹوں میں دئے گئے ہیں۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران روس میں کاغذی روبل کافی کم قیمت ہوگیا۔

28۔ لاسال والے۔ جرمن پیٹی بورژوا سوشلسٹ لاسال کے حامی اور پیرو اور کل جرمن مزدور یونین کے ممبر جو 1863 میں لائپزگ کی مزدور انجمنوں کی کانگرس میں قائم کی گئی تھی۔ ان بورژوا ترقی پسندوں کے خلاف جو مزدور طبقے پر اپنا اثر ڈالنا چاہتے تھے۔ اس یونین کے پہلے صدر، اس کے پروگرام کی تشکیل کرنے والے اور بنیادی طریقئہ کار بنانے والے لاسال تھے۔ عام حق رائے دہی کے لئے جدو جہد کل جرمن مزدور یونین کا سیاسی پروگرام تھا اور ریاست کی امداد سے قائم کی ہوئی پیداواری کام کرنے والے مزدوروں کی انجمنوں کا قیام اس کا معاشی پروگرام تھا۔ اپنی عملی سرگرمیوں میں لاسال والوں نے بسمارک کی عظیم طاقت والی پالیسی اور پروشیا کی قیادت کی حمایت کی۔ اینگلز نے 27 جنوری 1865 کا مارکس کو لکھا "معروضی طور پر پروشیا والوں کے حق میں یہ مزدور تحریک

کے ساتھ کمینہ پن اور غداری تھی" مارکس اور اینگلز نے لاسال والوں کے، طریقہ کار اور تنظیم کے اصولوں پر کئی بار سخت تنقید کی اور کہا کہ جرمنی کی مزدور تحریک میں یہ موقع پرستی کا رجحان ہے۔

29۔ شائی لاک، مشہور انگریز ڈرامہ نگار شیکسپیئر کی کامیڈی" مرچنٹ آف وینس" کا ایک کردار جو سخت اور سنگدل سود خور تھا۔ اس نے اپنے تمسک میں یہ ربے حمانہ شرط رکھی تھی کہ بروقت قرض ادا نہ ہونے پر وہ قرضدار کے جسم سے ایک پونڈ گوشت کاٹ لے گا۔

30۔ بورساک ۔ مذہبی تعلیم گاہوں کے طالب علم جن کے رسوم روسی مصنف پومیالوفسکی نے اپنی تصنیف" بورسا کے خاکے" میں لکھے ہیں۔ بورسا۔ زارشاہی روس میں مذہبی تعلیم گاہوں کی اقامت گاہیں۔

31۔ پہلی انٹرنیشنل کی ہیگ کانگرس 2 سے 7 ستمبر 1872 تک ہوئی۔ اس میں مارکس اور اینگلز نے شرکت کی۔ اس کانگرس کے 65 مندوبین تھے اور ایجنڈے میں یہ مسائل تھے (ا) جنرل کونسل کے اختیارات (2) پرولتاریہ کی سیاسی سرگرمی وغیرہ۔ کانگرس کی پوری کارروائی کے دوران باکونین کے حامیوں سے سخت جدوجہد رہی۔ کانگرس نے جنرل کونسل کے اختیارات وسیع کرنے کا فیصلہ کیا۔" پرولتاریہ کی سیاسی سرگرمی" کے مسئلے پر کانگرس کے فیصلے میں کہا گیا تھا کہ پرولتاریہ کا سماجی انقلاب کی فتح کے لئے خود اپنی پارٹی منظّم کرنی چاہئے اور اس کا عظیم فریضہ سیاسی اقتدار احاصل کرنا ہے۔ اس کانگرس میں باکونین اور گیلوم کو انٹرنیشنل سے نکال دیا گیا۔

32۔ زرایا" ۔ مارکسی سائنسی سیاسی رسالہ 1902-1901 میں اشٹوٹگارٹ سے "اسکرا" اخبار کے ادارتی بورڈ سے قانونی طور پر شائع ہوتا رہا۔ یہ رسالہ بین اقوامی اور روسی موقع پرستی پر نکتہ چینی کرتا تھا اور مارکس ازم کی نظریاتی بنیادوں کا حامی تھا۔

33۔ یہاں ذکر دوسری انٹرنیشنل کی پانچویں بین اقوامی کانگرس کا ہے جو 23 سے 27 ستمبر 1900 تک پیرس میں ہوئی۔ بنیادی سوال" سیاسی اقتدار کا حصول اور بورژوا پارٹیوں سے اتحاد" پر جس کا تعلق والدیک۔ روسو کی رجعت پرست حکومت میں ملیران کی شرکت سے تھا، کانگرس کی اکثریت نے کاؤتسکی کی تجویز کو منظور کیا۔ تجویز میں کہا گیا تھا کہ" انفرادی طور پر کسی سوشلسٹ کی بورژوا حکومت میں شرکت کو سیاسی اقتدار کے حصول کی نارمل

ابتدا نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ اس کو کٹھن صورحال سے جدوجہد کرنے کا مخصوص اور وقتی ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے" بعد میں بورژوازی سے اپنے اتحاد کو صحیح قرار دینے کے لئے موقع پرست اکثر قرارداد کی اس دفعہ کا حوالہ دیتے تھے۔

34۔ برنشٹائن ازم ۔ بین اقوامی سوشل ڈیموکریسی میں موقع پرست اور مارکس ازم دشمن رجحان جو 19 ویں صدی کی آخر میں جرمنی میں پیدا ہوا اور برنشٹائن کے نام سے مشہور ہوا، جو انتہائی علانیہ طور پر ترمیم پرستی کا اظہار کرنے والا تھا۔

35۔ دیکھے مارکس کا "لوئی بوناپارٹ کا 18 واں برومیر"۔

36۔ دیکھئے " کمیونسٹ پارٹی کے مینی فیسٹو" کے 1872 کے جرمن اڈیشن کے لئے مارکس اور اینگلز کا پیش لفظ۔

37۔ دیکھئے مارکس کی تصنیف "فرانس میں خانہ جنگی"۔

38۔ دیکھئے مارکس اور اینگلز۔ "مرکزی کمیٹی کا کمیونسٹ یونین سے خطاب"۔

39۔ دیکھئے مارکس کی تصنیف "فرانس میں خانہ جنگی"۔

40۔ یہاں سڈنی اور بیاٹریس ویب کی کتاب " برطانوی ٹریڈ یونین ازم کے نظریے اور عمل " نامی کتاب کا ذکر ہے۔

41۔" سوشلسٹ ماہنامہ "۔(sozialistische - monatshefte)۔ جرمن موقع پرستوں کا خاص ترجمانوں میں سے تھا ۔ یہ برلن سے 1897 سے 1933 تک شائع ہوتا رہا اور پہلی عالمی جنگ (1914-1918) کے دوران اس نے سوشل شاونسٹ رویہ اختیار کیا۔

42۔ **ژوریسیسٹ** ۔ فرانسی اور بین اقوامی سوشلسٹ تحریک کے ممتاز کارکن ژوریس کے حامی ۔ ژوریس نے

جمہوریت، عوام کی آزدیوں اور امن کے حق میں اور سامراجی ظلم وستم اور قبضہ گیر جنگوں کے خلاف جدوجہد کی۔ پھر بھی ژوریس اور اس کے حامیوں نے مارکس ازم کے بنیادی اصولوں میں ترمیم کی کوشش کی۔ ژرویس کے حامیوں کا خیال تھا۔ کہ سوشلزم کی فتح بورژوا سے پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے ذریعہ نہ ہوگی بلکہ "جمہوری خیالات کے پروان چڑھنے" کا نتیجہ ہوگی۔ وہ ظالم اور مظلوم کے درمیان طبقاتی امن کے پرچارک تھے اور کوآپریٹو سسٹم کے پرود ہونی دھوکے میں گرفتار تھے۔ ان کا خیال تھا کہ سرمایہ داری کے حالات میں بھی کوآپریٹو کی رفتہ رفتہ ترقی سے سوشلزم تک پہنچا جاسکے گا۔ 1902 میں ژوریس کے حامیوں نے فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی بنائی جس کی پوزیشن اصلاح پرست تھی۔ 1905 میں اس پارٹی نے فرانس کی گیدیسٹ سوشلسٹ پارٹی کے ساتھ مل کر واحد پارٹی بنائی جس کا نام فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی پڑا۔ لینن نے ژرویس اور اس کے حامیوں کے اصلاح پرست نظریات پر سخت تنقید کی۔ ژوریس کی امن کے لئے اور جنگ چھڑنے کے خطرے کے خلاف جدوجہد نے سامراجی بورژوا میں اس کے لئے نفرت پھیلادی۔ پہلی عالمی جنگ چھڑنے سے پہلے ژوریس کو رجعت پرست پٹھوؤں نے قتل کر دیا۔ پارٹی عالمی جنگ کے دوران جب کہ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کی قیادت ژوریس کے حامیوں کے ہاتھ میں تھی، انہوں نے کھلم کھلا سامراجی جنگ کی حمایت کی اور سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کی۔

43۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی 1892 میں قائم کی گئی۔ اپنے قیام کے وقت سے ہی پارٹی کے اندر رجحانات یعنی موقع پرستی اور انقلابیت کے درمیان سخت نظریاتی جدوجہد شروع ہوگئی جو پارٹی کی پالیسی اور طریقہ کار کے بارے میں تھی۔ 1912 میں ریجوایمیلئی کی کانگرس میں بائیں بازو کے دباؤ سے اصلاح پرستوں (بوٹومی اور بیسولاتی وغیرہ) کو جو جنگ اور حکومت اور بورژوازی کی مدد کے حق میں تھا۔ (۲) مرکزی بازو_ پارٹی کی اکثریت کو متحد کر کے یہ نعرہ دے رہا تھا ’’جنگ میں شرکت نہ کرو اور توڑ پھوڑ نہ کرو‘‘ اور (۳) بایاں بازو _ جنگ کے خلاف زیادہ قطعی رائے رکھتا تھا لیکن اس کے خلاف مسلسل جدوجہد کی تنظیمی کوششوں میں کامیاب نہ تھا۔ بائیں بازو والے سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کرنے اور قطعی طور پر اصلاح پرستوں اور بورژوازی سے تعاون کرنے والوں سے الگ ہونے کی ضرورت کو نہیں سمجھتے تھے۔ 1914 میں لوگانو میں اطالوی سوشلسٹوں نے سوئٹزر لینڈ کے سوشلسٹوں کے ساتھ مل کر کانفرنس کی اور زمروالڈ (1915) اور کین تال (1916) کی بین الاقوامی سوشلسٹ کانفرنسوں میں سرگرمی سے حصہ لیا۔

1916 کے آخر میں اطالوی سوشلسٹ پارٹی نے سوشل پیسیفی ازم Social Paxifism کا راستہ اختیار کیا۔

44۔ فیبئین ۔ دیکھئے تشریحی نوٹ

45۔ برطانوی انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی Independent Labour Party۔ 1893 میں یہ اصلاح پرست تنظیم ”نئی ٹریڈ یونینوں“ کے لیڈروں نے ہڑتالوں کی بڑھتی ہوئی جدوجہد اور بورژوا پارٹیوں سے برطانوی مزدور طبقے کے چھٹکارے کی تحریک زور پکڑنے کے حالات میں بنائی۔ اس پارٹی میں ”نئی ٹریڈ یونینوں“ اور معتدد پرانی ٹریڈ یونینوں کے ممبر، دانش وروں اور پیٹی بورژوازی کے نمائندے شامل ہو گئے جو فیبئن لوگوں کے زیر اثر تھے۔ پارٹی کے لیڈر کیئر ہارڈی اور ریمزے میکڈانلڈ تھے۔ انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی نے اپنے وجود کے وقت سے ہی بورژوا اصلاح پرست رویہ اختیا کئے رکھا۔ جدوجہد کی پارلیمانی شکل اور لبرل پارٹی کے ساتھ پارلیمانی سمجھوتوں کی طرف زیادہ توجہ کی۔ لینن نے لکھ کہ ”عمل میں یہ ہمیشہ بورژوازی پر تکیہ کرنے والی موقع پرست پارٹی رہی ہے۔“

پہلی عالمی جنگ کی ابتدا میں انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی نے جنگ کے خلاف ایک مینی فیسٹو شائع کیا لیکن جلد ہی اس نے سوشل شاونزم کی پوزیشن اختیار کر لی۔

ناموں کا اشاریہ

اسپنسر۔ Spenser۔ ہربرٹ۔ برطانوی فلسفی، ماہر نفسیات و سماجیات۔ ثبوتی فلسفے کا نمایاں نمائندہ۔ وہ ”سماج کا طبعی نظریہ“ نامی تھیوری کے بانیوں میں سے تھا۔ سماجی بابرابری کو منصفانہ قرار دینے کی کوشش میں اس نے انسانی سماج کو جسم حیوانی سے مشابہت دی اور بقا کی جدوجہد کے حیاتیاتی نظریے کو انسانی تاریخ سے جوڑ دیا۔ اسپینسر کے رجعت پرست فلسفیانہ اور عمرانی خیالات نے اس کو برطانوی بورژوازی کا بہت ہی مقبول نظریہ دان بنا دیا۔ اس کی خاص تصنیف System of Synthetic Philosophy ہے۔

استرووے، پ، ب۔ 1870-1944۔ روسی بورژوا ماہر معاشیات، صحفہ اور آئینی جمہوری (کیڈٹ) پارٹی کا ایک لیڈر۔ انیسویں صدی کی آخری دہائی میں وہ ”قانونی مارکس ازم“ کا نمایاں علمبردار تھا۔ اس نے مارکس کے

معاشی اور فلسفیانہ نظریات پر ’’نکتہ چینی‘‘ کی اور ان میں ’’ترمیمات‘‘ پیش کیں۔ اس بات کی کوشش کی کہ مارکس ازم اور مزدور تحریک کو بورژوا مفادات کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ اکتوبر سوشلسٹ ابقلاب کے بعد وہ سوویٹ اقتدار کا سخت دشمن اور ورانگیل کی انقلاب دشمن حکومت کا ممبر رہا۔ پھر انتقال وطن کر گیا۔

اسٹاؤننگ۔ ستائننگ، تور والد اگسٹ ماری نوس۔ 1873-1942۔ ڈنمارک کا ریاستی کارکن، ڈنمارک کے سوشل ڈیموکریٹوں کے دائیں بازو اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر اور صحافی۔ 1914-1918 کی عالمی سامراجی جنگ میں وہ سوشل شاونسٹ تھا۔ 20-1916 میں ڈنمارک کی بورژوا حکومت میں وہ وزیر بےقلمدان ہو گیا۔ بعد کو وہ سوشل ڈیموکریٹک حکومت اور بورژوا ریڈیکلوں اور دائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں کی مخلوط حکومت کا سربراہ ہوا۔

اشٹرنر ماکس۔ Stirner۔ (1806-1856) جرمن فلسفی، بورژوا انفرادیت اور انارکزم کا نظیہ دان۔ اس نے 1843 میں اپنی کتاب Der Einzige und sein Eigentum (فرد اور اس کی ملکیت) میں اپنے نظریات پیش کئے۔ مارکس اور اینگلز نے اس پر متواتر نکتہ چینی کی۔

اسکوبیلیف ،م،ای۔ (1939 -1880)1903 سے سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں منشویک کی حیثیت سے شریک ہوا۔ 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ میں اس نے مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی۔ فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ پیٹر گراد سوویٹ کا نائب صدر، مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے پہلے اجلاس کا نائب صدر ہوا۔ مئی سے اگست 1917 تک بورژوا عارضی حکومت میں وزیر محنت رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے منشویزم کو مسترد کر دیا۔ کوآپریٹو انجمنوں کا کارکن رہا اور پھر غیر ملکی تجارتی کی عوامی کمساریت میں آ گیا۔

اوکسین تیف ،ن،د۔ 1943 -1878۔ سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کا ایک لیڈر اور اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران سخت سوشل شاونسٹ بن گیا۔ فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد کسانوں کے مندوبین کیی کل روس سوویٹ کی انتظامیہ کمیٹی کا صدر اور دوسری مخلوط عارضی حکومت میں وزیر داخلہ ہوا۔ بعد کو انقلاب دشمن ’’روسی ریپلک کی عارضی کونسل‘‘ (پارلیمانی ادارہ) کا صدر رہا۔ اکتوبر انقلاب دشمن

بغاوتوں کے ناظموں میں سے تھا۔

اینگلز، فریڈرک۔ 1820-1890۔ سائنسی کمیونزم کے بانیوں میں سے تھے۔ وہ بین الاقوامی پرولتاریہ کے معلم اور کارل مارکس کے دوسرا اور رفیق کار تھے۔

ب

باکونین، م، ا۔ 1814-1876۔ نرودازم اور انارکزم کا ایک نظریہ دان۔ 1840 سے روس کے باہر رہا اور جرمنی میں 1848-49 کے انقلاب میں حصہ لیا۔ پہلی انٹرنیشنل میں آیا اور، اور مارکس ازم کی سخت مخالفت کی۔ باکونین نے ہر طرح کی ریاست کو ماننے سے انکار کیا جن میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ بھی شامل تھی۔ وہ پرولتاریہ کے عالمی تاریخی رول کو نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے مزدور طبقے کی خودمختار سیاسی پارٹی بنانے کی کھلم کھلا مخالفت کی کی مزدور طبقے کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لینا چاہئے۔ 1872 میں باکونین کو اپنی نفاق پھیلانی والی سرگرمیوں کی وجہ سے پارٹی سے نکال دیا گیا۔

براکے، ولہلم۔ 1842-1880۔ جرمن سوشلسٹ، کتابوں کا پبلشر اور ڈیلر اور آئنزیناخ پارٹی (1869) کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا۔ وہ پارٹی کے لٹریچر کے خاص اشاعت اور نشر کرنے والوں میں سے تھا۔

برانٹنگ، کارل، یالمر۔ (1920 -1860) سویڈن کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں میں سے تھا اور موقع پرست تھا۔ 1877 کے دوران (وقفوں کے ساتھ) پارٹی کے مرکزی ترجمان اخبار Socialdemokraten (سوشل ڈیموکریٹ) کا ایڈیٹر اور 1897 اور 1925 کے درمیان ریکسداغ کا ممبر رہا۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشلست شاونسٹ ہو گیا۔ 1917 میں اس نے ایڈین کی مخلوط لبرل سوشلسٹ حکومت میں شرکت کی اور سوویٹ روس کے کلاف مسلح مداخلت کی حمایت کی۔

برنژٹائن، ایڈورڈ۔ (1932 -1850)۔ جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہا پسند موقع پرست بازو اور دوسری

انٹرنیشنل لیڈر، ترمیم پرستی اور اصلاح پرستی کا نظریہ داں۔ آٹھویں دہائی کے وسط سے اس نے سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں حصہ لیا۔ 1881 سے 1889 تک جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے مرکزی ترجمان اخبار Socialademocraten (سوشل ڈیموکریٹ) کا ایڈیٹر رہا۔ 1896 میں رسانہ Die Neue Zetit (نیا زمانہ) میں اس کے مضامین کا سلسلہ ''سوشلزم کے مسائل'' چھپتا رہا جو بعد کو ایک علیحدہ کتاب کی شکل میں ''سوشلزم کے لوازمات اور سوشل ڈیموکریسی کے فریضے'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس میں انقلابی مارکس ازم کے فلسفیانہ، معاشی اور سیاسی اصولوں میں کھلم کھلا ترمیم کی کوشش کی گئی۔ برنشٹائن کا کہنا تھا کہ سرمایہ داری میں مزدوروں کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لئے اصلاحات کی جدوجہد مزدور تحریک کا خاص مقصد ہے۔ اس سلسلے میں اس نے یہ فارمولا پیش کیا، تحریک سب کچھ ہے'' مختتم مقصد کچھ نہیں۔'' عالمی سامراجی جنگ کے دوران اس نے مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی اور اپنے سوشل شاونزم کو بین الاقوامیت کے جملوں کے پردے میں چھپانا چاہا۔ بعد کے برسوں میں بھی وہ سامراجی بورژوازی کی پالیسی کی حمایت کرتا رہا اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب اور سوویٹ ریاست پر حملے کئے۔

بریشکو ـ بریشکوفسکایا، اے ـ ک (1844 1934)۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی ناظمہ اور لیڈر جو اس پارٹی کے انتہا پسند دائیں بازو کی ممبر تھی فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد اس نے عارضی حکومت کی حمایت کی۔ وہ سامراجی جنگ "فتحیاب اختتام" تک جاری رکھنے کی حامی تھی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سرگرمی کے ساتھ سوویت حکومت کی مخالفت کی۔

بسمارک (bismarck)، آٹو ـ ایڈورڈ لیوپولڈ (1815 1898)۔ پرویشا اور جرمنی کا ریاستی کارکن اور مدبر۔ بسمارک کا خاص مقصد چھوٹی مٹی ہوئی جرمن ریاستوں کو متحدہ کرنا اور یونکر پروشیا کی حکمرانی میں جرمنی کی متحدہ سلطنت کا چانسلر ہوا اور بیس سال یک جرمنی کی ساری داخلہ وخارجہ پالیسی زمیندار_یونکروں کے مفادات کے لئے چلاتا رہا اور ساتھ ہی اس کے لئے بھی کوشاں رہا کہ یونکروں اور بڑی بورژازی کے درمیان اتحاد ہو جائے۔ 1878 میں اس کے اصرار پر بنائے ہوئے سوشلسٹ دشمن ہنگامی قانون کے ذریعہ مزدور طبقے کی تحریک کا گلا گھونٹے کی کوشش میں جب اس کو ناکامیابی ہوئی تو اس نے عوام کو فریب دینے والا سماجی قانون سازی کا پروگرام بنایا اور بعض درجوں کے مزدوروں کے لئے لازمی بیمے کا قانون نافذ کیا۔ بہر حال چھوٹی چھوٹی رعایتوں سے مزدور تحریک کو کمزور کرنے کی بسمارک کی کوشش ناکام ہوئی اور 1890 میں اس کو استعفیٰ دینا پڑا۔

بوناپارٹ، لوئی۔ دیکھئے نپولین سوم۔

ببیل (bebel) اگسٹ (1840-1913)۔ جرمن سوشل ڈیموکریسی اور بین اقوامی مزدور تحریک کا ایک بہت ہی نمایاں کارکن۔ اپنی سیاسی سرگرمیاں انیسویں صدی کی ساتویں دہائی کی ابتدا میں شروع کر کے پہلی انٹرنیشنل کا ممبر ہوگیا۔ 1869 میں اس کے۔ و۔ لیبکنخت کے ساتھ ملکر جرمن سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (آئیز یناخ والوں کی) کی بنیاد ڈالی اور متواتر ریشاغ میں منتخب ہوتا رہا۔ دسویں دہائی اور بیسویں صدی کی ابتدا میں اس نے جرمن سوشل ڈیموکریٹ پارٹی کی صفوں میں اصلاح پرستی اور ترمیم پرستی کی مخالفت کی۔ برنشٹائن کے پیروؤں کے خلاف اس کی تقریروں کو لینن "مارکسی نظریات کے دفاع اور مزدوروں کی پارٹی کے حقیقی سوشلسٹ کردار کے لئے جدوجہد کا نمونہ" خیال کرتے تھے۔

بیسولاتی (bissolati)، لیونڈ (1857-1920)۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھا اور اس کے شدید دائیں اصلاح پرست بازو کا لیڈر۔ 1912 میں اس کو اطالوی سوشلسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا اور اس نے "سماجی اصلاح پرست پارٹی" بنالی۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونسٹ رہا اور اتحاد ثلاثہ کے ساتھ جنگ میں اٹلی کی شرکت کی وکالت کرتا تھا۔ 1916 اور 1918 کے درمیان وہ وزیر بے قلمدان تھا۔

پ۔ پالچینسکی، پ۔ ای۔) سال انتقال 1930) انجنیر جس نے "پرودا وگول " نامی سینڈیکیٹ منظّم کیا۔ وہ بینکوں کے حلقوں سے گہرے تعلقات رکھتا تھا۔ فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ بورژوا عارضی حکومت میں وزیر تجارت وصنعت ہوگیا۔ اس نے صنعت کاروں کی طرف سے کی ہوئی توڑ پھوڑ منظّم کی اور جمہوری تنظیمون کے خلاف جدوجہد کرتا رہا۔

پانے کوک (panneckock)، انتونی (1873-1920) ہالینڈ کا سوشل ڈیموکریٹ۔ 1910 سے بائیں بازو کے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں سے اس کے قریبی تعلقات تھے۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ انٹرنیشنلسٹ رہا۔ اس نے بائیں بازو کے زمروالڈ کے نظریاتی ترجمان رسالے vorbte ("پیش گو") کی اشاعت میں حصہ لیا۔ 1918 اور 1921 کے درمیان وہ ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کا ممبر رہا اور کمیونسٹ

انٹرنیشنل کے کام میں حصہ لیا۔ وہ انتہا پسند بائیں بازو کے گروہ بندانہ خیالات رکھتا تھا۔ 1921 میں پانے کوک نے کمیونسٹ پارٹی چھوڑ دی اور جلد ہی سیاسی سرگرمیوں سے الگ ہوگیا۔ صفحات ,137,132,130 ۔

پرودھون (proudhon)۔ پیئر ژوزیف(1809-1865)۔ فرانسیسی صحافی ماہر معاشیات وسماجیات، پیٹی بورژوازی کا نظریہ داں اور انارکزم کے بانیوں میں سے تھا۔

پلیخانوف، گ۔ و۔(1856-1918) روسی اور بین اقوامی مزدور تحریک کا نمایاں کارکن اور روس میں مارکس ازم کا پہلا پرچارک۔ 1883 میں پلیخانوف نے پہلی روسی مارکسی تنظیم جنیوا میں "محنت کی نجات کا گروپ" کے نام سے بنائی۔ اس نے نرودازم اور بین اقوامی مزدور تحریک میں ترمیم پرستی کے خلاف جدو جہد کی۔ موجودہ صدی کی ابتدا میں وہ اخبار "اسکرا" اور رسالہ "زاریا" کے ایڈیٹوریل بورڈ میں سے تھا۔ 1883 اور 1903 کے درمیان پلیخانوف نے متعدد تصانیف کیں جنھوں نے مادی دنیا کے کے دفاع اور اشاعت میں بڑا رول ادا کیا۔ بہرحال اس وقت بھی اس نے کئی سنگین غلطیاں کیں جو آیندہ اس کے منشویک خیالات کی بنیاد بنیں۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کے بعد پلیخانوف نے موقع پرستی کی طرف صلح جویانہ رویہ اختیار کیا اور پھر منشویکوں میں شامل ہوگیا۔ پہلے روسی انقلاب کے دوران اس نے تمام بڑے بڑے مسائل پر منشویکوں کی حمایت کی۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ میں اس نے سوشل شاونست پوزیشن اختیار کی۔ فروری 1917 کے بورژوا ڈیموکریٹک انقلاب کے بعد وطن واپس آکر اس نے بالشویکوں اور سوشلسٹ انقلاب کی اس خیال سے مخالفت کی کہ روس میں سوشلزم کی طرف عبور کرنے کے لئے پختگی نہیں ہے۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی طرف منفی رویہ اختیار کیا لیکن سوویت اقتدار کے خلاف نہیں لڑا۔

پوتریسوف، ا۔ن۔(1869-1934)۔ منشویکوں کا لیڈر۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونست ہوگیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے انتقال وطن کا لیا۔

پومیالوفسکی، ن۔گ۔(18301863)۔ روسی جمہوری مصنف۔ اپنی تصانیف میں اس نے روس کے مطلق العنان نوکرشاہی نظام، تشدد اور من مانی حکومت پر حملے کئے ہیں۔

ت۔ تریویس (treves) کلاؤدیو (1868-1933)۔ اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی کا اصلاح پرست لیڈر۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ دوران مرکزیت پرست رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی طرف مخاصمانہ رویہ اختیار کیا۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں نفاق (1922) کے بعد وہ اصلاح پرست unitarian سوشلسٹ پارٹی کا ایک لیڈر رہوا۔

تسرے تیلی، ای۔ گ۔ (1882-1959)۔ منشویک لیڈر، 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران مرکزیت پرست ہوگیا۔ فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ بورژوا عارضی حکومت میں وزیر ڈاک وتار اور جولائی کے واقعات کے بعد وزیر داخلہ ہوا اور بالشویکوں پر جبر وتشدد منظّم کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وہ جارجیا میں انقلاب دشمن منشویک حکومت کا لیڈر بنا۔ جارجیا میں سوویت اقتدار کی فتح کے بعد انتقال وطن کر گیا۔

توراتی ()turati فیلیپو (1857-1932)۔ اٹلی کی مزدور تحریک کا کارکن، اطالوی سوشلسٹ پارٹی (1892) کا ایک ناظم اور اس کے دائیں، اصلاح پرست بازو کا لیڈر۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران مرکزیت پرست ہوگیا۔ وہ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے خلاف تھا۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں نفاق (1922) کے بعد اصلاح پرست unitarian سوشلسٹ پارٹی کا سربراہ ہوگیا اور 1926 میں وہ فسطائی اٹلی سے فرانس منتقل ہوگیا۔

توگان۔ برانوفسکی، م۔ ای۔ (1865-1919)۔ روسی بورژوا ماہر معاشیات 19 ویں صدی کی آخری دہائی وہ "قانونی مارکس ازم" کا علمبردار تھا۔ 1905-7 کے انقلابی دور میں آئینی جمہوری (کیڈیٹ) پارٹی کا ممبر تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے یوکرین میں انقلاب دشمن کارروائیاں کیں۔

چ۔ چیرنوف، و۔ م۔ (956`-1876)۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا ایک لیڈر اور نظریہ داں۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں وہ بائیں بازو کے خیالات کا اظہار محض زبانی کرتا رہا لیکن حیقت میں اس نے سوشلسٹ شاونست پوزیشن اختیار کی۔ 1917 میں بورژوا عارضی حکومت میں وزیر زراعت تھا۔ اس نے ان کسانوں کے خلاف جنہوں نے بڑے بڑے جاگیرداروں کی زمینوں پر قبضہ کرلیا تھا ظالمانہ زور وظلم کے طریقے

استعمال کئے۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے بغاوتیں کیں۔ انتقال وطن کر گیا اور بیرون ملک سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

ڈ۔ ڈیورنگ (duhring)، ایوگینی (1833-1912)۔ جرمن فلسفی، ماہر معاشیات اور پیٹی بورژوا نظریہ داں۔

ڈیوڈ (david)۔ ایڈورڈ (1863-1930)۔ جرمن سوشل ڈیموریٹک پارٹی کے دائیں بازو کا ایک لیڈر اور ترمیم پرست تھا۔ وہ پیشے کے لحاظ سے ماہر معاشیات تھا۔ ڈیوڈ جرمن موقع پرستوں کے رسالے sozialistische monatshefte ("سوشلسٹ ماہنامہ") کے بانیوں میں سے تھا۔ 1903 سے وہ ریشتاغ کا ممبر ہوا۔ وہ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونسٹ رہا۔

ر۔ رادیک، ک۔ ب۔ (1885-1939)۔ 19 ویں صدی کی آخری دہائی کی ابتدا سے گالیشا، پولینڈ اور جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیتا رہا اور بائیں بازو کے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی اشاعتوں کے لئے لکھتا رہا۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ میں اس نے انٹرنیشنلسٹ کی پوزیشن اختیار کی لیکن مرکزیت پرستی کی طرف ڈگمگاتا رہا۔ قوموں کے حق خود اختیاری کے بارے میں اس نے غلط پوزیشن اختیار کی۔ 1917 میں بالشویک پارٹی میں آیا اور معاہدہ بریست کے موقع پر "بائیں بازو کا کمیونسٹ" ہوگیا۔ 1927 کی سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی 15 ویں کانگرس نے اس کو پارٹی سے نکال دیا کیونکہ وہ 1923 سے تروتسکی والے مخالف گروپ کا سرگرم کارکن رہا تھا۔ 1936 میں پھر پارٹی دشمن سرگرمیوں کے لئے نکالا گیا۔

روبانوچ، ای۔ ا۔ (1860-1920-)۔ سوشلسٹ انقلابیوں کا لیڈر اور انٹرنیشنل سوشلسٹ بیورو کا ممبر۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونسٹ تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سوویت اقتدار کی مخالفت کی۔

روسانوف، ن۔ س۔ (سال پیدائش 1859) صحافی پہلے نرودنک تھا، پھر سوشلسٹ انقلابی ہوگیا۔ تارک رطن کی حیثیت سے اس کی ملاقات فریڈرک اینگلز سے ہوئی۔ 1905 میں وہ کئی سوشلسٹ انقلابی اخباروں کا ایڈیٹر

رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے انتقال وطن کر لیا۔

رینا ڈیل (renaudel) پیئر (1871-1935)۔ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا یک اصلاح پرست لیڈر۔ 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ میں وہ سوشل شاونست تھا۔ 1927 میں سوشلسٹ پارٹی کی قیادت سے علیحدہ ہو گیا اور 1933 میں پارٹی سے نکال دیا گیا۔ بعد کو اس نے ایک چھوٹا سا نیا سوشلسٹ گروپ قائم کیا۔

ز۔ زین زینوف، و۔ م۔ (لاسال پیدائش 1881)۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا لیڈر اور اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر۔ اس نے 18-1914 کی عالمی جنگ میں "دفاع وطن" کے طریقہ کار کی وکالت کی۔ 1917 میں پیٹروگراد سوویت کی انتظامیہ کمیٹی کا ممبر رہا اور بورژوازی کے ساتھ بلاک بنانے کی حمایت کی۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ترجمان اخبار "دیلو نارودا" کے ایڈیٹروں میں سے تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وہ سوویت اقتدار کا دشمن ہو گیا اور روس سے انتقال وطن کر گیا۔

ژ۔ ژوریس (jaures) ژاں (1859-1914)۔ فرانسیسی اور بین اقوامی سوشلسٹ تحریک کا ممتاز کارکن اور مورخ۔ 185 سے 1889۔ تک، 1893 سے 1897 تک اور 1902 سے 1914 تک فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر رہا اور پارلیمانی سوشلسٹ گروپ کے لیڈروں میں سے تھا۔ 1904 میں اس نے I,humanite اخبار ("انسانیت") کی بنیاد ڈالی اور آخر زندگی تک اس کا ایڈیٹر رہا۔ ژوریس نے جمہوریت، عوام کی آزادیوں اور امن کی حمایت اور سامراجی ظلم و ستم اور قبضہ گیر جنگوں کی مخالفت کی۔ اس کو یقین تھا کہ صرف سوشلزم ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنگوں اور نو آبادیاتی ظلم و ستم کو ختم کر سکتا ہے۔ لیکن ژوریس کا خیال تھا کہ سوشلزم کی فتح بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی جدوجہد سے نہیں بلکہ "جمہوریت کے ذریعے پروان چڑھنے سے ہوگی۔" لینن نے ژوریس کے اصلاح پرست خیالات پر کڑی نکتہ چینی کی جو اس کو موقع پرستی کی طرف لے جا رہے رتھے۔ ژوریس کی امن حق میں اور جنگ کے بڑھتے ہوئے خطرے کے خلاف جدوجہد نے سامراجی بورژوا میں اس کی طرف سے نفرت کی آگ بھڑکا دی اور 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ شروع ہونے سے قبل رجعت پرستوں کے گرگوں نے اس کو قتل کر دیا۔

س۔ سامبا (sembat) مارسیل (1826-1922)۔ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح پرست لیڈر اور صحافی۔ 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونست تھا۔ اگست 1914 سے ستمبر 1917 تک فرانس میں سامراجی حکومت "برائے قومی دفاع" میں پبلک خدمات کا وزیر رہا۔ فروری 1915 میں لندن میں اس

نے اتحاد ثلاثہ کے ملکوں کے سوشلسٹوں کی کانفرنس میں شرکت کی جس کا مقصد ان کو سوشل شاونست پلیٹ فارم پر متحد کرنا تھا۔

ش۔ شیڈ مان (scheidemann) فلیپ (1865-1939)۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے انتہا پرست موقع پرست دائیں بازو کے لیڈروں میں سے تھا۔ 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سخت سوشل شاونست رہا۔ جرمنی کے نومبر 1918 کے انقلاب کے دوران وہ نام نہاد "عوامی نمائندوں کی کونسل" کا ممبر تھا جس میں اس نے اسپارٹاک گروپ کے ممبروں کے خلاف غارت گرایجی ٹیشن کی ہمت افزائی کی۔ فروری سے جون 1919 تک وہ ویئمار رپبلک کی مخلوط حکومت کا سربراہ رہا۔ 1918 اور 1912 کے درمیان جرمن مزدور تحریک کو ظالمانہ طور پر کچلنے والوں میں سے تھا۔ بعد کو وہ سیاسی سرگرمیوں سے دست بردار ہو گیا۔

ک۔ کاؤتسکی (kautsky) کارل (1854-1938)۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹوں اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر۔ پہلے وہ مارکسی تھا۔ پھر غدار ہو گیا وہ مرکزیت پرستی کی (کاؤتسکی ازم) کا نظریہ داں تھا جو موقع پرستی کی خاص طور سے خطرناک اور مضرت رساں قسم تھی۔ کاؤتسکی جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے نظریاتی رسالے die neue zeit ("نیا زمانہ") کا ایڈیٹر تھا۔ 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران اس نے مرکزیت پرستی (centrist) پوزیشن اختیار کی جس میں اس نے سوشل شاونزم کو چھپانے کے لئے بین اقوامیت کا پردہ استعمال کیا۔ اس نے رجعت پرست "مہاسامراج" (ultar-imperialism) کا نظریہ ایجاد کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے علانیہ پرولتاری انقلاب، مزدور طبقے کی ڈکٹیٹرشپ اور سوویت اقتدار پر حملے کئے۔

کروپوتکن، پ۔ ا۔ (1846-1921)۔ انارکزم کا ایک بڑا کارکن اور نظریہ داں، پہلی عالمی جنگ کے دوران وہ شاونست تھا۔ بہت برسوں کی سیاسی جلاوطنی کے بعد 1917 میں وہ روس واپس آیا۔ حالانکہ واپسی کے بعد بھی اس کے بورژوا خیالات قائم رہے لیکن 1920 میں اس نے یورپی مزوروں کے نام ایک خط شائع کیا جس میں سوشلسٹ انقلاب کی تاریخی ضرورت کو تسلیم کیا اور مزدورں سے اپیل کی کہ وہ سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت کو روکیں۔

کورنیلسن (cornelassen)، کرسٹیان۔ ہالینڈ کا یک انارکسٹ اور کروپوتکن کا پیرو۔ اس نے مارکس ازم کی

مخالفت کی 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ میں وہ شاونست رہا۔

کوگلیمان (kugelman) لیودویگ (1830-1902)۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹ اور کارل مارکس کا دوست۔ اس نے 1848-49 کے جرمنی کے انقلاب میں حصہ لیا اور پہلی انٹرنیشنل کا ممبر تھا۔

کولب (kolb) ولہلم (1870-1918) جرمن سوشل ڈیموکریٹ۔ انتہا پسند موقع پرست اور ترمیم پرست، ("عوام کا دوست") volksfreund کا ایڈیٹر۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونست رہا۔

کیرینسکی، ا۔ف۔ (1970-1881)۔ سوشلسٹ انقلابی فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ وزیر انصاف، وزیر جنگ اور وزیر بحریہ رہا اور بعد کو عارضی حکومت کا وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف ہوا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سرگرمی کے ساتھ سوویت حکومت کے خلاف جنگ کی اور 1918 میں باہر بھاگ گیا۔

گروا (grave)، ژاں (1854-1939)۔ فرانسیسی پیٹی بورژوا سوشلسٹ اور انارکزم کے نظریہ دانوں میں سے تھا۔ بیسویں صدی کی ابتدا میں اس نے انارکسٹ سنڈیکالسٹ پوزیشن اختیار کی اور پہلی عالمی جنگ میں سوشل شاونست رہا۔

گے، الیکساندر (1919-1879)۔ روسی انارکسٹ جس نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کی حمایت کی،۔

گید (guesde) ژول (بازیل میتھیو) (1845-1922)۔ فرانسیسی سوشلسٹ تحریک اور دوسری انٹرنیشنل کا لیڈر اور ناظم۔ 1901 میں گید اور اس کے پیرووٴں نے فرانس کی سوشلسٹ پارٹی قائم ک جو 1905 میں اصلاح پرست فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی ضم ہوگی اور میحد فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی بنائی گئی۔ گید نے فرانس میں مارکسی خیالات پھیلانے اور سوشلسٹ تحریک کو ترقی دینے کے لئے بہت کچھ کیا۔ دائیں بازو کے سوشلسٹوں کی پالیسی سے لڑتے ہوئے نظریاتی اور طریقہ کار کے مسائل دونوں میں گید نے گروبندی کے طریقے استعمال کر کے غلطیاں کیں، جب 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ چھڑی تو اس نے سوشل شاونست پوزیشن اختیار کی اور فرانسیسی

بورژوا حکومت کا ممبر بن بیٹھا۔ 1920 میں فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی ک جو کانفرنس تور میں ہوئی اس میں گید نے اکثریت کی بات ماننے سے انکار کر دیا جس نے کمیونسٹ انٹرنیشنل میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تھا۔

ل۔ لاسال (lassalle) فردیناند (1825-1864)۔ جرمن پیٹی بورژوا سوشلسٹ اور لاسال ازم کا بانی جو جرمن مزدور طبقے کی تحریک میں ایک طرح کی موقع پرستی تھی، لاسال کل جرمن مزدور یونین (1863) کے بانیوں میں سے تھا۔ اس یونین کا قیام مزدور تحریک کے لئے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ لیکن لاسال، جو اس کا منتخبہ صدر تھا اس کو موقع پرستی کی طرف لے گیا۔ وہ رجعت پرست پروشیا کی حکمرانی میں "اوپر سے" جرمنی کی وحدت کی پالیسی کی حمایت کرتا تھا۔ لاسال کے پیروؤں کی موقع پرست پالیسی نے پہلی انٹرنیشنل کی سرگرمیوں اور جرمنی میں حقیقی مزدور طبقے کی پارٹی کے قیام میں روڑے اٹکائے اور مزدور طبقے میں شعور پیدا کرنے کے کام میں مداخلت کی۔

لکسمبرگ (luxemburg)، رواز (1871-1919)۔ بین اقوامی مزدور تحریک کی ایک ممتاز کارکن اور دوسری انٹرنیشنل کے بائیں بازوں کے لیڈروں میں سے تھیں، وہ پولینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی ایک بانی اور لیڈر تھیں۔ 1897 سے انہوں نے جرمن سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ وہ جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھیں۔ 1919 میں ان کو گرفتار کر لیا گیا انقلاب دشمنوں نے ان کو وحشیانہ طور پر مار ڈالا۔

لوئی نپولین۔ دیکھئے نپولین سوم۔

لیبکنیخت (liebknecht)، ولہلم (1826-1900)۔ جرمن اور بین اقوامی مزدور تحریک کا ایک نمایاں کارکن اور جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا بانی اور لیڈر۔ 1875 سے آخر زندگی تک وہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا ممبر اور اس کے مرکزی ترجمان اخبار vorwarts ("آگے بڑھو") کا ایڈیٹر رہا۔ 1867 سے 1870 تک وہ شمالی جرمن ریشتاغ کا ممبر تھا۔ 1867 کے بعد اس کو جرمن ریشتاغ کا کئی بار ممبر چنا گیا۔ اس نے پروشیائی یونکروں کی رجعت پرست خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کو بے نقاب کونے کے لئے بڑی ہوشیاری کے ساتھ پارلیمنٹ فارم کو استعمال کیا۔ اس کو اپنی انقلابی سرگرمیوں کے لئے بار بار جیل بھیجا گیا۔ اس نے پہلی انٹرنیشنل میں اور دوسری انٹرنیشنل کی تنظیم میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز لیبکنیخت کی بڑی عزت کرتے

تھے۔ ساتھ ہی انہوں نے اس کی بعض غلطیوں پر نکتہ چینی بھی کی (مثلاً دشمنوں کی طرف صلح جویانہ رویہ) اور اس کو صحیح رویہ اختیار کرنے میں مدد دی۔

لگین (legien)، کارل (1861-1920)۔ دائیں بازو کا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، جرمن ٹریڈ یونینوں کے جنرل کمیشن کا ممبر رہا۔ 1903 میں وہ ٹریڈ یونینوں کے انٹرنیشنل سکریٹریٹ کا سکریٹری اور 1913 میں اس کا صدر ہوا 1893 سے 1920 تک ہوا (وقفوں کے ساتھ) وہ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف سے ریشتاغ کا ممبر رہا۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ انتہا پسند سوشل شاونست تھا۔ 1919-20 مے وہ ویمار ریپلک کی نیشنل اسمبلی کا ممبر ہوا۔ وہ بورژوازی کی پالیسیوں کی حمایت کرتا تھا اور پرولتاریہ کی انقلابی تحریک کے خلاف جدوجہد کی۔

لینن، و۔ ای۔ (لینن، ن۔) (اولیانوف، ولادیمر ایلیچ) (1870-1924)

م۔ مارکس، کارل (1818-1883)۔ سائنسی کمیونزم کے بانی، لاجواب مفکر، بین اقوامی پرولتاریہ کے لیڈر اور معلم,۔

مونٹیسکے (montesquieu)، شارل لوئی (1689-1855) مایاں فرانسیسی ماہر عمرانیات، معاشیات اور مصنف۔ 18 ویں صدی کی بورژوا تعلیمات کا حامی اور آئینی شاہی کا نظریہ داں۔

میخائیلوفسکی، ن۔ ک۔ (1842-1904)۔ اعتدال پرست نرودازم کا نظریہ داں، صحافی اور ادبی ناقد تھا۔ وہ فلسفہ ثبوتی کا قائل تھا۔ اور داخلی اسکول کا ماہر عمرانیات تھا۔ 1892 میں وہ "روسکوئے بوگاتستوو" (روسی دولت) نامی رسالے کا سربراہ ہوا جو سخت مارکسسٹ دشمن خیالات رکھتا تھا۔

میرنگ (mehring)، فرانتس (1846-1919)۔ جرمنی کی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن، جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے بائیں بازو کا لیڈر اور نظریہ داں۔ وہ پارٹی کے نظریاتی ترجمان رسالے die neue zeit ("نیا زمانہ") کے ایڈیٹروں میں سے جرمن کمیونسٹ پارٹی کے قیام میں نمایاں رول ادا کیا۔

میلران (millerand)، الیکساندر ایتین (1859-1943)۔ فرانسیسی سیاسی کا کن، 19 ویں صدی کی دسویں دہائی میں وہ سوشلسٹوں کے ساتھ ہوگیا اور فرانسیسی سوشلسٹ تحریک میں موقع پرستی رجحان کا سربراہ تھا۔ 1899 میں وہ والدیک ۔ روسو کی رجعت پرست بورژوا حکومت میں شامل ہوا اور پیرس کمیون کے قاتل جنرل گالیفے کے ساتھ ملکر کام کرنے لگا۔ لینن نے میلران ازم کو پرولتاریہ کے مفادات کے ساتھ غداری اور ترمیم پرستی کے علمی اظہار کی حیثیت سے بے نقاب کیا اور اس کی سماجی جڑوں کا پول کھولا۔ 1904 میں سوشلسٹ پارٹی سے نکالے جانے کے بعد میلران نے دوسرے سابق سوشلسٹوں (بریان اور ویویانی) کے ساتھ مل کر "انڈپینڈنٹ سوشلسٹوں" کا گروپ بنایا۔ 1914,15,1912,13,1909,10. ۔ میں وہ مختلف وزراتی عہدوں پر رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد میلران بھی سوویت دشمن مداخلت کے ناظموں میں سے تھا۔

ن۔ نپولین اول (بوناپارٹ) (1869-1821)۔ 1804 سے 1814 اور 1815 میں فرانس کا شنشہاہ۔

نپولین سوم (بوناپارٹ لوئی؛ لوئی نپولین)۔ (1808-1873)۔ 1852-1870 میں فرانس کا شنہشاہ رہا۔ وہ نپولین اول کا بھتیجا تھا۔ 1848 انقلاب کی شکست کے بعد فرانسیسی ریپلک کا صدر چنا گیا۔ یکم دسمبر 1851 کی رات کو اس نے حکومت کا تخت الٹ دیا۔

و۔ وانڈرویلڈے (vandervelde) ایمیل (1866-1938)۔ بلجیم کی مزدور پارٹی کا لیڈر اور دوسری انٹرنیشنل کے سوشلسٹ بیورو کا صدر۔ وہ انتہا پسند موقع پرست خیالات رکھتا تھا۔ 1914-18 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران سوشل شاونست اور بلجیم کی بورژوا حکومت کا ممبر تھا۔ فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ روس میں اس کا پرچار کرنے آیا کہ سامراجی جنگ جاری رکھی جائے۔ وہ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے خلاف تھا اور سوویت روس کے خلاف اس نے مسلح مداخلت منظّم کرنے میں مدد دی۔ وانڈرویلڈے نے دوسری انٹرنیشنل میں دوبارہ جان ڈالنے کی پوری کاشش کی۔

ویب (webb)، بیاٹرس (1858-1943)۔ برطانیہ کی مشہور سماجی کارکن ۔

ویب (webb) سڈنی (1859-1947)۔ برطانیہ کا مشہور سماجی کارکن، اصلاح پرست۔ اپنی بیوی بیاٹریس

ویب کے ساتھ ملکر اس نے برطانوی مزدور تحریک کی تاریخ اور نظریات کے بارے میں کئی تصانیف کیں۔ وہ پیٹی بورژوازی اور امیر مزدوروں کا نظریہ داں تھا۔ اس نے سرمایہ دار ڈھانچے کے اندر مزدوروں کے مسئلے کے پر امن حل کی وکالت کی۔ سڈنی ویب اصلاح پرست فیبئن سوسائٹی کے بانیوں میں سے تھا، 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ میں سوشل شاونست رہا۔ وہ پہلی (1924) اور دوسری (31-1929) لیبر پارٹی کی حکومت کا ممبر تھا اور سوویت یونین کی طرف اس کا رویہ ہمدردانہ تھا۔

ویڈ میئر (weydemeyer)، ایوسیف (1818-1866)۔ جرمن اور امریکی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن۔ مارکس اور اینگلز کے دوست اور رفیق کار۔

ھ۔ ہائنڈمان (hyndman)، ہنری میئرس (1842-1921)۔ برطانوی سوشلسٹ اور اصلاح پرست۔ 1881 میں اس نے جمہوری فیڈریشن کی بنیاد ڈالی جو 1884 میں سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن کی شکل میں دوبارہ منظّم کی گئی۔ 1900 اور 1910 کے درمیان وہ انٹرنیشنل سوشلسٹ بیورو کا ممبر رہا۔ وہ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کا لیڈر رہا۔ جب 1916 میں سولفرڈ کانفرنس نے سامراجی جنگ کی طرف اس کے سوشل شاونست رویے پر ملامت کی تو اس نے اس پارٹی کو چھوڑ دیا، وہ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا مخالف اور سوویت روس کے خلاف مداخلت کا مدعی تھا۔

ہنڈرسن (henderson)، آرتھر (1863-1930)۔ برطانوی لیبر پارٹی اور ٹریڈ یونین تحریک کا لیڈر۔ 18-1914 کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران وہ سوشل شاونست ہوگیا۔ وہ کئی برطانوی بورژوا حکومتوں کا ممبر رہا۔

ہیگل (Hegel) جارج ولہلم فریڈرک (-1831-1770)۔ معروضی نظریاتی اسکول کا ممتاز جرمن فلسفی اور جرمن بورژوازی کا ایک نظریہ داں۔ فلسفے کے لئے ہیگل کی سب سے نمایاں دین جدلیات کی گہری اور تفصیلی وضاحت ہے جو مادی جدلیات کا یک نظریاتی سرچشمہ بن گئی، بہرحال مجموعی طور پر اس کا نظام فلسفہ قدامت پرست اور مابعد طبیعاتی تھا۔ جس کی وجہ سے ہیگل کی جدلیات عینیت پرست تھیں۔

اس کتاب کو مارکسسٹس انٹرنیٹ آرکائیو marxists.org کے لیے ابن حسن نے ترتیب دیا۔

کمپوزنگ: **نوید، نیلم**

نظرثانی ترجمہ: ابن حسن

اپنی رائے اور تجاویز کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

hasan@marxists.org

Get more e-books from www.ketabton.com